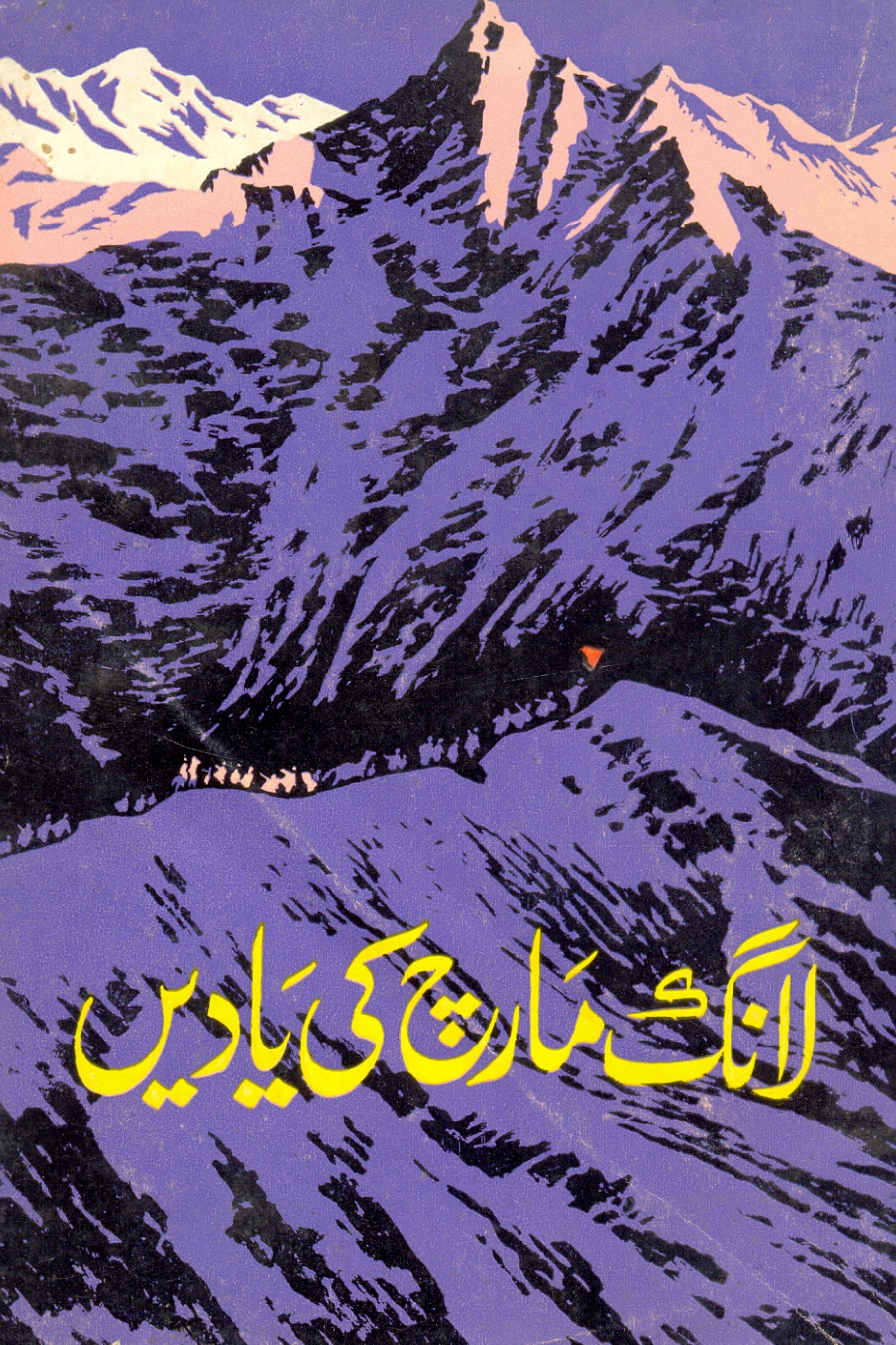

لانگ مارچ کی یادیں

لانگ مارچ کی یادیں

لیو پو چھنگ وغیرہ

غیر ملکی زبانوں کا اشاعت گھر
پئچنگ

پہلا ایڈیشن ۱۹۸۴ء

ترجمہ : رشید بٹ

مطبوعہ عوامی جمہوریۂ چین

فہرست

لانگ مارچ کی یادیں لیو پو چھنگ	۱
دریائے وو چیانگ پر پل کی تعمیر ہوانگ چھاؤ تھیئن	۳٦
نشان راہ چانگ نان شنگ	۴۵
دریائے چن شا کے اس پار شیاؤ ینگ تھانگ	٦۴
ای قومیت کے لوگوں کا سرخ فوج سے لگاؤ ارموشیا	۸۴
کوہ لیانگ شان کلاں کے اس پار شیاؤ ہوا	۹٦
ہم نے دریائے تا تو بزور قوت عبور کیا یانگ تہہ چی	۱۰٦
لو تینگ پل پر یلغار یانگ چھنگ وو	۱۱۸
کپڑے کے جوتوں کی جوڑی چیانگ یاؤ ہوئی	۱۳٦

نو باورچی ۱۳۱
شینے فانگ چھی
درہ لا زی کھو پر قبضہ ۱۳۹
ہو پینگ یون
ایک بیدار پہاڑی شہر ۱۵۹
زو چھی
جون میں برفباری ۱٦۷
تھینن کو ھاؤ
پارٹی برانچ کمیٹی کی میٹنگ ۱۷۲
چھینن چی آن
کان زی میں فوجوں کا ملاپ ۱۷۷
تھان شانگ وی
دلدلی علاقے میں ہمارا سپلائی اسٹیشن ۱۸۳
یانگ ای شان
کوہ تانگ لینگ پر ۱۹۰
وو شینن ان
ہمارے اسکواڈ کا "سیاسی کمیسار وانگ" ۱۹۸
چاؤ لینن چھنگ
پاؤ زو کا معرکہ ۲۰۷
چھنگ شی چھانی
معرکۂ چی لو چن ۲۱٦
شوی ھائی تونگ
تین فوجوں کا ملاپ ۲۲٦
ہو پو لینگ ، لیو ژن سونگ ، چو چیا شنگ

لانگ مارچ کی یادیں

لیو پو چھنگ

چینی مزدوروں اور کسانوں کی سرخ فوج اکتوبر ۱۹۳۴ء میں اپنے اڈوں کے علاقوں سے نکلی اور اکتوبر ۱۹۳۶ء یعنی پورے دو سال میں ۱۲۵۰۰ کلومیٹر کا لانگ مارچ * مکمل کیا جس نے ساری دنیا کو ہلا کر رکھ دیا ۔ لانگ مارچ کے دوران سرخ فوج نے بہت سے اسٹریٹجک مقامات پر قبضہ کیا ، تیز رو اور پرشور دریا عبور کئے ، تعاقب میں آنے والی اور سامنے سے راہ روکنے والی ان گنت دشمن فوجوں کے دانت کھٹے کئے ، فلک بوس برفپوش پہاڑوں کو پار کیا اور بےآباد دلدلی علاقوں سے گزری ۔ سرخ فوج کے جانبازوں نے جو جرأت اور قوت برداشت دکھائی وہ کمیونسٹ تحریک کی انمٹ توانائی اور کمیونسٹ پارٹی کی زیر قیادت فوج کی سدا غالب

---

* عام طور پر باور کیا جاتا ہے کہ لانگ مارچ میں اکتوبر ۱۹۳۴ء سے اکتوبر ۱۹۳۵ء تک ، ایک سال کا عرصہ لگا تھا ۔ یہ دراصل وہ عرصہ ہے جو چینی مزدوروں اور کسانوں کی سرخ فوج کی فرسٹ فرنٹ آرمی نے چیانگشی سے شمالی شینشی تک پہنچنے میں لیا ۔ سرخ فوج کی تینوں اصل قوتوں کو شمال تک پہنچنے میں درحقیقت دو سال لگے تھے ۔

حربی طاقت کا بھرپور مظاہرہ کرتی ہے ۔

مگر لانگ مارچ کی ضرورت کیوں پیش آئی ، اور وہ کونسا عنصر تھا جس نے سرخ فوج کو یہ عظیم فوجی کارروائی فاتحانہ تکمیل تک پہنچانے کی صلاحیت بخشی ؟ ان سوالوں کے تجزیے میں وافر تجربہ اور بیش بہا سبق پنہاں ہیں ۔

(۱)

چینی کمیونسٹ پارٹی کی چھٹی مرکزی کمیٹی کا چوتھا مکمل اجلاس جنوری ۱۹۳۱ء میں منعقد ہوا اور یہ اجلاس ختم ہونے کے ساتھ ہی پارٹی کے اندر ، انقلاب اراضی (۱۹۲۷-۳۷ء) کے دوران ، تیسری بار " بائیں بازو " کی موقع پرستانہ راہ عمل کے غلبے کی ابتدا ہو گئی جس کی نمائندگی وانگ مینگ کر رہا تھا ۔ مکمل اجلاس کے غلط پروگرام کی رو سے نومبر ۱۹۳۱ء میں مرکزی اڈے کے علاقے کی پارٹی کانگرس اور اکتوبر ۱۹۳۲ء میں نینگ تو اجلاس میں کامریڈ ماؤ زے تنگ کی صحیح راہ عمل کو " امیر کسان راہ عمل " اور " دائیں بازو کی موقع پرستی کی سنگین ترین اور مسلسل غلطی " قرار دے کر ہدف ملامت بنایا گیا ، اور مرکزی اڈے کے علاقے میں صحیح پارٹی اور فوجی قیادت کو برطرف کر دیا گیا ۔ غلط راہ عمل کی وجہ سے کومنتانگ کے زیر تسلط علاقوں میں پارٹی کے کام کو سخت نقصان پہنچا تو عبوری مرکزی قیادت ۱۹۳۳ء کے اوائل میں

مرکزی اڈے کے علاقے میں منتقل ہو گئی ، اور یوں مرکزی اور قرب و جوار کے اڈوں کے علاقوں میں غلط راہ عمل کا اطلاق زور پکڑ گیا ۔

" بائیں بازو " کے انحراف پسندوں نے دو تاریخی ادوار ، جمہوری انقلاب اور سوشلسٹ انقلاب کے لئے فرائض اور ان کے درمیان فرق کو گڈمڈ کر دیا ، اور موضوعی طور پر ، جمہوری انقلاب کی حدوں سے تجاوز کے لئے بےچین ہو گئے ۔ انہوں نے چینی انقلاب میں کسانوں کے جاگیرداری دشمن جدوجہد کے فیصلہ کن کردار کو حقیقت سے کمتر جانا اور بحیثیت مجموعی بورژوا طبقے ، حتیٰ کہ بالائی ادنیٰ بورژوا طبقے کی مخالفت کی پالیسی کو شعار بنا لیا ۔ تیسری " بائیں بازو " کی راہ عمل کے پرچارک اس حد تک نکل گئے کہ انہوں نے بورژوا طبقے کے خلاف جدوجہد کو سامراج اور جاگیرداری کے خلاف جدوجہد کے مساوی قرار دے دیا اور ملکی سیاسی صورت حال میں اس زبردست تغیر کی مکمل نفی کر دی جو چین پر جاپانی حملے کے نتیجے میں پیدا ہوا تھا ۔ انہوں نے ان درمیانی حلقوں کو صریحاً " انتہائی خطرناک دشمن " قرار دے دیا جو کومنتانگ کی رجعت پسند حکمرانی سے تضادات رکھتے تھے اور مثبت کارروائیاں کر رہے تھے ۔ وہ چینی معاشرے کی نیم نوآبادیاتی اور نیم جاگیردارانہ خصوصیات کو سمجھنے میں ناکام رہے ۔ وہ یہ نہ پہچان سکے کہ چین میں بورژوا جمہوری انقلاب بلحاظ اصلیت ایک کسان انقلاب تھا اور چینی انقلاب کی ناہموار ، کٹھن اور طویل نوعیت کو سمجھنے سے قاصر رہے ۔ لہذا ، انہوں

نے فوجی جدوجہد کی اہمیت ، خصوصاً کسانوں کی گوریلا جنگ اور دیہی اڈوں کے علاقوں کی اہمیت کو کمتر جانا اور سرخ فوج کو غلط طور پر مجبور کرتے رہے کہ وہ کلیدی شہروں پر قبضہ کرے ۔

تاہم ، کامریڈ ماؤ زے تنگ کے صحیح اسٹریٹجک اصولوں کے گہرے اثرات کی بدولت ، سرخ فوج نے ۱۹۳۳ء کے موسم بہار میں کوسنتانگ کی " محاصرے اور سرکوبی " کی چوتھی مہم کے خلاف جوابی کارروائی میں فتح حاصل کی ۔ یہ فتح سرخ فوج میں عبوری مرکزی قیادت کی غلط راہ عمل کے نفاذ سے قبل حاصل کی گئی تھی ۔ اس کے برعکس ۱۹۳۳ء کے اواخر میں " محاصرے اور سرکوبی " کے خلاف پانچویں جوابی مہم کے دوران ایک قطعی غلط فوجی راہ عمل پوری طرح پنجے گاڑ چکی تھی ۔ جنوری ۱۹۳۴ء میں پارٹی کی چھٹی مرکزی کمیٹی کا پانچواں اجلاس تیسری " بائیں بازو " کی راہ عمل کا نقطۂ عروج ثابت ہوا ۔ اس راہ عمل کے پرچارکوں نے یہ غلط نتیجہ اخذ کیا کہ " چین میں انقلابی بحران ایک نئے سنگین مرحلے پر پہنچ چکا ہے — چین میں کسی دم انقلاب کی صورت حال پیدا ہوسکتی ہے ۔ " اور یہ کہ پانچویں " محاصرے اور سرکوبی " کی مہم کے خلاف جدوجہد "چینی انقلاب کی مکمل فتح کی جدوجہد" تھی ۔ فوجی اعتبار سے ، تیسری " بائیں بازو " کی راہ عمل کے پرچارکوں نے ایک مکمل نظام بھی قائم کر لیا ۔ جہاں تک فوج کی تعمیر کا سوال تھا ، انہوں نے سرخ فوج کے سہ پہلو فریضے ، لڑائی ، عوامی کام اور پیداوار کو صرف ایک فریضے یعنی لڑائی میں بدل دیا ، غیر ضروری باقاعدگی کا تقاضا کیا اور اس وقت سروج سرخ فوج کے

مناسب گوریلا اور گشتی کردار کو " گوریلا ازم " قرار دے کر اس کی مخالفت کی ، مزیدبرآں ، انہوں نے فوج کے اندر سیاسی کام میں ضابطه پرستی کو رواج دیا - فوجی کارروائیوں کے سوال پر انہوں نے اس حقیقت سے انکار کیا که دشمن طاقتور اور هم کمزور تھے ؛ انہوں نے مورچه بند جنگ اور نام نہاد باقاعده جنگ کا تقاضا کیا جس کا دار و مدار کلیتاً اصل قوتوں پر هوتا هے ؛ انہوں نے اسٹریٹجک فوری فیصلے کی لڑائی اور مہموں میں طویل معرکوں اور تمام " محاذوں پر حمله " اور" دونوں سکوں سے وار" کا مطالبه کیا ؛ انہوں نے دشمن کو پھسلا کر دور تک اندر لانے کی مخالفت کی اور فوجی دستوں کی ایک جگه سے دوسری جگه ضروری منتقلی کو" پسپائی اور فراریت " قرار دیا ؛ اور انہوں نے معین جنگی محاذوں اور قطعی طور پر مرکزی کمان کا بھی مطالبه کیا - القصه ، انہوں نے گوریلا جنگ اور گوریلا نوعیت کی حامل گشتی جنگ کی نفی کی اور یه نه سمجھ سکے که عوامی جنگ صحیح طریقے سے کیسے لڑی جاتی هے -

" محاصرے اور سرکوبی " کی پانچویں مہم کے خلاف جوابی مہم میں ابتداً " بائیں بازو " کے موقع پرستوں نے حملے میں مہم جوئی کا انداز اپنایا اور شیون کھو میں ایک اتفاقی فتح کی بنیاد پر ، فوجوں کو دشمن کے علاقے میں بھیج دیا اور " دروازے کے باهر دشمن کو جا لینے " کی غلط پالیسی اختیار کی -

انہی دنوں واقعۂ فوچیئن * رونما هوا اور دشمن اپنی فوجیں

---

* ملک بھر میں جاپان کے خلاف عوام کے بڑھتے هوئے سیلاب سے متاثر هو کر ، کومنتانگ کی ۱۹ ویں روٹ آرمی کے لیڈروں چھائی تھینگ کھائی ، چیانگ کوانگ نائی وغیره

مشرق میں منتقل کرنے پر مجبور ہو گیا ۔ اگر ہم نے چیانگ کائی شیک کے خلاف جدوجہد اور جاپان کی مزاحمت کی حامی قوتوں سے اتحاد کے موثر اقدامات کئے ہوتے اور چیانگ کائی شیک رجعت پسندوں کے خلاف مل کر لڑتے تو ہم جاپانی حملہآوروں کے خلاف لڑنے اور چین میں جمہوریت وجود میں لانے کے روزافزوں عوامی تقاضوں کو تقویت بخشنے میں بہت بڑا کردار ادا کر سکتے تھے ۔ اس کے ساتھ ہی ساتھ ہمارے لئے یہ بھی کلیتاً ممکن تھا کہ فوجی میدان میں موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے دشمن کی قوتوں کے ایک حصے کو تہس نہس کرتے اور دشمن کی " محاصرے اور سرکوبی " کی پانچویں مہم کو ناکام بنا دیتے ۔ لیکن " بائیں بازو " کے موقع پرستوں نے ، جن کا موقف تھا کہ درمیانی حلقے چینی انقلاب کے نام نہاد انتہائی خطرناک دشمن تھے ، یہ شاندار موقع گنوا دیا ۔ اور اس طرح کومنتانگ رجعت پسندوں کو فوچیئن عوامی حکومت کا گلا گھونٹنے اور پھر آرام سے اڈوں کے علاقوں پر دوبارہ حملہ کرنے کی مہلت مل گئی ۔

کوانگ چھانگ کی لڑائی کے بعد ، جس میں سرخ فوج کو بھاری

کو احساس ہو گیا کہ سرخ فوج سے لڑنا لاحاصل تھا ۔ انہوں نے نومبر ۱۹۳۳ء میں لی چی شن کی ماتحت کومنتانگ فوجوں سے اتحاد کرتے ہوئے چیانگ کائی شیک سے علانیہ قطع تعلق کر لیا ، فوچیئن میں " جمہوریہ چین کی عوامی انقلابی حکومت " قائم کی اور جاپان کی مزاحمت اور چیانگ کائی شیک کی مخالفت کی خاطر سرخ فوج سے سمجھوتہ کر لیا ۔ چیانگ کائی شیک کی برتر فوجوں کے حملوں کی تاب نہ لا کر یہ حکومت ۱۹۳۴ء کے اوائل میں دم توڑ گئی ۔ چھائی تھینگ کھائی اور دیگر رہنما رفتہ رفتہ کمیونسٹ پارٹی سے تعاون کی طرف مائل ہو گئے ۔

نقصانات اٹھانے پڑے تھے ، " بائیں بازو " کے موقع پرست دفاع میں قنوطیت کا شکار ہو گئے اور اہم مقامات کی حفاظت کے لئے فوجوں کو منتشر کرنے کی تجویز پیش کی تو سرخ فوج مکمل طور پر مجہول پوزیشن میں چلی گئی ۔ یہ ایک جگہ مزاحمت کرتی تو دشمن دوسری جگہ حملہ کر دیتا ۔ سرخ فوج کے لئے صورت حال سے نمٹنا دشوار ہو گیا ۔ اس کی تعداد کم ہونے لگی اور علاقہ بھی سکڑتا چلا گیا ۔

آخر میں ، " بائیں بازو " کے موقع پرستوں نے چیئرمین ماؤ کی یہ درست تجویز بھی مسترد کر دی کہ دشمن فوجوں کو چکر دینے اور ان کا صفایا کرنے کے لئے سرخ فوج کی اصل قوت کو بیرونی محاذوں پر لایا جائے ، اڈے کے علاقے کا دفاع کیا جائے اور اسے وسعت دی جائے ، اور راہ فرار اختیار کر لی ۔ اکتوبر ۱۹۳۴ء میں انہوں نے مرکزی اڈے کا علاقہ خالی کرنے کا عاجلانہ فیصلہ کیا ، اور کادروں اور عوام کو ذہنی طور پر تیار کئے بغیر ہی فوری طور پر پوزیشن بدل لی ۔ یہاں تک کہ انہوں نے سورچہ بند لڑائی کی جگہ گشتی جنگ لڑنے ، لڑائی میں اڈے کے علاقے پر انحصار کرتے ہوئے لڑنے کی بجائے اڈے کے علاقے کے بغیر لڑنے اور لانگ مارچ کے دوران کارروائیوں کے سلسلے میں ضروری تیاریاں بھی نہ کیں ۔

(۲)

" بائیں بازو " کے موقع پرستوں نے فوجی کارروائیوں میں فراریت کی جس غلطی کا ارتکاب کیا اس کے باعث ، لانگ مارچ شروع ہونے

کے بعد بھی سرخ فوج شدید نقصانات اٹھاتی رہی - مرکزی سرخ فوج کا ففتھ آرمی گروپ جب سے مرکزی اڈے کے علاقے سے کوانگ تونگ - کوانگشی - ھونان سرحد کے ساتھ ساتھ مغرب کی سمت روانہ ھوا تھا ، وہ ایک لمبے عرصے سے پوری فوج اور اس کے ٹرانسپورٹ کالم کے عقبی گارڈ کے فرائض انجام دے رھا تھا - پوری فوج کی ۸۰ ھزار سے زائد نفری نے تنگ ، بل کھاتے پہاڑی راستوں پر سفر کیا - یہ فوج چونکہ بڑے کالموں کی شکل میں سفر کر رھی تھی لہذا اسے سخت دباؤ کا سامنا بھی تھا ، اور اکثر پہاڑی گھاٹی عبور کرنے میں پوری پوری رات بیت جاتی - ادھر ، دشمن فوجی کشادہ راستوں پر سفر کر رہے تھے - لہذا ان کی پیش قدمی ھماری فوج کی نسبت زیادہ تیز تھی اور ھمارے لئے ان سے پیچھا چھڑانا ممکن نہ تھا -

سرخ فوج نے تین شدید لڑائیوں کے بعد بالآخر دشمن کے تین گھیرے توڑ دیئے تو چیانگ کائی شیک سرخ فوج کا تعاقب کرنے اور سامنے سے آلینے کی غرض سے فوراً چار لاکھ فوج تین راستوں سے روانہ کر دی - اس کا مقصد ھونان - کوانگشی سرحد پر دریائے شیانگ چیانگ کے کنارے سرخ فوج کا صفایا کرنا تھا -

" بائیں بازو " کے رھنما اس بڑی حملہآور فوج کو سامنے پا کر حواس باختہ ھو گئے - انہوں نے گھیرا توڑ کر سرخ فوج کے سیکنڈ اور سکستھ آرمی گروپوں تک رسائی حاصل کرنے کی کوشش میں سامنے سے حملہ کرنے کا حکم دے دیا - شمال مشرقی کوانگشی میں چھیوان شیئن کاؤنٹی (آج کا چھیوان چو) کی جنوبی سمت دریائے شیانگ چیانگ کے مشرقی کنارے کے ساتھ ساتھ ھفتے بھر تک گھمسان کی

لڑائیاں جاری رھیں ۔ ان لڑائیوں میں ھماری فوج کی ایک بڑی نفری کو تحفظ دینے والی فوج کے طور پر استعمال کیا گیا ۔ یوں وہ دشمن کے حملوں کا براہ راست نشانہ بنی ۔ آخر میں اگرچہ یہ فوج دشمن کا چوتھا گھیرا توڑ کر دریائے شیانگ چیانگ عبور کرنے میں کامیاب ہو گئی مگر ھمیں اس کی خوفناک قیمت ادا کرنی پڑی ۔ ان لڑائیوں میں نصف سے زیادہ فوجی جان سے ھاتھ دھو بیٹھے ۔

" محاصرے اور سرکوبی " کی پانچویں سہم کے خلاف کارروائی کے بعد متواتر ھزیمتیں اور اس وقت کی قریب قریب بےبسی کی صورت حال اور " محاصرے اور سرکوبی " کی چوتھی سہم سے قبل کی صورت حال میں زمین و آسمان کا فرق تھا ۔ یہ صورت حال دیکھ کر آھستہ آھستہ کادروں پر حقیقت عیاں ھونے لگی کہ یہ ھزیمتیں چیئرمین ماؤ زے تنگ کی پیش کردہ صحیح راہ عمل مسترد کرنے اور غلط راہ عمل نافذ کرنے کا نتیجہ تھیں ۔ فوج کے عام سپاھیوں نے شکوک و شبہات اور بےاطمینانی کا اظہار شروع کر دیا اور قیادت میں تبدیلی کے لئے ان کی بےچینی بڑھتی گئی ۔ جوں جوں ھماری فوج ھزیمتیں اٹھاتی گئی ، یہ احساسات زور پکڑتے گئے اور دریائے شیانگ چیانگ کے کنارے لڑائی کے دوران عروج پر جا پہنچے ۔

اس اثنا میں سیکنڈ اور سکستھ آرمی گروپوں نے مرکزی سرخ فوج کے ساتھ تعاون کی خاطر سیچھوان ۔ کوئیچو ۔ ھونان سرحد پر شدید حملہ کر دیا ۔ چیانگ کائی شیک نے سرخ فوج کے یونٹوں کے ملاپ کا توڑ کرنے کی غرض سے ھمارا تعاقب کرنے اور سامنے سے راہ روکنے کے لئے بعجلت بھاری نفری روانہ کر دی ۔ اگر اصل منصوبہ تبدیل

نہ کیا جاتا تو ایک ایسی لڑائی ناگزیر ہو جاتی جس میں سرخ فوج کو اپنے سے پانچ یا چھ گنا بڑی دشمن فوج سے فیصلہ کن مقابلہ کرنا پڑتا ۔ ہمارے فوجی یونٹ پہلے ہی سخت کمزور ہو چکے تھے ۔ اگر وہ اپنے سے برتر دشمن کا دو بدو مقابلہ کرنے کی احمقانہ تدابیر کی پیروی کرتے رہتے تو مکمل تباہی کے خطرے سے دو چار ہو جاتے ۔

اس نازک موڑ پر چیئرمین ماؤ نے ایک منصوبہ پیش کیا جو سرخ فوج کے لئے حیات نو لے کر آیا ۔ انہوں نے اس بات پر زور دیا کہ سیکنڈ اور سکستھ آرمی گروپوں سے ملاپ کی کوشش ترک کر دی جائے اور یہ تجویز پیش کی کہ مرکزی سرخ فوج کوئیچو کی طرف پیش قدمی کرے جہاں دشمن کمزور تھا ۔ اس طرح سرخ فوج کو پیش عملی حاصل ہو سکتی تھی اور وہ متعدد لڑائیاں جیتنے کے ساتھ ساتھ کچھ آرام بھی کر سکتی تھی ۔ بیشتر کامریڈوں نے چیئرمین ماؤ کی تجویز پر صاد کیا ۔ اس طرح سرخ فوج نے دسمبر میں ھونان کی جنوب مغربی سرحد پر واقع شہر تھونگ تاؤ پر قبضہ کرنے کے بعد فوراً کوئیچو کی سمت پیش قدمی کی اور ایک ھی حملے میں جنوب مشرقی کوئیچو کے مقام لی پھینگ پر قبضہ کر لیا ۔ اگر چیئرمین ماؤ پالیسی میں تبدیلی کا سختی کے ساتھ مطالبہ نہ کرتے تو باقی ماندہ تیس ہزار سے زائد سرخ فوج کا بھی بالکل صفایا ہو جاتا ۔

پارٹی کی مرکزی کمیٹی کے سیاسی بیورو کا ایک اجلاس لی پھینگ میں ھوا جس میں فیصلہ کیا گیا کہ صوبہ کوئیچو میں پیش قدمی جاری رکھی جائے جہاں دشمن کا دفاع کمزور تھا ۔ سرخ فوج

نے تنظیم نو کے فوراً بعد سفر کا دوبارہ آغاز کیا اور جنوری ۱۹۳۵ء میں بزور قوت دریائے وو چیانگ پار کر کے شمالی کوئیچو میں زون ای پر قبضہ کر لیا ۔ یہ وہ زمانہ تھا جس میں پہلے کی طرح دن رات سفر جاری رہا اور لڑائیاں لڑی گئیں ، تاہم چیئرمین ماؤ کی عمدہ پالیسی کی بدولت تمام فوجی کارروائیاں بہ احسن انجام کو پہنچیں اور فوج کے حوصلے دن بدن بلند تر ہوتے گئے ۔

زون ای میں سرخ فوج نے آرام اور استحکام کا بارہ روزہ پروگرام شروع کیا ۔ پارٹی کی مرکزی کمیٹی کے سیاسی بیورو کا ایک توسیع شدہ اجلاس انہی دنوں منعقد ہوا ۔

(۳)

زون ای اجلاس میں ساری کوششیں فوجی اور تنظیمی غلطیوں کی اصلاح پر مرکوز رہیں ، کہ یہی اس وقت فیصلہ کن عنصر کی حیثیت رکھتی تھیں ۔ " بائیں بازو " کے رہنماؤں نے گوریلا اور گشتی جنگ کی جگہ مورچہ بند جنگ لڑنے اور عوامی جنگ کی بجائے بقول ان کے " باقاعدہ جنگ " لڑنے کی کوششیں کی تھیں ۔ ایسی غلط فوجی راہ عمل " محاصرے اور سرکوبی " کی پانچویں مہم کے خلاف جوابی کارروائی کی ناکامی اور لانگ مارچ کے ابتدائی ایام میں سرخ فوج کے سنگین نقصانات کا باعث بنی ۔

زون ای اجلاس نے پارٹی کی مرکزی کمیٹی میں " بائیں بازو " کی راہ عمل کے غلبے کا کامیابی سے خاتمہ کیا اور نئی مرکزی قیادت

تشکیل دی جس کے سربراہ کامریڈ ماؤ زے تنگ تھے - اس تبدیلی نے انتہائی نازک وقت میں پارٹی اور سرخ فوج کو بچا لیا - یہ زبردست تاریخ‌ساز اہمیت کی حامل تبدیلی تھی - ایسی تبدیلی ، جس نے پارٹی کو انتہائی دشوار حالات میں پارٹی اور سرخ فوج کے کادروں کی اصل قوت محفوظ رکھتے ہوئے اور انہیں صیقل کرتے ہوئے لانگ مارچ کو فاتحانہ اختتام تک پہنچانے کے قابل بنایا - اس نے چانگ کو تھاؤ * کی راہ عمل پر بھی قابو پایا ، جو پسپائی اور فرار پر مبنی تھی ، اور اس کی طرف سے پارٹی میں پھوٹ ڈالنے کی سازشوں کو ناکام بنایا - سرخ فوج بعدازاں فاتحانہ انداز میں شمالی شینشی پہنچی - یہ ایک ایسا واقعہ تھا جس نے نہ صرف جاپان کے خلاف قومی متحدہ

---

* چانگ کو تھاؤ چینی انقلاب کا ایک غدار تھا - انقلاب کے نام سے فائدہ اٹھاتے ہوئے وہ جوانی ہی میں چینی کمیونسٹ پارٹی میں شامل ہو گیا اور پارٹی میں رہتے ہوئے بہت سی غلطیاں کیں جو سنگین نتائج کا باعث بنیں - خاص طور پر ۱۹۳۵ء میں اس نے سرخ فوج کی شمال کی جانب پیش قدمی کی مخالفت کی ، اس بات کی وکالت کی کہ سرخ فوج سیچھوان - شیکھانگ سرحد پر اقلیتی قومیتوں کے علاقے کی طرف پسپائی اختیار کرے جو سرخ فوج کے لئے خودکشی ثابت ہوتی - وہ پارٹی اور مرکزی کمیٹی کے خلاف کھلے بندوں غدارانہ سرگرمیوں میں مصروف رہا اور اپنی ایک بوگس مرکزی کمیٹی قائم کر لی - اس نے پارٹی اور سرخ فوج کے اتحاد میں رخنہ ڈالا اور فورتھ فرنٹ آرمی کو بھاری نقصان پہنچایا - کامریڈ ماؤ زے تنگ اور مرکزی کمیٹی کی پیہم تعلیم کے نتیجے میں فورتھ فرنٹ آرمی اور اس کے بہت سے کادروں نے پھر مرکزی کمیٹی کی صحیح قیادت کو تسلیم کر لیا اور بعد کی جدوجہد میں قابل قدر کردار ادا کیا - تاہم چانگ کو تھاؤ ناقابل اصلاح ثابت ہوا اور ۱۹۳۸ء کے موسم بہار میں شینشی - کانسو - نینگشیا سرحدی علاقے سے فرار ہو کر کومنتانگ کی خفیہ پولیس میں شامل ہو گیا -

محاذ کی تشکیل میں معاونت کی بلکہ جاپانی جارحیت کے خلاف چین کی مزاحمت کے ابھار کو سرعت بخشی ۔

زون ای اجلاس کے فیصلوں نے سرخ فوج کے دستوں میں نئی جان ڈال دی ۔ ان کے حوصلے بلند ہو گئے اور تمام شکوک و شبہات اور بے اطمینانی کا خاتمہ ہو گیا ۔ سرخ فوج نے دس بارہ دن کے آرام و استحکام کے بعد ، جب کہ اس کی توانائیاں بحال اور صفیں مستحکم ہو چکی تھیں ، شمال کی سمت پیش قدمی شروع کر دی ۔

اس عرصے میں سیکنڈ اور سکستھ آرمی گروپوں نے ہونان ۔ سیچھوان ۔ کوئیچو علاقے میں قابل ذکر پیش رفت دکھائی ، تاہم سرخ فوج کو دوبارہ ہونان میں داخل ہونے سے روکنے کے لئے مغربی ہونان میں چی چیانگ کے مقام پر چونکہ دشمن فوجیں تعینات تھیں ، لہذا ان گروپوں سے رابطہ ناممکن تھا ۔ سیچھوان ۔ شینشی علاقے میں بھی فورتھ فرنٹ آرمی نے سیچھوان کے جنگی سرداروں کی فوجوں کے شش پہلو محاصرے کو توڑ دیا تھا ۔ جب مرکزی سرخ فوج نے زون ای کے شمال میں تھونگ زی اور شی شوئی سے گزرتے ہوئے دریائے چھی شوئی کے پار مغرب کی سمت پیش قدمی کرکے شمال کا رخ کیا تو دشمن ھکا بکا رہ گیا ۔ سیچھوان کے جنگی سرداروں نے سیچھوان ۔ کوئیچو سرحدی علاقے کا دفاع کرنے کے لئے بڑی عجلت میں فوجیں منتقل کیں اور اس علاقے میں گشت کے لئے کو شیون چھی کی زیر کمان ایک ترکتاز ڈویژن بھیج دیا ۔ انہوں نے مرکزی سرخ فوج کی شمال کی جانب پیش قدمی کو روکنے اور یوں اسے فورتھ فرنٹ آرمی کے ساتھ جا ملنے سے روکنے کی خاطر دریائے یانگسی کی جانب

تمام راستوں کی ناکہ بندی کر دی ۔ جب مرکزی سرخ فوج شمال مشرقی یون نان میں وی شین کے مقام پر پہنچی تو چو ہون یوان اور وو چھی وی کی زیر کمان ایک دشمن کالم پہلے ھی ہونان سے وھاں آچکا تھا ۔ تھو چھنگ کی لڑائی میں کو شیون چھی کے ڈویژن کا صفایا نہ کیا جا سکا اور مزید دشمن فوجیں آن پہنچیں تو سرخ فوج نے دریائے یانگسی عبور کرکے شمال کی طرف بڑھنے کا ارادہ ترک کر دیا ۔ اس نے دفعتاً دشمن فوجوں کو جھکائی دی اور مشرق کی سمت مڑ کر دریائے چھی شوئی کو دوبارہ عبور کرکے پھر سے تھونگ زی، لو شان کوان اور زون ای پر قبضہ کر لیا ۔ اس کارروائی میں اس نے کوئیچو کے جنگی سرداروں کے دو ڈویژنوں کا صفایا کیا ۔ اسی دوران دشمن نے ھمارے یونٹوں کو آ لیا اور شدید لڑائی چھڑ گئی ۔ ھمارے تھرڈ آرمی گروپ اور کادروں کی رجمنٹ نے کوہ لاؤیا کی اونچائیوں پر قبضہ کرنے کے لئے موسلادھار بارش کے دوران پھسلواں پہاڑی راستوں پر متعدد جھڑپیں لیں ۔ رات کی تاریکی میں ھمارے فرسٹ آرمی گروپ نے مغربی سمت سے دشمن کے صفوں میں شگاف ڈال دیئے ۔ چہار سو جنگی نقارے بج اٹھے اور ان کی صدائے بازگشت پہاڑوں اور وادیوں میں گونجنے لگی ۔ دو طرفہ حملے سے دشمن کی صفوں میں بھگدڑ مچ گئی اور وہ تتر بتر ہو کر جنوب کی طرف بھاگ نکلا ۔ سرخ فوج نے دریائے وو چیانگ تک پوری سرعت سے اس کا تعاقب کیا اور راستے بھر کاری ضربیں لگائیں ۔ دریا تک پہنچتے پہنچتے وہ دشمن کے لگ بھگ ایک ڈویژن کا صفایا کر چکی تھی ۔ دشمن کی بچی کھچی فوج نے دریا پار کرنے کے بعد تعاقب سے بچنے کے لئے

کشتیوں کا پل تباہ کر دیا ۔ اور یوں جو کومنتانگ فوجی بھاگتے ہوئے دریا تک نہ پہنچ پائے تھے انہیں تہ تیغ کر دیا گیا ۔ لانگ مارچ شروع ہونے کے بعد یہ سرخ فوج کی پہلی بڑی فتح تھی ۔

زون ای اجلاس کے بعد ایک بالکل نئی صورت حال وجود میں آئی اور سرخ فوج کو گویا حیات نو مل گئی ۔ وہ دشمن کے مابین آزادانہ نقل و حرکت کے قابل ہو گئی اور اسے ششدر کرکے رکھ دیا ۔ اب سرخ فوج پیش عملی حاصل کر چکی تھی ۔ وہ شش و پنج میں گھرے کومنتانگ یونٹوں کے درمیان پوری قوت سے کارروائی کرتی اور انہیں نکیل سے پکڑ کر جہاں چاہتی لے جاتی ۔ کبھی یوں لگتا گویا سرخ فوج مشرق کی سمت پیش قدمی کر رہی ہو ، مگر حقیقت میں اس کا رخ مغرب کی سمت ہوتا ۔ کبھی حیران و پریشان دشمن یہ سمجھتا کہ ہم دریائے یانگسی عبور کرکے شمال کی طرف بڑھنے کا منصوبہ بنا رہے ہیں ، جبکہ دراصل ہمارا مقصد پلٹ کر اس پر ایک اور ضرب لگانا ہوتا تھا ۔ اگر دشمن کسی ایک جگہ ہم سے بھڑنے کی کوشش کرتا اور ہم اس جگہ سے کنی کترا کر نکل جاتے تو دشمن اپنی صفیں ازسرنو درست کرنے پر مجبور ہو جاتا ۔ یوں ہماری فوج کو آرام کرنے ، عوام کو متحرک و منظم کرنے اور نئے سپاہی بھرتی کرنے کا وافر موقع مل جاتا ۔ اور جتنی دیر میں دشمن اپنی صفیں دوبارہ درست کرتا ، ہم پیش قدمی کرکے کسی دوسری جگہ لڑائی چھیڑ دیتے ۔ اس طرح دشمن پر یکے بعد دیگرے کاری وار کئے گئے اور وہ تھکن سے بےحال اور بھگدڑ کا شکار ہو گیا ۔ سرخ فوج کے کمانڈروں اور سپاہیوں نے جب اس صورت حال کا اس

کیفیت سے موازنہ کیا جو " بائیں بازو " کی راہ عمل کے غلبے کے دوران کارفرما تھی ، تو ان کا یہ احساس پختہ تر ہو گیا کہ چیئرمین ماؤ کی صحیح راہ عمل اور انتہائی پیش رفتہ مارکسی فوجی اصول ھی سرخ فوج کے ناقابل تسخیر ہونے کی واحد ضمانت تھے ۔

زون ای میں قیام کے دوران سرخ فوج نے کئی بار دشمن کو دعوت مبارزت دی لیکن وہ پہل کرنے سے کتراتا اور محض مدافعت پر قانع رہا ۔ مارچ ۱۹۳۵ء میں ہماری فوج نے زون ای سے مغرب کی سمت پیش قدمی کی ، ژن ہوائی پر قبضہ کیا ، ماؤ تھائی کے مقام پر تیسری بار دریائے چھی شوئی کو پار کیا اور پھر جنوبی سیچھوان میں داخل ہو گئی ۔ یہ سوچ کر کہ سرخ فوج دریائے یانگسی عبور کر کے شمال کی سمت بڑھے گی ، دشمن کی صفوں میں افراتفری مچ گئی اور اس نے ہماری فوج کو روکنے اور نیست و نابود کرنے کے خیال سے سیچھوان ۔ کوئیچو ۔ یون‌نان سرحد کے ساتھ ساتھ بعجلت قلعہ بندیاں تعمیر کرنے کا حکم دے دیا ۔ اسے یہ معلوم ھی نہ تھا کہ سرخ فوج جنوبی سیچھوان کی طرف سے کوئیچو میں داخل ہو کر ماؤ تھائی کے قریب سے چوتھی بار دریائے چھی شوئی عبور کر لے گی ۔ دشمن کو الجھانے کی خاطر ایک مختصر نفری پیچھے چھوڑ کر سرخ فوج نے دریائے وو چیانگ کے اس پار جنوب کی سمت پیش قدمی کی اور صوبائی دارالحکومت کوئی یانگ کا محاصرہ کر لیا ۔ ادھر فوج کی چھوٹی سی جمعیت مشرق میں ونگ آن اور ہوانگ پھینگ پر حملہ کرنے کے لئے روانہ کر دی گئی ۔

چیانگ کائی شیک نے جو خود فوجی کارروائیوں کی کمان کرنے

کے لئے کوئی یانگ آ چکا تھا ، ایک طرف تو یون نان کے جنگی سرداروں کی فوج کو بعجلت کمک پر بلوا بھیجا اور دوسری طرف شیوئے یوئے کے تحت فوجی دستوں اور ھونان فوج کو مشرقی کوئیچو میں یوی چھینگ اور شی چھیئن کے دفاع کے لئے روانہ کر دیا تاکہ اگر سرخ فوج سیکنڈ اور سکستھ آرمی گروپوں سے ملاپ کے لئے مشرق کی سمت پیش قدمی کرے تو اس کا مقابلہ کیا جا سکے ۔ چیئرمین ماؤ نے کارروائیوں کا منصوبہ بناتے ہوئے کہا تھا : "اگر ہم دشمن کو جھکائی دے کر یون نان سے باھر آنے پر مجبور کر دیں تو ہم لڑائی جیت لیں گے ۔" اور دشمن نے واقعتاً ویسا ھی کیا جیسا کہ چیئرمین ماؤ چاھتے تھے ۔ اس پر ہم نے دشمن کو جان بوجھ کر دھوکا دینے کی خاطر کوئی یانگ کے جنوب مشرق میں لونگ لی کا محاصرہ کرنے کے لئے ففتھ آرمی گروپ کو استعمال کیا ۔ سرخ فوج کی باقی اصل قوت نے ھونان ۔ کوئیچو شاھراہ عبور کی اور بعجلت کوئی یانگ کی مدد کو آنے والی یون نان فوج کی مخالف سمت میں چلتے ہوئے تیزی کے ساتھ یون نان کی طرف بڑھنے لگی ۔ اس موقع پر بھی چیئرمین ماؤ نے مشرق میں جھلک دکھا کر مغرب کی سمت حملہ کرنے کی لچکدار تدبیر کا بڑی کامیابی کے ساتھ اطلاق کیا ۔ دشمن ہمارے دام میں آ چکا تھا — اس نے ہمارے فوجی دستوں کو کوئی یانگ کے مشرق میں دیکھ لیا تھا — اور یوں ہماری فوج مغرب کی سمت مڑنے کے قابل ھو گئی ۔

دشمن کو دھوکا دیکر ہم نے کوئیچو ۔ ھونان شاھراہ پار کی اور روزانہ کم و بیش ۶۰ کلومیٹر کا سفر کرتے ہوئے تیزی سے آگے

بڑھنے لگے ۔ سرخ فوج نے جنوب مغربی کوئیچو میں تینگ فان (آج کا ہوئی شوئی) ، کوانگ شون اور شینگ ای سمیت یکے بعد دیگرے متعدد کاؤنٹی قصبوں پر قبضہ کیا اور دریائے پئی پھان عبور کر گئی ۔ اواخر اپریل میں مشرقی یوان نان میں داخل ہونے کے لئے سرخ فوج کو تین کالموں میں تقسیم کر دیا گیا ۔ ایک کالم نائنتھ آرمی گروپ پر مشتمل تھا جو دشمن کو الجھانے کی خاطر دریائے وو چیانگ کے شمال میں متعین رہا ۔ تعاقب میں آنے والی پانچ دشمن رجمنٹوں نے اس کالم کو گھیرے میں لینے کی کوشش کی لیکن اس نے انہیں مار بھگایا اور لڑتا بھڑتا یون نان میں داخل ہو کر شیوان وی پر قابض ہو گیا ۔ بعدازاں اس نے ہوئی زے سے گزر کر دریائے چن شا عبور کیا ۔ سرخ فوج کی اصل قوت پر مشتمل باقی دو کالموں نے چان ای ، ما لونگ ، شیون تیئن اور سونگ مینگ پر قبضہ کرکے صوبائی دارالحکومت کھون مینگ کے لئے خطرہ پیدا کر دیا ۔ اس وقت تک کومنتانگ کی یون نان فوج کی تمام تر اصل قوت مشرق میں منتقل کی جا چکی تھی اور صوبے کا دفاع نہ ہونے کے برابر تھا ۔ چنانچہ ہماری فوج یون نان میں داخل ہوئی تو وہاں کا جنگی سردار لونگ یون گھبرا گیا اور اس نے کھون مینگ کو بچانے کی کوشش میں ادھر ادھر سے رجعت پسند ملیشیا دستے اکٹھے کر لئے ۔ تاہم ، سرخ فوج نے محض حملے کا تاثر دیا اور شمال مغرب میں دریائے چن شا کی طرف بڑھنے لگی ۔

پاٹ‌دار متلاطم دریائے چن شا سیچھوان ۔ یون نان سرحد کے ساتھ ساتھ گہری گھاٹیوں کے درمیان کف بداماں بہہ رہا تھا ۔

قرب و جوار کا خطہ بےحد اسٹریٹجک اھمیت کا حامل تھا ۔ دریا کے پار شمال کی سمت پہنچنے میں ناکامی کی صورت میں سرخ فوج کے لئے گھاٹیوں کے درمیان محاصرے میں آ کر نیست و نابود ھو جانے کا خطرہ موجود تھا ۔ چیانگ کائی شیک کو ھماری فوج کی نقل و حرکت کا بظاھر علم ھو چکا تھا اور وہ روزانہ جاسوسی کے لئے طیارے بھیج رھا تھا ۔ یہ وقت سے آگے نکلنے کی ایک سعی تھی ۔ سرخ فوج رات کے وقت سفر کرتی ھوئی تین راستوں سے دریائے چن شا تک پہنچی : فرسٹ آرمی گروپ کو لونگ چیئے گھاٹ ، تھرڈ آرمی گروپ کو ھونگ سن گھاٹ اور کادروں کی رجمنٹ کو چیاؤ پھینگ گھاٹ پر قبضہ کرنا تھا جبکہ ففتھ آرمی گروپ کو ایک بار پھر عقب میں رہ کر دوسرے یونٹوں کو تحفظ فراھم کرنا تھا ۔

کادروں کی رجمنٹ نے چپکے سے دریائے چن شا عبور کیا اور دشمن پر حملہ کرکے ایک پوری پلاٹون کو تباہ کر دیا ۔ پھر چیاؤ پھینگ کے دونوں گھاٹوں اور سات چھوٹی کشتیوں پر قبضہ کر لیا ۔ اس کے بعد رجمنٹ کی اصل قوت دریا کے شمالی کنارے پر کھلی گھاٹی سے برق رفتاری سے بیسیوں کلومیٹر کا فاصلہ طے کرکے سطح مرتفع پر پہنچی اور دشمن کے امدادی دستوں کا صفایا کر دیا ۔ ھونگ‌سن گھاٹ پر دریا کا دھارا بےحد تیز تھا اور یہاں سے دریا عبور کرنا ممکن نہ تھا ۔ لونگ چیئے گھاٹ پر پاٹ بہت چوڑا تھا اور یہاں نیچی پرواز کرنے والے دشمن طیارے دریا عبور کرنے میں مشکلات پیدا کر سکتے تھے ۔ لہذا فرسٹ اور تھرڈ آرمی گروپوں نے ففتھ آرمی گروپ کے ایک ڈویژن کی حفاظتی گولہ باری کی آڑ میں چیاؤ

پھینگ گھاٹ سے دریا پار کرنے کے لئے پیش قدمی شروع کر دی ۔

تین دن بعد دشمن کے "کفن بدوش" تیرھویں ڈویژن کی کوئی چھ رجمنٹیں سرخ فوج کا تعاقب کرتی ہوئی چیاؤ پھینگ گھاٹ تک آ پہنچیں ۔ لیکن ففتھ آرمی گروپ نے ان پر اچانک حملہ کر دیا اور وہ سخت افراتفری کے عالم میں دریائے چن شا کے کنارے کنارے بھاگ اٹھیں ۔ تب تک چیانگ کائی شیک سرخ فوج کی تدابیر میں تبدیلی کو بھانپ چکا تھا ، چنانچہ اس نے کوئی یانگ میں ایک اجلاس بلایا ، جس میں ہماری فوج کی حالیہ کارروائیوں کی خصوصیات کا جائزہ لیا گیا اور کومنتانگ فوج کو سرخ فوج کے ہاتھوں تباھی سے بچانے کے لئے "طویل تعاقب باقاعدہ منصوبے کے تحت حملے" کی تدبیر اپنانے کا فیصلہ کیا گیا ۔ ادھر کومنتانگ کا تیرھواں ڈویژن جو اصل قوت سے بہت دور آ چکا تھا ، ہمارے حملے سے حواس باختہ ہو گیا اور صورت حال کا صحیح اندازہ نہ لگا سکا ۔ اس میں کوئی کارروائی کرنے کی جرأت نہ رھی اور تھوان چیئے میں مورچہ بند ہو کر بیٹھ گیا ۔ ہماری فوج نے سات کشتیوں میں چیاؤ پھینگ گھاٹ سے نو دن اور نو راتوں میں دریائے چن شا کو عبور کر لیا ۔ دسویں دن جب دشمن کثیر کمک لے کر آیا تو سرخ فوج بہت دور جا چکی تھی اور ساری کشتیاں تباہ کی جا چکی تھیں ۔

یوں سرخ فوج نے کئی لاکھ کومنتانگ فوج سے دامن چھڑا لیا جو برق رفتاری سے اس کے تعاقب میں تھی یا پھر سامنے سے آ لینے اور محاصرہ کرنے کی تگ و دو میں لگی ہوئی تھی ۔ سرخ فوج کی اسٹریٹجک نقل و حرکت کے دوران یہ ایک فیصلہ کن فتح تھی ۔

جنوب مغربی سیچھوان میں ھوئی لی کے مقام پر پانچ دن آرام کے بعد سرخ فوج نے پھر شمال کی طرف پیش قدمی شروع کر دی ۔ وہ شی چھانگ اور لو کو سے گزر کر ان علاقوں میں داخل ھوئی جہاں ای قومیت کے لوگوں کی آبادیاں تھیں ۔ چیئرمین ماؤ نے اقلیتی قومیتوں کے بارے میں جو پالیسی مرتب کی تھی ، اس کی پیروی کرتے ھوئے ھم نے کو چی قبیلے کے سرداروں سے اتحاد قائم کیا اور لاؤ وو قبیلے کو غیر جانبدار بنانے میں کامیاب ھو گئے ۔ لو ھونگ قبیلے کے سامنے (کو چی ، لاؤ وو ، لو ھونگ قبائل ای قومیت ھی کی شاخیں ھیں) ، جو چیانگ کائی شیک کے خفیہ ایجنٹوں کے بھڑکاوے میں آ کر مسلسل ھم پر حملے کر رہا تھا ، ھم نے بار بار وضاحت کی کہ ھماری پالیسی حصول نجات میں اقلیتی قومیتوں کی مدد کرنا ہے ۔ اقلیتی قومیتوں کے بارے میں پارٹی کی پالیسی کی بدولت سرخ فوج بلا روک ٹوک ای قومیت کے علاقوں سے گزر کر آن شون چھانگ گھاٹ پر پہنچ گئی ۔

دریائے تاتو کے جنوبی کنارے پر یہ آن شون چھانگ گھاٹ ھی تھا جہاں تھائی پھینگ آسمانی سلطنت کے رھنما شی تا کھائی *

* تھائی پھینگ آسمانی سلطنت کی جنگ انیسویں صدی کے وسط میں چھینگ خاندان کے جاگیردارانہ اقتدار اور قومی جور و تعدی کے خلاف کسانوں کی انقلابی جنگ تھی ۔ جنوری ۱۸۵۱ء میں ھونگ شیو چھیوان اور اس انقلاب کے دوسرے رھنماؤں نے صوبہ کوانگشی کی کوئی پھینگ کاؤنٹی کے موضع چن تھیئن میں ایک بغاوت شروع کی اور " تھائی پھینگ آسمانی سلطنت " کے قیام کا اعلان کر دیا ۔ ان کی کسان فوج ۱۸۵۲ء میں کوانگشی سے شمال کی جانب پیش قدمی کرتے ھوئے ھونان ، ھوپے ، چیانگشی اور آنھوئی سے گزری اور ۱۸۵۳ء میں اس نے نانچنگ پر قبضہ کر لیا ۔ اس کے بعد فوج کے

نے قطعی شکست کھائی تھی کیونکہ اس کی فوج شمال کی سمت پیش قدمی کے دوران دریا کو پار کرنے میں ناکام رہی تھی - یہ دریا اچھلتا ، شور مچاتا ایسی وادیوں سے گزرتا تھا جن کے کناروں پر اونچے اونچے پہاڑ کوئی ۲۰ کلومیٹر تک چلے گئے تھے - اس خطے میں کسی فوج کے لئے نقل و حرکت کی گنجائش بہت کم تھی - ہمارے سروں پر گھات سے حملے اور دشمن کے ہاتھوں تباہی کا خطرہ منڈلا رہا تھا - سیچھوان کے جنگی سردار یہ کہہ چکے تھے کہ وہ اس مقام پر شی تا کھائی کی داستان دوھرائیں گے اور سرخ فوج کو قطعی شکست دیں گے - دریا کے جنوبی کنارے پر آن شون چھانگ میں سیچھوان کے ایک جنگی سردار کی ایک بٹالین تعینات تھی - یہاں آمد و رفت کے لئے صرف ایک چھوٹی سی کشتی تھی ، جبکہ باقی ساری کشتیاں شمالی کنارے پر پہنچائی جا چکی تھیں - ہم نے چھوٹی کشتی قبضے میں لے لی اور دریائے تا تو عبور کرنے کے لئے ایک ہراول دستہ ترتیب دیا - ہمارے ۱۷ رضاکاروں نے دوسرے

ایک حصے نے شمال کی جانب پیش قدمی جاری رکھی اور وہ تھیئن چن کے قرب و جوار تک پہنچ گیا - تاہم تھائی پھینگ فوج نے اپنے مقبوضہ علاقوں میں مستحکم اڈوں کے علاقے قائم نہیں کئے - مزیدبرآں اس کے سرکردہ گروہ نے نانچنگ کو اپنا دارالسلطنت بنانے کے بعد بہت سی سیاسی اور فوجی غلطیاں بھی کیں ، اس لئے وہ چھینگ حکومت کی انقلاب دشمن فوجوں اور برطانوی ، امریکی اور فرانسیسی حملہ آوروں کی مشترکہ یلغار کی تاب نہ لا سکی اور بالآخر ۱۸٦۴ء میں اسے شکست ہو گئی - شی تا کھائی (۱۸۳۱-۱۸٦۳ء) تھائی پھینگ انقلاب کا ایک رھنما کمانڈر تھا - قیادت میں پھوٹ پڑنے کی وجہ سے اس نے آسمانی سلطنت سے علیحدگی اختیار کر لی اور ایک لاکھ سے زائد سپاھیوں کے ساتھ چھینگ فوجوں کے خلاف نبردآزما رھا ، مگر مئی ۱۸٦۳ء میں دریائے تا تو کے کنارے پر اس کی فوج کو شکست کا سامنا کرنا پڑا -

کنارے پر پہنچتے ہی دشمن کو تہس نہس کر کے گھاٹ پر قبضہ کر لیا ۔ فرسٹ ڈویژن نے ان کی پیروی کی ، شمالی کنارے کو دشمن سے پاک کیا اور ھوا لین پھینگ کے مقام پر سیچھوان فوج کے، ایک محفوظ بریگیڈ کا قلع قمع کر دیا ۔ اس کے بعد جنوبی کنارے پر رواں سیکنڈ ڈویژن کے ساتھ ساتھ چلتے ہوئے وہ لو تینگ پل تک پہنچ گیا ۔ سیکنڈ ڈویژن پہلے آهنی زنجیروں والے پل تک پہنچا اور اس سے قبل کہ دشمن کو مکمل طور پر اسے تباہ کرنے کا کوئی موقع ملتا ، شمالی کنارے پر فرسٹ ڈویژن سے آ ملا ۔

یہ جون ۱۹۳۵ء کا واقعہ ھے ۔ دریائے تا تو پار کرنے کے بعد سرخ فوج نے ھان یوان کے مقام پر ایک جنگ لڑی اور سیچھوان جنگی سرداروں کی چار رجمنٹوں کو تباہ کر دیا ۔ اس کے بعد وہ مغربی سیچھوان میں تھیئن چھیوان ، لو شان اور پاؤ شینگ سے گزری اور کوہ چیا چن کو پار کیا جو لانگ مارچ کے راستے میں پہلا برفپوش پہاڑ تھا ۔ مرکزی سرخ فوج نے فورتھ فرنٹ آرمی کے ساتھ فاتحانہ ملاپ سے قبل شمال مغربی سیچھوان میں تا وی اور ماؤ کونگ پر قبضہ کیا ۔

(۴)

ایسے میں جبکہ مرکزی سرخ فوج کا سفر جاری تھا ، سیچھوان ۔ شینشی اڈے کے علاقے میں فورتھ فرنٹ آرمی نے دشمن کا شش پہلو محاصرہ کامیابی کے ساتھ توڑا ۔ تاھم ، چانگ کو تھاؤ نے دائیں بازو

کی موقع پرستی پر مبنی فراریت پسندانہ راہ عمل پر مصر رہتے ہوئے یہ اڈے کا علاقہ خالی کر دیا اور ساری فوج کو لے کر مغرب کی سمت پسپا ہو گیا - یہ فوج دریائے چیا لینگ ، فو چیانگ اور سین چیانگ عبور کرنے کے بعد لی فان (آج کی لی شیئن کاؤنٹی) اور ماؤ کونگ کے قرب و جوار میں پہنچی اور پھر فرسٹ فرنٹ آرمی سے آ ملی -

چانگ کو تھاؤ کی غلطیوں سے نمٹنے میں چیئرمین ماؤ ہمیشہ اندرون پارٹی جدوجہد کی صحیح پالیسی پر عمل پیرا رہے - اس فوجی ملاپ کے بعد مرکزی کمیٹی کے سیاسی بیورو کا ایک اجلاس لیانگ حہ کھو کے مقام پر ہوا جس میں شمال کی سمت سفر جاری رکھنے کا فیصلہ کیا گیا - جون کے اواخر میں فوج نے سفر کا آغاز کیا تو چیئرمین ماؤ اس کی قیادت کر رہے تھے - یہ فوج برفپوش کوہ سنگ پی ، چھانگ پان اور تاکو عبور کرنے کے بعد سونگ پھان کے قریب ماؤ ار کائی کے مقام پر پہنچ گئی - تاہم چانگ کو تھاؤ ہنوز پسپائی کی غلط راہ عمل پر اڑا ہوا تھا - فرسٹ اور فورتھ فرنٹ آرمیوں کے ملاپ سے قبل ہی اس نے ”شمال مغربی وفاقی حکومت“ کا ڈھونگ کھڑا کر دیا ہوا تھا - اس سے یہ منکشف ہو گیا کہ وہ شیکھانگ ، چھینگ ھائی ، شمال مغربی کانسو حتیٰ کہ سنکیانگ سمیت شمال مغربی چین پر نظر رکھے ہوئے تھا - وہ اپنی اصل چال پر اڑا رہا اور شیکھانگ اور چھینگ ھائی کے اقلیتی قومیتوں سے آباد علاقوں کی طرف بھاگ نکلا - پارٹی کی مرکزی کمیٹی نے اس اقدام کے خلاف اسے کئی تار بھیجے لیکن اس نے سب نظر انداز کر دیئے -

لانگ مارچ کا اگلا مرحلہ دلدلی علاقے کو پار کرنا تھا ۔ چیئرمین ماؤ زادراہ کے طور پر اناج کا ذخیرہ کرنے کا حکم دینے کے ساتھ ساتھ پورے ایک مہینے تک ماؤ ار کائی میں مقیم رہ کر چانگ کو تھاؤ کے رویے میں تبدیلی کا انتظار کرتے رہے - یہ انتہائی نازک دور تھا کیونکہ جاپانی سامراجیوں نے چین کے خلاف جارحانہ کارروائیوں میں شدت پیدا کر دی تھی - واقعۂ ۱۸ ستمبر ۱۹۳۱ء کے بعد چار سال سے بھی کم عرصے میں وہ چین کے تین شمال مشرقی صوبوں پھر جیہول * اور بعدازاں شمالی چین میں ایک کے بعد دوسرے صوبے پر حملہ کرکے قبضہ کر چکے تھے - ہمارے ملک کا لگ بھگ آدھا حصہ ان کے قدموں تلے روندا جا رہا تھا - چینی کمیونسٹ پارٹی نے جنوری ۱۹۳۳ء میں ایک اعلان جاری کیا تھا کہ وہ جاپانی جارحیت کی مشترکہ مزاحمت کے لئے ملک کی تمام دوسری فوجوں سے اتحاد پر آمادہ ہے - تاہم اس نے تین شرطیں رکھی تھیں کہ دوسری فوجیں انقلابی علاقوں اور سرخ فوج پر حملے بند کر دیں ، عوام کو آزادیاں اور ان کے حقوق دیں اور عوام کو مسلح کریں - لیکن کومنتانگ رجعت پسند قوم کے وجود کو لاحق خطرے سے چشم پوشی کرتے ہوئے ، جاپانی حملہ آوروں کی کاسہ لیسی میں مشغول تھے اور وطن فروشی پر تلے کھڑے تھے - ساتھ ہی ساتھ وہ سرخ فوج کو نیست و نابود کرنے کی آرزو

* تین شمال مشرقی صوبجات سے مراد صوبہ لیاؤ نینگ ، صوبہ چیلین اور صوبہ ہئی لونگ چیانگ ہے - ۱۹۵۵ء میں صوبہ جیہول ختم کر دیا گیا اور اس کا علاقہ صوبہ ہیے ، صوبہ لیاؤ نینگ اور اندرونی منگولیا خود اختیار علاقے میں بانٹ دیا گیا -

میں تعاقب ، حملوں اور محاصرے کے لئے مزید کمک روانہ کر رہے تھے - ان کے گھناؤنے اقدامات پر بہت سے حلقوں میں غم و غصے کی لہر دوڑ گئی - اس کے برعکس ، ہماری پارٹی کے پرعزم اور جائز موقف کو رائے عامہ کی گہری ہمدردیاں حاصل ہو رہی تھیں اور لوگوں نے اس سے یہ توقعات وابستہ کر دی تھیں کہ وہ جاپانی جارحین سے لڑنے کی بھاری ذمہ‌داریاں سنبھالے گی - ہماری پارٹی بہت پہلے ہی خانہ جنگی ختم کرنے اور مل جل کر جاپانی حملہ‌آوروں کی راہ روکنے کی اپیل کر چکی تھی - اس اپیل کو تمام حلقوں کے لوگوں کی دلی ہمدردیاں اور بھرپور حمایت حاصل ہوئی اور خانہ جنگی پر مصر چیانگ کائی شیک کی رجعت پسندانہ پالیسی کے بخیے ادھیڑ کر رکھ دیئے -

اس کے کچھ ہی عرصے بعد ، پارٹی کی مرکزی کمیٹی کے سیاسی بیورو کا ایک اجلاس ماؤ ار کائی کے مقام پر منعقد ہوا ، جس میں سرخ فوج کی فرسٹ اور فورتھ فرنٹ آرمیوں کے ملاپ کے بعد پیدا شدہ سیاسی صورت حال اور فرائض سے متعلق قراردادیں منظور کی گئیں - یہ بھی فیصلہ ہوا کہ دو اطراف سے شمال کی جانب پیش قدمی کی جائے - فرسٹ فرنٹ آرمی کے فرسٹ اور تھرڈ آرمی گروپوں اور فورتھ فرنٹ آرمی کی فورتھ اور تھرٹیتھ کوروں پر مشتمل فوج کو پارٹی کی مرکزی کمیٹی اور چیئرمین ماؤ کی زیر قیادت دائیں سمت کا راستہ اختیار کرنا تھا - فورتھ فرنٹ آرمی کی نائنتھ اور تھرٹیفرسٹ کوروں اور فرسٹ فرنٹ آرمی کے ففتھ اور نائنتھ آرمی گروپوں پر مشتمل فوج کو کمانڈر انچیف چو تہہ اور چانگ کو تھاؤ کی سربراھی میں بائیں سمت کا

راستہ اپنانا تھا ۔

دائیں راستے پر گاسزن فوج نے دلدلی علاقہ عبور کیا اور پان یو ، پا شی اور آہ شی سے گزری ۔ راستے میں دریائے پاؤ زو کے کنارے چیو چی لاما خانقاہ کے مقام پر اس نے ھو زونگ نان کی زیر کمان ایک دشمن ڈویژن کا صفایا کر دیا ۔ بائیں راستے پر جانے والی فوج چو کھ چی سے روانہ ھوئی اور دلدلی علاقے سے گزرتی ھوئی آہ پا اور پان یو کی طرف بڑھی ۔ آہ پا پہنچنے کے بعد چانگ کو تھاؤ نے پارٹی میں تفرقہ ڈال کر جاہ طلبی کا ایک اور ثبوت مہیا کر دیا ۔ اس نے مرکزی کمیٹی کو تار بھیجا کہ دائیں راستے پر گاسزن پوری فوج جنوب کی سمت رخ موڑے ۔ مرکزی کمیٹی نے اسے کئی تار بھیجے ، اسے جنوب کی طرف جانے میں مضمر غلطی سے باز رکھنے کی کوشش کی اور بتایا کہ شمال کی سمت پیش قدمی ھی بچاؤ کا واحد راستہ تھا ۔ آخر میں اسے سخت الفاظ میں شمال کی طرف مارچ کرنے کا حکم بھی دیا گیا لیکن چانگ کو تھاؤ نے مرکزی کمیٹی کی ھدایات سے علانیہ روگردانی کی اور اپنی غلط راہ عمل پر اڑا رھا ۔

دائیں راستے پر گاسزن فوج کی نفری گھٹ کر صرف سات آٹھ ھزار رہ چکی تھی ، لیکن مرکزی کمیٹی نے شمال کی جانب پیش قدمی جاری رکھنے کا پختہ عزم کر رکھا تھا ۔ وہ ستمبر میں پا شی سے روانہ ھوئی ، دریائے پاؤ زو عبور کیا ، جنوبی کانسو میں دریائے پائی لونگ کے ساتھ ساتھ آگے بڑھی ، دشوار گزار پہاڑی راستوں کی صعوبتیں سہیں اور درہ لا زی کھو کی قدرتی رکاوٹ کو پار کیا ۔ پھر اس نے کوہ مین شان پار کیا اور برفپوش پہاڑی سلسلے اور دلدلی

علاقوں کو پیچھے چھوڑتی ہوئی ھا تا پھو پہنچی جو جنوبی کانسو میں مین شیئن اور شی کو کے درمیان واقع ھے ۔ دشمن نے دریائے وی شوئی کے کنارے سرخ فوج کی پیش قدمی کو روکنے کی کوشش میں بعجلت دو یا تین لاکھ فوج اکٹھی کر لی ۔ ھا تا پھو کے مقام پر دو دن آرام کرنے کے بعد ہمارے دستوں نے یوں ظاھر کیا گویا وہ تھیئن شوئی کی طرف بڑھ رھے ہوں اور اس طرح دشمن کو اپنی اصل قوت ادھر مرتکز کرنے پر مجبور کر دیا ۔ دوسری طرف ھم نے تیز رفتاری سے مسلسل سفر جاری رکھتے ہوئے وو شان اور چانگ شیئن کاؤنٹی کے درمیان دریائے وی شوئی کے کنارے کوسنتانگ کا گھیرا توڑا اور یکے بعد دیگرے پانگ لو اور تھونگ وی کے قصبوں پر قبضہ کیا ۔ اکتوبر میں ھماری فوج ہوئی (مسلمان) قومیت سے آباد علاقوں سے گزری ، مشرقی کانسو میں ہوئی نینگ اور چینگ نینگ کے درمیان اور پھینگ لیانگ اور کو یوان (اب یہ نینگشیا میں شامل ھے) کے درمیان دشمن کی ناکہ بندیوں کو توڑا اور تعاقب میں آنے والی دشمن کی چار گھڑسوار رجمنٹوں کو مار بھگایا ۔ اس کے بعد ھم نے کو یوان میں فلک بوس کوہ لیو پھان کو پار کیا ، ھوان شیئن کاؤنٹی سے گزر کر شمالی شینشی کے انقلابی علاقے میں واقع ایک چھوٹے سے قصبے وو چھی چن میں پہنچے اور وھاں مصروف عمل ۱۵ویں آرمی گروپ سے مل گئے ۔ چی لو چن کی لڑائی کے دوران ھم نے شینشی ۔ کانسو انقلابی علاقے میں چیانگ کائی شیک کی "محاصرے اور سرکوبی" کی تیسری مہم کو ناکام بنایا اور شمال مغربی چین میں انقلاب کا قومی ھیڈکوارٹرز قائم کرنے کے ضمن میں پارٹی کی مرکزی کمیٹی کے فریضے کو پایۂ

تکمیل تک پہنچانے کی نیو ڈال دی ۔

مرکزی کمیٹی شمالی شینشی پہنچ گئی تو دسمبر ۱۹۳۵ء میں وا یاؤ پاؤ کے مقام پر سیاسی بیورو کا ایک اجلاس ہوا ۔ وا یاؤ پاؤ اجلاس نے پارٹی کے اندر موجود اس غلط خیال پر تنقید کی کہ جاپان کے خلاف مشترکہ لڑائی میں چین کا قومی بورژوا طبقہ چینی مزدوروں اور کسانوں کا اتحادی نہیں بن سکتا ، اور جاپان دشمن قومی متحدہ محاذ قائم کرنے کے لئے تدابیر طے کیں ۔ اس نے چینی انقلاب کی طولانی نوعیت پر غور کیا اور انقلاب کے بارے میں پارٹی کے اندر عرصے سے موجود متعصبانہ دربندی اور حد سے زیادہ عجلت پسندی پر تنقید کی ۔ یہ غلطیاں دوسری انقلابی خانہ جنگی (اسے انقلاب اراضی کا دور بھی کہا جاتا ہے) کے دوران پارٹی اور سرخ فوج کی سنگین ہزیمتوں کا بنیادی سبب تھیں ۔ زون ای اجلاس میں ، جو لانگ مارچ کے دوران منعقد ہوا تھا ، محض فوری اہمیت کے فوجی اور تنظیمی معاملات کے متعلق ہی فیصلے کئے جا سکے تھے ۔ لانگ مارچ کے بعد جب سرخ فوج شمالی شینشی پہنچ گئی تب کہیں مرکزی کمیٹی اور کامریڈ ماؤ زے تنگ کے لئے سیاست اور تدابیر میں موجود مختلف مسائل سے باقاعدہ طور پر نمٹنا ممکن ہوا ۔ وا یاؤ پاؤ اجلاس زبردست اہمیت کا حامل ایک اجلاس تھا ۔ اس اجلاس کے بعد کامریڈ ماؤ زے تنگ نے "جاپانی سامراج کے خلاف تدابیر کے بارے میں" اپنی رپورٹ پیش کی جس میں نہ صرف اس مرحلے پر پارٹی کی پالیسی کو واضح کیا گیا اور باقاعدہ طور پر جاپان دشمن قومی متحدہ محاذ کے قیام کا سوال اٹھایا گیا ، بلکہ پہلی اور دوسری

انقلابی خانہ جنگیوں کے اساسی تجربات کی تلخیص بھی کی گئی اور جمہوری انقلاب کے دور کے لئے پارٹی کی بنیادی راہ عمل کا تعین کیا گیا ۔

(۵)

پارٹی کی مرکزی کمیٹی سے علانیہ قطع تعلق کے بعد چانگ کو تھاؤ نے بائیں راستے پر جانے والی فوج اور دائیں راستے پر گامزن فوج کی دو کوروں کی ، جو دراصل فورتھ فرنٹ آرمی کا حصہ تھیں ، من مانے طور پر قیادت سنبھال لی اور انہیں ساتھ لے کر دلدلی علاقے اور برفپوش پہاڑ دوبارہ عبور کرکے ماؤ ار کائی ، ماؤ کونگ اور پاؤ شینگ سے گزرتے ہوئے سیچھوان ۔ شیکھانگ سرحد پر تھیئن چھیوان اور لو شان کی طرف پسپا ہو گیا ۔ چو مو تیاؤ پہنچ کر اس نے اپنی حقیقی چال سے پردہ اٹھا دیا اور پارٹی سے کھلی غداری کا مرتکب ہوا ۔ اس نے اپنی سربراھی میں ایک بوگس مرکزی کمیٹی تشکیل دینے کا اعلان کیا ۔ ان حالات میں ، کمانڈر انچیف چو تہہ نے اندرون پارٹی جدوجہد کے ضمن میں چیئرمین ماؤ کی صحیح پالیسی کو ثابت قدمی کے ساتھ سربلند رکھا اور پرعزم اور بااصول سیاسی موقف پر قائم رہے ۔ چانگ کو تھاؤ نے انہیں پارٹی کی مرکزی کمیٹی کے خلاف بیان جاری کرنے کی ترغیب دی ۔ لیکن کامریڈ چو تہہ نے نہ صرف یہ کہ سختی سے اس کی مخالفت کی بلکہ کادروں پر مرکزی کمیٹی کی صحیح پالیسی کو بڑے تحمل کے ساتھ واضح کیا ۔

فورتھ فرنٹ آرمی تین ماہ تک تھیئن چھیوان - لوشان ریجن میں مقیم رہی - اس دوران کومنتانگ کی مرکزی فوج کا ایک دستہ سیچھوان کے جنگی سردار کے یونٹوں سے اشتراک کرتے ہوئے ہم پر حملے کی خاطر سیچھوان میں داخل ہو گیا اور شدید لڑائی میں ہماری فوج کو بھاری نقصان اٹھانا پڑا - اس موقع پر چانگ کو تھاؤ گومگو کا شکار ہو گیا اور جب اس کی دفاعی لائن میں ایک جگہ رخنہ پڑا تو وہ تاؤ فو ، لو ہو ، چان ہوا ، کان زی اور تا چن سی سے ہوتا ہوا شمال مشرقی شیکھانگ کی طرف پسپا ہو گیا - اس کی ہنوز یہی کوشش تھی کہ صوبہ چھینگ ھائی میں شی نینگ کی طرف بھاگ نکلے -

تب تک سیکنڈ فرنٹ آرمی ، جس نے ہونان - ہوپے - سیچھوان - کوئیچو سرحد پر واقع انقلابی علاقے سے لانگ مارچ کا آغاز کیا ، کان زی پہنچ چکی تھی - اس نے صوبجات کوئیچو اور یون نان میں مسلسل اور شدید لڑائیاں لڑتے ہوئے ایک طویل سفر طے کیا تھا - چو تہہ ، ژن پی شی ، ہو لونگ ، کوان شیانگ ینگ اور دیگر کامریڈوں نے مرکزی کمیٹی کی صحیح راہ عمل کا ثابت قدمی سے دفاع کیا - مزید یہ کہ فورتھ فرنٹ آرمی کے بہت سے کامریڈوں کو بھی جنوب کی سمت جانے کی غلطی کا احساس ہو چکا تھا اور وہ جاپانی حملہ‌آوروں کی مزاحمت کے لئے شمال کی طرف کوچ کا مطالبہ کر رہے تھے - غدار چانگ کو تھاؤ کی نفاق پسندانہ سازش کا بھانڈا پھوٹ چکا تھا - لہذا وہ اپنی بوگس مرکزی کمیٹی توڑنے اور فوج کو شمال کی جانب لے جانے پر مجبور ہو گیا -

اس فوج نے کان زی سے کوچ کیا اور تونگ کو ، آہ پا اور پاؤ زو سے ہوتی ہوئی ، برفپوش پہاڑ اور دلدلی علاقے دوبارہ پار کرکے اگست میں جنوبی کانسو پہنچی اور ھا تا پھو، تا چھاؤ تھان اور لین تھان پر قبضہ کر لیا ۔ ادھر پارٹی کی مرکزی کمیٹی نے کامریڈ نیئے ژونگ چن اور زو چھیوان کو حکم دیا کہ شمال کی طرف آنے والی سیکنڈ اور فورتھ فرنٹ آرمیوں کے لئے راستہ صاف کرنے کی خاطر اپنے دستوں کو مغرب کی طرف لے جائیں ۔ اس نے چینگ نینگ اور ھوئی نینگ کے درمیانی علاقے میں کومنتانگ فوج سے لڑائی کی تیاریاں بھی کیں ۔ سیکنڈ اور فورتھ فرنٹ آرمی دو کالموں میں بٹ گئی ۔ اول‌الذکر نے دائیں سمت اور موخرالذکر نے بائیں سمت کا راستہ اختیار کیا ۔ دائیں راستے پر گاسزن فوج نے شی حہ اور وو شان کے درمیان مشرق کی سمت پیش قدمی کی اور جنوب مشرقی کانسو میں یکے بعد دیگرے چھنگ شیئن ، ھوئی شیئن ، کھانگ شیئن اور لیانگ تانگ کاؤنٹی قصبوں پر قبضہ کرکے مغربی شینشی میں فنگ شیئن کا محاصرہ کر لیا ۔ یہ کارروائی ھو زونگ نان کی زیر کمان کومنتانگ فوجوں کو الجھانے کے لئے کی گئی تھی ۔ اس وقت تک ، نیئے ژونگ چن اور زو چھیوان کے دستے ، ماؤ پینگ ون اور شوی کھہ شیانگ کی زیر کمان دشمن فوج کا محاصرہ کر چکے تھے ۔ نیئے ژونگ چن اور زو چھیوان نے چانگ کو تھاؤ کو پیغام بھیجا کہ وہ محصور کومنتانگ فوج کا صفایا کرنے میں ان کا ساتھ دے ، تو وہ بدستور فراریت کی غلطی پر اڑا رہا اور مین شیئن ۔ لین تھاؤ سیکڑ میں لڑائی کی تیاریوں کے بہانے وہ بائیں راستے پر پیش

قدمی کرنے والی فوج کو ڈھٹائی کے ساتھ مزید مغرب کی طرف پیچھے لے گیا ۔ بظاہر اس کی منزل مقصود صوبہ چھینگ ھائی کا صدر مقام شی نینگ تھی ۔ تاھم ، سپاھیوں میں پھیلی ھوئی بےاطمینانی اور دریائے زرد عبور کرنے میں حائل دشواریوں کے سبب اس نے محسوس کر لیا کہ واپس پلٹے بنا کوئی چارہ نہ تھا ۔

چانگ کو تھاؤ کی آرزوئیں تشنہ رھیں تو اس نے نینگشیا کی مہم کے بہانے فورتھ فرنٹ آرمی کو دریائے زرد پار کرکے مغرب کی سمت بڑھنے کا حکم دے دیا ۔ مگر ابھی اس کی فوج کا ایک حصہ ھی دریا کے پار اتر پایا تھا کہ ھو زونگ نان کی زیر کمان کومنتانگ فوج آ پہنچی اور اس نے گھاٹ پر قبضہ کر لیا ۔ جو یونٹ دریا پار کر چکے تھے انہوں نے چانگ کو تھاؤ کے منصوبے کے مطابق مغربی کانسو میں کانچو (اب چانگ یہہ) اور سو چو (اب چیو چھیوان) کی طرف پیش قدمی شروع کر دی ۔ جہاں وہ بار بار کومنتانگ فوج کے گھیرے میں آئے ۔ انہوں نے بڑی بہادری سے مقابلہ کیا لیکن آخر میں شکست کھائی ۔

چانگ کو تھاؤ کی غلطیوں کے باعث پارٹی اور سرخ فوج کو بےحساب نقصانات اٹھانے پڑے ۔ بہرحال زون ای اجلاس کے بعد چونکہ پوری پارٹی میں مرکزی کمیٹی جس کے قائد کامریڈ ماؤ زے تنگ تھے ، کی صحیح قیادت قائم کی جا چکی تھی ، اس لئے چانگ کو تھاؤ کی غلطیاں انقلاب کے لئے زیادہ مضر ثابت نہ ھوئیں ۔ فورتھ فرنٹ آرمی کو چانگ کو تھاؤ کی غلط راہ عمل سے بچانے ، غیر معمولی طور پر دشوار حالات میں چینی مزدوروں اور کسانوں کی سرخ فوج کو محفوظ

رکھنے اور لانگ مارچ کے فاتحانہ اختتام میں کامریڈ ماؤ زے تنگ کی صحیح قیادت نے فیصلہ کن کردار ادا کیا ۔

سرخ فوج کی اصل قوت کی تین شاخیں ، یعنی فرسٹ ، سیکنڈ اور فورتھ فرنٹ آرمی ، اکتوبر ۱۹۳۶ء میں ہوئی نینگ کے مقام پر یکجا ہوئیں ۔ اور اس کے فوراً بعد شان چھنگ پاؤ کا معرکہ ہوا ۔ ہو زونگ نان کے ایک پورے ڈویژن کا صفایا کر دیا گیا اور یوں لانگ مارچ فاتحانہ اختتام کو پہنچا ۔ اس کے بعد ہماری فوج پارٹی کی مرکزی کمیٹی جس کے قائد کامریڈ ماؤ زے تنگ تھے ، کی صحیح قیادت میں فرد واحد کی طرح متحد ہو کر جدوجہد میں کود پڑی جس کا مقصد جاپان کے خلاف تحریک مزاحمت میں جلد از جلد ابھار پیدا کرنے کی خاطر جاپان دشمن قومی متحدہ محاذ وجود میں لانے سے متعلق پارٹی کی پالیسی کو بروئے عمل لانا تھا ۔

بحیثیت مجموعی لانگ مارچ پر ایک نگاہ ڈالیں تو یہ بات عیاں ہو جاتی ہے کہ اس میں کامیابی " بائیں بازو " کی غلط راہ عمل کی پوری طرح اصلاح کرنے اور کامریڈ ماؤ زے تنگ کی صحیح راہ عمل بروئے عمل لانے کے بعد ہی حاصل ہوئی ۔ یہ کامیابی چانگ کو تھاؤ کی دائیں بازو کی موقع پرستانہ راہ عمل اور اس کی تفرقہ انگیز سازش کے خلاف پرعزم جدوجہد اور کامریڈ ماؤ زے تنگ کی صحیح تدابیر کے راسخ نفاذ کی مرہون منت تھی ۔

ہم پر یہ حقیقت بھی روشن ہوتی ہے کہ کامریڈ ماؤ زے تنگ کی آزمودہ انقلابی اسٹریٹجک سوچ ہی ، جو مارکسزم ۔ لینن‌ازم کو

چین کے ٹھوس حالات سے مربوط کرتی ہے ، چینی انقلاب کے لئے واحد صحیح رہنما سوچ ہے ۔ صرف اس نے چین میں کمیونسٹ تحریک کو انمٹ توانائی اور انقلابی فوجوں کو سدا غالب حربی قوت بخشی ۔ یہی سوچ تھی جس نے ان گنت مشکلات اور دشواریوں پر معجزانہ طور پر قابو پانے ، لانگ مارچ کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے اور نئی فتوحات کے لئے پیش قدمی کرنے میں سرخ فوج کی رہبری کی ۔

ناقابل تردید حقائق دامن میں لئے لانگ مارچ اس امر پر مہر تصدیق ثبت کرتا ہے کہ فکر ماؤ زے تنگ سے لیس چینی کمیونسٹ ناقابل تسخیر ہیں ۔

دریائے وو چیانگ پر پل کی تعمیر

ہوانگ چھاؤ تھیئن

لانگ مارچ کے دوران سال نو کا پہلا تہوار آیا تو کادروں کی رجمنٹ کی انجنیر کمپنی دریائے وو چیانگ سے ۳۰ کلومیٹر دور ایک گاؤں میں مقیم تھی ۔ سال نو ہمیشہ سے ایک پرمسرت تہوار رہا تھا ۔ اس موقع پر ملن پارٹیاں ، دعوتیں اور دوسری تقریبات ہوتی تھیں ۔ مگر اس بار حالات بالکل مختلف تھے ۔ مسلسل سفر کے سبب ہر کوئی تھکن سے چور تھا اور کچھ خواہش تھی تو بس رات بھر کا آرام ! ہم نے بڑی سادگی سے سال نو کا تہوار منایا اور پھر جہاں جگہ ملی لیٹ گئے ۔

لوگ خواب خرگوش کے مزے لوٹ رہے تھے کہ ایک ایسا حکم آن پہنچا جس سے ماحول میں ایک ارتعاش سا پیدا ہو گیا ۔ ہمیں پو پھٹنے سے پہلے پہلے چیانگ چیئے گھاٹ پہنچ کر دریائے وو چیانگ پر پل باندھنا تھا ۔ اس حکم نے نیند و پند سب بھلا دی ۔ میں نے حکم آگے پہنچایا اور ہم فوری طور پر وہاں سے روانہ ہو گئے ۔

تاریکی کی وجہ سے ہاتھ کو ہاتھ سجھائی نہ دیتا تھا اور تیز شمالی ہوا کے ساتھ ہلکی ہلکی بوندیں بھی گر رہی تھیں - ہم نے ایک اونچا نیچا پہاڑی راستہ اختیار کیا اور جب دریا پر پہنچے تو شفق پھوٹ چکی تھی -

ہم ہیڈکوارٹرز میں حاضر ہوئے اور کامریڈ چانگ یون ای ہمیں ساتھ لے کر اس جگہ کا معائنہ کرنے چل دیئے جہاں پل تعمیر کیا جانا تھا - ہم نے کنارے پر پہنچ کر دیکھا تو دریائے وو چیانگ واقعی ایک قدرتی رکاوٹ سے کم نہ تھا - دونوں کناروں پر کھڑی چٹانیں تھیں اور قرب و جوار میں چوٹیاں آسمان سے باتیں کر رہی تھیں - دریا دو سو میٹر سے زیادہ چوڑا تھا اور تند و تیز دھارے سے اونچی اونچی موجیں اٹھ رہی تھیں - ہمیں اس پرشور دریا پر ایسے میں پل باندھنے کا فریضہ سونپا گیا جبکہ دوسرے کنارے سے دشمن مسلسل گولہ باری کر رہا تھا - پل کی تعمیر ہی فاتحانہ انداز میں آگے بڑھنے کے قابل بنا سکتی تھی -

پل کیسے باندھا جائےگا ؟ کتنی نفری ، کتنا ساز و سامان اور وقت درکار ہوگا ؟ ساز و سامان کہاں سے آئےگا ؟ پل وقت پر کیسے مکمل ہو سکےگا ؟ پل کی تعمیر کے دوران تحفظ دینے کے لئے مختصر سا فوجی دستہ دریا کیسے پار کرےگا ؟ یہ سارے سوال ابھی حل طلب پڑے تھے - تاہم میں جانتا تھا کہ خواہ کیسی بھی مشکل آن پڑے ہماری انجنیر کمپنی یہ فریضہ پورا کرکے دم لےگی - اس کمپنی کے سب ارکان سرخ فوج کے انجنیر دستوں سے چنیدہ عام کادر تھے - ان کا طبقاتی شعور نہایت ارفع تھا اور وہ خاصی فنی سہارت

رکھتے تھے -

میں نے کمپنی میں واپس آ کر اپنے جانبازوں سے کہا کہ دریا کی پیمائشیں لیں اور اس کے بعد سیاسی کمیسار اور پلاٹون لیڈروں سے پل تعمیر کرنے کے منصوبے پر صلاح مشورہ کیا - عین اسی وقت کادروں کی رجمنٹ سے کامریڈ تھان شی لین ادھر آ نکلے اور اس انجنیر انسٹرکٹر کو دیکھ کر ہمارے حوصلے دوچند ہو گئے -

منجدھار میں دریا کی گہرائی لگ بھگ ۱۷ میٹر اور بہاؤ ۱۰۸ میٹر فی سیکنڈ تھا - ان بنیادوں پر ہم نے بانس کا تیرتا ہوا پل باندھنے کا فیصلہ کیا -

کامریڈ تھان شی لین نے پل ڈیزائن کرنے میں جزئیات کی حد تک ہماری مدد کی اور پھر ہیڈکوارٹرز سے منظوری کے لئے پلان لے کر چلے گئے - پلان منظور ہو گیا تو فوری طور پر انفنٹری اور انجنیروں کو بانس کاٹ کر لانے اور دوسرے دستوں کو رسے ، دروازوں کے کواڑ ، عمارتی لکڑی اور دیگر مفید مطلب ساز و سامان اکٹھا کرنے بھیج دیا گیا -

اب وقت سے آگے نکلنے کی دوڑ شروع ہو گئی - کام میں آسانی پیدا کرنے کی خاطر دو سو سے زائد زیر تربیت افراد کی پوری کمپنی کو آٹھ نو مخصوص گروپوں میں بانٹ دیا گیا اور انہیں سامان پہنچانے ، بانس کے بیڑے بنانے ، تعمیراتی کام کرنے ، پل کی کوٹھیاں اتارنے ، ڈوبنے سے بچانے اور محفوظ قوت کے طور پر کام کرنے کی ذمہ داریاں سونپ دی گئیں -

دشمن نے ہمیں پل کی تعمیر میں مصروف دیکھا تو گولہ باری

شدید کر دی ۔ ہمارے دائیں بائیں ، آگے پیچھے گولیاں پانی میں چھپاکے پیدا کر رہی تھیں ۔ کچھ کاسریڈ مارے گئے ، کچھ زخمی ہوئے ، لیکن کام بدستور جاری رہا اور ہماری فوج کی حفاظتی گولہ باری میں پل قدم قدم آگے بڑھتا چلا گیا ۔

ہم نے پل کی کوٹھیاں قائم کرنے کے لئے ایک کے اوپر ایک بانس کی تین تہیں رکھیں ۔ دو بیڑوں کے بیچ ہم نے دو دو سلیپر بچھائے ، ان پر تین یا چار شہتیر باندھے اور اوپر چوبی پچروں کے ساتھ دروازوں کے کواڑ پھیلا دیئے ۔ اور یوں ایک شگافدار لیکن مضبوط بیڑوں کا سلسلہ قائم ہو گیا ۔

دشمن کے گولے عین ان بیڑوں پر آ کر گرتے رہے مگر بانس چونکہ باھم بندھے ہوئے تھے اس لئے دوچار کے ٹوٹنے سے کوئی فرق نہیں پڑتا تھا ۔ مزیدبرآں ، یہ حصے پانی سے بھرے ہوئے نہ تھے ، لہذا ان کے ڈوبنے کا خدشہ بھی نہ تھا ۔ مسلسل گولہ باری کے باوجود پل باندھنے کے کام میں کوئی رخنہ پیدا نہ ہوا اور نقصان بھی کچھ اتنا قابل ذکر نہ تھا ۔ سب سے بڑی اندیشے کی بات یہ تھی کہ دشمن کی مشین گنوں اور رائفلوں کا رخ پانی میں کام کرنے والوں کی طرف تھا ۔ ” خیر ، کوئی بات نہیں ، ساری بھڑاس نکال لو ، “ میں نے سوچا ، ” تھوڑی دیر بعد ہم تمہیں اچھی طرح مزا چکھائیں گے ۔ “

بونداباندی متواتر جاری تھی اور سب کے کپڑے شرابور ہو چکے تھے ۔ سردی پورے جوبن پر تھی لہذا پانی کے اندر کام کرنے والے کاسریڈوں کے ھاتھ پاؤں سن ہو کر پھٹ چکے تھے اور ان سے

خون رس رہا تھا ۔ ہم نہ صرف دشمن بلکہ فطرت کے خلاف بھی نبردآزما تھے ۔

اتھلے پانی میں پل کے حصوں کو قابو میں رکھنا آسان تھا ، لیکن جب ہم گہرے پانیوں میں پہنچے تو پل کی حالت بے لگام سرکش گھوڑے کی سی ہو گئی ۔ وہ قریب بےقابو ہو گیا اور بار بار دھارے کے رخ بہہ نکلتا ۔ تیرتے پل کے حصوں کو سیدھا رکھنا بہت بڑا درد سر بن گیا ۔ اس کے لئے لگ بھگ سو حصے معین کئے گئے ۔ اگر ہم انہیں قابو میں نہ رکھ سکے تو پل مکمل کیسے ہوگا ؟

تند دھارا اور وقت کسی کا انتظار نہیں کرتے ، اور یہ ہمارے بس میں نہ تھا کہ دریا یا وقت کو ساکت کر دیتے ۔ اب کیا کریں ؟ اس مسئلے نے ہمارے چھکے چھڑا دیئے ۔ یوں لگتا تھا جیسے ہم حوصلے ہار بیٹھیں گے مگر عین اس نازک مرحلے پر کامریڈ تھان شی لین نے بڑے پر اعتماد لہجے میں کہا ، ” گھبراؤ نہیں ۔ سب لوگ سوچیں تو پل کو سیدھا رکھنے کا کوئی نہ کوئی طریقہ ضرور سوجھ جائے گا ۔ “

سب کامریڈ سوچ بچار میں لگ گئے ۔ کسی کی رائے تھی کہ بنیادوں میں موٹے لٹھ گاڑے جائیں اور کوئی اس خیال کا حامی تھا کہ پل کو رسوں سے کس دیا جائے ۔ تاہم ، ہماری فنی مہارت ، ساز و سامان کی صورت حال اور دریا کی خصوصیات کو مدنظر رکھتے ہوئے کوئی بھی طریقہ قابل عمل نہ تھا ۔

اور دوسری طرف ، ان حصوں کو ایک جگہ قائم رکھنے کا

مسئلہ حل کئے بغیر پل کی تکمیل ناممکن تھی ۔

کامریڈ تھان شی لین نے کچھ دیر سوچنے کے بعد کہا ، " ان حصوں کو ایک جگہ قائم رکھنے کے لئے پتھر استعمال کئے جائیں تو کیسا رہےگا ؟ "

" بڑا عمدہ خیال ہے ۔ " ہم سب نے ان کی رائے پر صاد کرتے ہوئے جواب دیا ۔

اس کے ساتھ ہی ہم نے آزمائشی طور پر پتھر گرانے شروع کر دیئے ۔ لیکن ۱۵۰ حتیٰ کہ ۲۰۰ کلوگرام وزن کے پتھر بھی بہاؤ کے سامنے بلبلے ثابت ہوئے ۔ بیڑوں کو ان کی جگہ قائم رکھنا تو دور کی بات رہی ، ملائم ہونے کے سبب وہ خود ہی دریا کی تہہ میں کوئی پکڑ نہیں پا رہے تھے ۔ اس پر طرہ یہ کہ بڑے حجم کے پتھر بھی وہاں دستیاب نہ تھے ۔ ایسے پتھر ڈھونے میں مزید وقت لگتا مگر ہمارے پاس وقت نہ تھا ۔ لہذا ہم کوئی اور ترکیب سوچنے پر مجبور ہو گئے اور آخرکار ایک اختراع سوجھ گئی ۔ ہم نے بانس کی کھپچیوں سے ٹوکرے بنا کر ان میں چھوٹے پتھر بھرے ، ہر ٹوکرے میں تین تین ایسے لٹھ ٹھونکے جن کے سرے تراشیدہ اور تیز تھے ۔ ہر ٹوکرے کا وزن ۵۰۰ سے ۱۰۰۰ کلوگرام تھا ۔ ہم انہیں بانس کے بیڑے پر لاد لاد کر مطلوبہ مقامات پر گرانے لگے ۔ یوں ہم نے پل کو اتنی مضبوطی سے گرفت میں لے لیا کہ اسے چپہ بھر ہلانا بھی ممکن نہ رہا ۔ یہ دیکھ کر سب کے چہرے کھل اٹھے اور ہم ایک ولولۂ تازہ کے ساتھ کام میں جٹ گئے ۔ پل دم بدم دوسرے کنارے کی طرف بڑھ رہا تھا ۔

اور عین اس وقت جب ہم ایک دوسرے کے حوصلے بڑھا رہے تھے ، رسہ ختم ہو گیا - یہ ایک ناگہانی کیفیت تھی - اب اور رسہ کہاں سے آئے گا ؟ انجنیر کمپنی اور ہراول دستوں نے فوراً اپنی پنڈلیوں پر باندھنے کی پٹیاں پیش کر دیں لیکن پتھروں سے بھرے ان ٹوکروں اور بیڑوں کو باندھنے اور ایک جگہ قائم رکھنے کے لئے بھی مضبوط موٹا رسہ درکار تھا - پٹیاں چونکہ ناکافی تھیں ، چنانچہ مسئلہ اس کپڑے سے حل کیا گیا جو مقامی جابروں سے چھینا یا قصبے سے خریدا گیا تھا -

اس سارے عرصے میں دشمن کی گولہ باری سے ہمارے کئی کامریڈ ہلاک یا زخمی ہو چکے تھے - ایسے ہی ایک کامریڈ شی چھانگ چیئے کی اذیت‌ناک یاد آج بھی میرے ذہن میں بسی ہوئی ہے - بلند قامت ، تنومند اور جواں سال کامریڈ شی سرخ فوج میں شامل ہونے سے پہلے ایک مانجھی تھے - وہ پتھروں کے ٹوکرے دریا میں گرانے والے گروپ کے انچارج تھے - انہوں نے اپنے آپ کو واقعتاً یہ پل باندھنے کے کام میں غرق کر دیا تھا - وہ متعدد بار پتھروں کے ٹوکرے بیڑے پر لاد کر مطلوبہ مقامات تک لے کر گئے - آخری بار جب کامریڈ شی بیڑا لئے جا رہے تھے تو دشمن کا ایک گولہ لگنے سے وہ بانس دو ٹکڑے ہو گیا جس سے وہ بیڑے کو کھے رہے تھے - انہوں نے دوسرا بانس سنبھالا اور بدستور بیڑا کھیتے رہے - وہ بھی ٹوٹا تو انہوں نے تیسرا بانس اٹھا لیا - یہ ان کی چابکدستی تھی کہ بیڑا کسی چھوٹی سی ناؤ کی مانند بڑی روانی سے آگے بڑھ رہا تھا - دفعتاً میں نے دیکھا کہ وہ سر کے بل بیڑے پر گر پڑے - میں

نے انہیں آوازیں دیں لیکن جواب ندارد ۔ ادھر بیڑے کو کوئی سنبھالنے والا نہ رہا تو وہ دھارے کے ساتھ سیدھا پل کے وسطی حصے کی طرف بہنے لگا ۔ یہ بات واقعتاً بےحد خطرناک تھی ! اگر وہ پل سے ٹکرا جاتا تو ۱۵۰ میٹر لمبا مکمل شدہ حصہ تباہ ہو جاتا ۔ میرے لئے یہ خیال ہی بڑا دھشتناک تھا ! میں بے قابو سا ہو کر چلا اٹھا ، " اس بیڑے کو روکو ۔ کامریڈ شی چھانگ چیئے کو بچاؤ ! "

اس نازک موقع پر کامریڈ شی کے جسم میں حرکت پیدا ہوئی ۔ انہوں نے سر اٹھایا اور پھر لڑکھڑاتے قدموں سے پانی میں کود پڑے ۔ انہوں نے دونوں ہاتھوں سے بیڑے کو تھاما اور سینے کا زور لگا کر دیوانوں کی مانند اسے پرے دھکیلنے لگے ۔ دھارے کے ساتھ بہتا بیڑا گو انہیں دھکیلے لئے جا رہا تھا ، تاہم اس کی رفتار مدھم پڑ چکی تھی ۔ اور یوں ہمیں بیڑے اور پل کے ٹکراؤ سے پہلے ہی صورت حال پر قابو پانے کی مہلت مل گئی ۔ خطرہ ٹل چکا تھا !

لیکن جب کامریڈ شی کو پانی سے نکالا گیا تو ان کا چہرہ سفید اور ہونٹ سیاہ پڑ چکے تھے ، اور آنکھیں بند تھیں ۔ سرخ فوج کے اس جانباز نے اکھڑی ہوئی سانس کے ساتھ بس اتنا کہا، " میں . . . میں . . . اپنا فرض پورا نہ کر سکا ۔ " اور دم مسافر ہو گیا ۔

کامریڈ شی کی موت سارے کامریڈوں کے لئے ایک تازیانہ ثابت ہوئی اور دشمن کے خلاف ان کا غصہ قہر کی صورت اختیار کر گیا ۔ انہوں نے غم کو قوت میں بدلنے کا عزم کیا اور کام کی رفتار دو چند ہو گئی ۔

۳٦ گھنٹے کی سر توڑ محنت بارآور ہوئی اور دریائے وو چیانگ پر تیرتا

پل مکمل ہو گیا ۔ اب یہ دریا ہماری راہ میں رکاوٹ نہیں بلکہ نشان منزل کا روپ دھار چکا تھا ۔

پھر ہم نے اپنے جانبازوں کو رخصت کیا ۔ وہ چار چار کی صفوں میں پل پر چل رہے تھے ۔ یہ دیکھ کر ہماری دو دن اور ایک رات کی بھوک ، پیاس اور تھکن ہوا ہو گئی ۔ ہم پل کے سرے پر سینے تانے کھڑے تھے ، ہمارے دل فتح کے احساس سے لبریز تھے ۔

نشان راہ

چانگ نان شنگ

(۱)

زون ای اجلاس کے فوراً بعد ریاستی سیکیوریٹی بیورو کے ڈائریکٹر کامریڈ تنگ فا ہماری سیکیوریٹی رجمنٹ کے معائنے پر آئے ۔ انہوں نے رجمنٹ کے احوال دریافت کئے اور سجھے اور یاؤ چھہ کو بتایا کہ پارٹی نے ہماری رجمنٹ کی تین بٹالینوں کا فرسٹ اور تھرڈ آرمی گروپوں میں تبادلہ کر دیا ہے ۔

انہوں نے ہمیں یہ بھی بتایا کہ پارٹی کی مرکزی کمیٹی نے جاپانی جارحین کا مقابلہ کرنے کے لئے فرسٹ فرنٹ آرمی کو شمال کی جانب لے جانے کا فیصلہ کیا ہے ۔ اس بات کی وضاحت کے بعد کہ یہ فیصلہ چینی انقلاب کو کس طرح بچائے گا ، انہوں نے کہا ، " ہمیں مرکزی انقلابی علاقے سے نکلے دو ماہ ہو رہے ہیں ۔ اس عرصے کے واقعات کو مدنظر رکھتے ہوئے اب ضروری ہو چکا ہے کہ ہم گشتی اور لچکدار طریق جنگ اپنائیں ۔ صرف اسی صورت میں ہم یہ اسٹریٹجک

مقصد حاصل کر سکتے ھیں - ترتیب نو کے نتیجے میں ھماری تنظیم ھلکی پھلکی اور سادہ ھو جائے گی - ھماری لڑاکا فوجوں کو استحکام ملے گا اور سازگار حالات میں دشمن کا صفایا کرنے میں بڑی مدد ملے گی - ناساعد حالات میں بھی ھم سرعت سے پیش قدمی کرنے اور دشمن سے بچ نکلنے کی پوزیشن میں رھیں گے - یوں ھم اپنی قوتوں کو محفوظ رکھیں گے اور دشمن کی طرف سے محاصرے ، تعاقب یا سامنے سے آ لینے کی کارروائیوں کو ناکام بنا دیں گے . . . "

کامریڈ تنگ فا کی باتیں کیا تھیں ، گویا سوکھے دھانوں پانی پڑ گیا تھا - ھم جوں جوں سنتے گئے ، ھر معاملہ واضح ھوتا گیا اور ھمارے حوصلے بلند ھونے لگے - ان کی باتوں سے گزشتہ لڑائیوں کی یادیں تازہ ھو گئیں - جب ھم مرکزی انقلابی علاقے میں تھے تو لوگ رضاکارانہ طور پر خفیہ اطلاعات لاتے تھے ، لڑائی ھوتی تو اسٹریچر اٹھاتے تھے ، حتیٰ کہ نیزے اور تیغے اٹھا کر خود بھی دشمن کے خلاف لڑائی میں کود پڑتے تھے - لڑائی ختم ھوتی تو وہ ھم سے ملنے آتے اور ساتھ گوشت اور مرغیاں بھی لاتے - ان دنوں کوئی کام ھوتا تو پارٹی اور مزدوروں اور کسانوں کی جمہوری حکومت کی پکار پر عوام لپکے چلے آتے - مگر اب ، مرکزی انقلابی علاقے سے نکلنے کے بعد ، ھماری حیثیت یتیموں سے زیادہ نہ رھی تھی - لڑائی ھوتی تو ھمیں عوام کی طرف سے کوئی امداد و اعانت نہ ملتی ، حتیٰ کہ زخمیوں کے لئے مناسب پناہ گاھیں اور علاج معالجے کی سہولتیں حاصل کرنا بھی بہت دشوار ھو چکا تھا - خوراک ، گولہ بارود اور دیگر رسد کا کوئی قابل بھروسہ وسیلہ نہ تھا - دو مہینوں

مصور : چهن يو شيڭ

میں ہم نے لگ بھگ ۲۰۰۰ کلومیٹر کا سفر کیا اور چار صوبوں یعنی چیانگشی ، هونان ، کوانگشی اور کوئیچو سے گزرے تھے ، مگر آرام کا کوئی موقع نہیں مل پایا تھا کیونکہ آگے دشمن نے ناکہ بندی کر رکھی تھی اور عقب سے تعاقب میں تھا ۔ اس صورت حال نے ہمیں چیئرمین ماؤ کا یہ خیال بخوبی سمجھنے میں مدد دی کہ دیہات میں انقلابی علاقے قائم کئے جائیں جہاں دشمن کا اقتدار کمزور تھا ۔ ہمیں مرکزی انقلابی علاقے کی سخت یاد ستاتی جو چیئرمین ماؤ کی زیر قیادت بہت ہی دشوار حالات میں قائم کیا گیا تھا ، اور نیا انقلابی علاقہ قائم کرنے کی خواهش دلوں میں چٹکیاں لینے لگتی ۔ ان دو مہینوں کے دوران ہر کوئی بس یہی پوچھتا تھا ، ہم کدھر جا رہے ھیں ؟ ہمیں اب کیا کرنا ہوگا ؟ ہم نئے انقلابی علاقے کہاں قائم کریں گے ؟ حقیقت تو یہ ہے کہ یہی سوال خود ہمارے ذهنوں میں بھی کلبلاتے رہتے تھے ۔ ” جب تک ہم پارٹی کے نقش قدم پر چلتے رهیں گے ، همارا مستقبل روشن رہےگا ۔ “ دوران سفر ہر روز اپنے سپاهیوں کے سامنے یہ فقرہ دهراتے دهراتے همارے ہونٹ خشک پڑ جاتے تھے ۔ اور اب جبکہ راہ اور فرائض کا واضح تعین هو چکا تھا ، ہمیں اک گونہ اطمینان نصیب ہوا ۔ اپنی پوزیشن کا صحیح اندازہ بھی ہوا ۔ همارا اعتماد پلٹ آیا اور حوصلے بلند هو گئے ۔

ازسرنو تنظیم واقعی ایک دانشمندانہ فیصلہ تھا ، کیونکہ مرکزی کالم لڑائی کے لئے عملاً ناموزوں تھا ۔ یہ جب کوچ کرتا تو کئی کلومیٹر پر پھیل جاتا ۔ ہماری رجمنٹ کی فرسٹ بٹالین پر تو یہ بات خصوصاً صادق آتی تھی ، جس کا کام مرکزی کالم کے دوسرے

دستے کو تحفظ دینا تھا ۔ یہ دستہ زیادہ تر ان کسانوں پر مشتمل تھا جو بڑی اسلحہ ساز مشینیں ، چھپائی کی مشینیں اور دیگر ساز و سامان مرکزی انقلابی علاقے سے اٹھا کر لائے تھے ۔ بعض مشینیں تو ایسی تھیں جنہیں اٹھانے کے لئے کم از کم دس افراد درکار ھوتے تھے ۔ اور راستے میں دریا ، پہاڑ ، چڑھائیاں یا بل کھاتی پہاڑی پگڈنڈیاں آنے کی صورت میں ھماری رفتار کا یہ عالم ھوتا کہ گھنٹے بھر میں زیادہ سے زیادہ چوتھائی کلومیٹر کا فاصلہ طے کر پاتے تھے ۔ اس پر طرہ یہ کہ چاروں طرف سے دشمن کی گولہ باری مسلسل جاری رہتی تھی ۔ ھمارے جانباز لڑاکا فوج کے ساتھ مل کر دشمن کا مقابلہ کرنے کے لئے ھر دم بے چین رہتے تھے ۔ جب ھم مرکزی انقلابی علاقے میں تھے تو ھم نے دشمن کی طرف سے "محاصرے اور سرکوبی" کی پہلی ، دوسری ، تیسری اور چوتھی مہم کے خلاف کارروائیوں میں زبردست فتوحات حاصل کی تھیں کیونکہ اس وقت ھماری فوجوں کی نقل و حرکت میں لچک تھی اور وہ حسب مرضی آزادانہ طور پر ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ھو سکتی تھیں اور برق رفتاری سے پیش قدمی یا پسپائی اختیار کر سکتی تھیں ۔ مگر اب ، بھاری بوجھ اٹھائے ، ھم متواتر سفر کرنے اور دشمن کی ناکہ بندیوں سے بچنے کی سعی میں مصروف رہتے تھے ۔ ھماری اصل قوت کو تحفظ دینے والے دستے پہلے ھی بھاری نقصان اٹھا چکے تھے ۔ یہ ساری باتیں سوچ کر ھم مرکزی کمیٹی کے فیصلے کی صحت اور اس میں مضمر دانائی پر ایمان لے آئے تھے اور تہہ دل سے اس کے حامی تھے ۔

اگلے روز ایک اجلاس ھوا جس میں کامریڈ تنگ فا نے رجمنٹ کے

ان افسروں کو مجوزہ تبدیلیوں کے بارے میں بتایا ، جو کمپنی سے بالا تر عہدوں پر فائز تھے ۔ اس کے فوراً بعد ہماری رجمنٹ کی تمام کمپنیوں کو فرسٹ اور تھرڈ آرمی گروپوں میں ازسرنو منظم کیا گیا ، ماسوائے کامریڈ وو لیئے کی کمپنی کے ، جو مرکزی محافظ دستے کا حصہ بن گئی ۔ چند دن بعد میرا تبادلہ ففتھ آرمی گروپ کی ۳۷ویں رجمنٹ میں کر دیا گیا ۔ میں نے مرکزی کالم کے کمانڈروں سے رخصت لی اور اپنی نئی رجمنٹ میں شامل ہونے چل دیا ۔ راستے میں میں نے دیکھا کہ پہاڑوں کے دامن میں درخت نئے پتوں سے زمردیں رنگ روپ دھار رہے تھے اور زینہ نما ڈھلانوں پر سرسوں پھول رہی تھی ۔ میرے دل سے مسرتوں کے سوتے پھوٹ نکلے ۔

(۲)

زون ای اجلاس پوری فوج کے لئے بہار کی مانند نئی امیدیں اور حوصلے لے کر آیا ۔ اس نے ففتھ آرمی گروپ میں نئی روح پھونک دی ۔ تنظیم نو کے دوران ، اس آرمی گروپ نے ڈویژنل یونٹ ختم کیا ، تنظیمی ڈھانچے میں سادگی پیدا کی اور افسروں کو بنیادی سطحوں پر کام کرنے کے لئے بھیج دیا ، حربی صلاحیت میں زبردست اضافہ کیا اور سیاسی کام اور پارٹی کمیٹیوں کے کام کو بہتر بنایا ۔ رجمنٹل پولیٹکل ڈپارٹمنٹ نے ایک چھوٹی سی پروپیگنڈا ٹیم ترتیب دی ۔ طویل سفر کے دوران سپاہیوں کو خوش باش رکھنے کے لئے یہ ٹیم اکثر ان کے ساتھ گیت گاتی اور دیگر تفریحی سرگرمیوں کا اہتمام کرتی ۔

اور جب فوجی دستے پڑاؤ ڈالتے تو نعرے لکھنے کا کام سنبھال لیتی ۔ یوں ان سرگرمیوں کی بدولت پوری فوج میں ایک ولولۂ تازہ پیدا ہو گیا ۔

میرے ۳۷ویں رجمنٹ میں تبادلے کے فوراً بعد اسے عقبی حفاظتی دستے کی ذمہ داریاں سونپ دی گئیں ۔ ہم دریائے کوان تو سے مشرق کی جانب دس بارہ کلومیٹر کے فاصلے پر ایک جگہ پہنچے تو آرمی گروپ پروپیگنڈا ڈپارٹمنٹ کے ڈائریکٹر چانگ چی چھون ہماری رجمنٹ میں آئے ۔ وہ اپنے ساتھ ایک ٹرانسمیٹر بھی لائے تھے ۔

اس دوران ، ہماری فوج شمال مشرقی یون نان کے مقام وی شین کے مغرب میں جا چکی تھی ۔ دشمن نے دریائے یانگسی کے جنوب میں مورچہ بند ہونا شروع کر دیا تھا اور صورت حال ہمارے لئے ناسازگار تھی ۔ ایسے میں چیئرمین ماؤ نے دشمن سے کنی کترانے اور تیز رفتاری کے ساتھ تھونگ زی کی طرف پلٹنے کا دانشمندانہ اور راسخ فیصلہ کیا ۔ چانگ چی چھون نے فوجی کمیشن کا یہ حکم ہم تک پہنچایا کہ پیش قدمی روک کر لڑائی کی تیاری کریں ۔ ہمیں کسی قدر حیرت ہوئی کہ ہم نے دو دن سے دشمن کا نشان تک نہیں دیکھا تھا ۔ بہرحال ، اس امر کی اہمیت کا احساس ضرور ہو گیا کہ چانگ چی چھون ٹرانسمیٹر لے کر کیوں آئے تھے ۔ رجمنٹل افسروں کا ایک اجلاس بلایا گیا اور چانگ نے ہم سے خطاب کرتے ہوئے کہا ، " آپ کی ۳۷ویں رجمنٹ دفاعی لڑائیاں لڑنے کی صلاحیت میں شہرہ رکھتی ہے ۔ آپ تھونگ زی اور درہ لو شان کوان پر دوبارہ قبضہ کرنے اور زون ای واپس لوٹنے کی لڑائی میں اصل قوت

سے اشتراک کریں گے ۔ آپ کی ذمہ‌داری بےحد کٹھن ہے ۔ فوجی کمیشن کا حکم ہے کہ آپ گشتی دفاعی تدابیر اختیار کریں اور تین چار روز تک دشمن کو الجھائے رکھیں ۔ اب سے بعد آپ براہ راست فوجی کمیشن کی کمان میں رہیں گے . . . "

ہماری فوج عدم سے وجود میں آئی تھی اور مختصر اور کمزور جمعیت سے فروغ پا کر بڑی ، طاقتور فوج بنی تھی، اور اس کی نشو و نما کے دوران انقلابی جنگ کی صحیح رہنمائی کرنے والی اسٹریٹجی اور تدابیر کا ایک مکمل سلسلہ تشکیل پایا تھا ۔ یہ دراصل چیئرمین ماؤ کے فوجی افکار تھے ۔ سرخ فوج کے قیام کے کچھ ہی عرصے بعد چیئرمین ماؤ نے ایسے اصول وضع کئے تھے جن کی پیروی تعداد اور قوت کے اعتبار سے برتر دشمن کے خلاف گوریلا جنگ میں لازمی تھی ۔ یہ اصول ان نکات پر مشتمل تھے : "عوام‌الناس کو بیدار کرنے کے لئے اپنی فوجوں کو تقسیم کرو اور دشمن سے نمٹنے کے لئے اپنی فوجوں کو مجتمع کرو ۔ " "دشمن پیش قدمی کرتا ہے تو ہم پیچھے ہٹتے ہیں ۔ دشمن پڑاؤ ڈالتا ہے تو ہم اسے ہراساں کرتے ہیں ۔ دشمن تھک جاتا ہے تو ہم اس پر حملہ کرتے ہیں ۔ دشمن پیچھے ہٹتا ہے تو ہم اس کا تعاقب کرتے ہیں ۔ " "مستحکم اڈوں کے علاقوں میں توسیع کرنے کے لئے موج در موج پیش قدمی کرنے کی پالیسی پر عمل کرو اور جب ایک طاقتور دشمن تعاقب کر رہا ہو تو ادھر ادھر چکر لگانے کی پالیسی اختیار کرو ۔ " دشمن کی طرف سے "محاصرے اور سرکوبی" کی پہلی ، دوسری اور تیسری مہموں کے خلاف جدوجہد میں ان اصولوں کو مزید فروغ ملا ۔ ان

دنوں ہماری فوج مستقل محاذوں پر دشمن کا سامنا کرنے کی بجائے ایسے حالات میں لڑتی تھی جو اس کے لئے سازگار ہوتے تھے اور یوں تعداد اور قوت کے اعتبار سے برتر دشمن قوت پر فتح حاصل کر لیتی تھی - "محاصرے اور سرکوبی" کی پانچویں مہم کے خلاف جدوجہد اس لئے ناکام ہوئی کہ "بائیں بازو" کے موقع پرستوں نے چیئرمین ماؤ کی قیادت کو مسترد کر دیا تھا ، حالانکہ کامیاب فوجی کارروائیوں کے ضمن میں ان کے اصول ہمارے سپاہیوں کے ذہنوں پر نقش ہو چکے تھے - پچھلے چند دنوں میں ہماری فوجیں دشمن کو جھکائی دینے میں کمال مہارت کا ثبوت دے چکی تھیں اور اب سننے میں آیا کہ ہماری اصل فوج دره لو شان کوان اور زون ای کے آس پاس دشمن سے ایک بڑی لڑائی کی تیاریاں کر رہی تھی - تدابیر میں یہ تبدیلی اس امر کی غماز تھی کہ کمان اب پھر چیئرمین ماؤ کے ہاتھوں میں آ چکی تھی - اس صورت حال نے ہمارے دلوں کو گرما دیا تھا - رجمنٹل کمانڈر لی پھینگ ژن نے جو کومنتانگ فوج کی کمزوریوں سے بخوبی واقف تھے ، میرے کان میں سرگوشی کی ، "دیکھ لینا ، بڑے غضب کا رن پڑے گا ! "

بحث مباحثے کے بعد ہم نے کوان تو حه گاؤں واپس جانے کا فیصلہ کیا - یہ خطہ ہمارے لئے بڑا موزوں تھا کہ اس کے دو اطراف اونچے پہاڑ اور سامنے نہر تھی - ہماری فوج کے تعاقب میں دشمن کا اس گاؤں سے گزرنا ناگزیر تھا - ہم نے فیصلہ کیا کہ اسے ایک دن وہاں الجھائے رکھیں گے اور پھر ، فوجی کمیشن کی ہدایت کے مطابق ، شمالی کوئیچو میں لیانگ چھون اور ون شوئی کی طرف جانے

کی ترغیب دیں گے ۔

ہم نے راستے میں سپاہیوں کو لڑائی کے بارے میں بتایا تو ان کے چہرے خوشی سے کھل اٹھے کیونکہ یہ لڑائی آزمودہ تدابیر کے مطابق لڑی جانے والی تھی ۔ ایک سپاہی نے پہاڑوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا ، " یہ پہاڑ بہت اونچے اور ڈھلانیں عمودی ہیں ۔ ہم یقیناً ایک دن تک دشمن کی راہ روک سکتے ہیں ۔ " ایک اور سپاہی بولا ، " مجھے دفاعی لڑائی پر کوئی اعتراض نہیں ۔ دشمن ایک بار سامنے تو آئے ۔ ہمارے رہنما جب تک کہیں گے ، ہم دشمن کو روک رکھیں گے ۔ "

ہم نے کوان تو حہ پہنچتے ہی مورچے لگانے شروع کر دیئے ۔ اگلے روز صبح سویرے سیچھوان کے جنگی سردار لیو شیانگ کا انسٹریکشن ڈویژن ، جو اس کی اصل فوج تھی ، کیل کانٹے سے لیس تیز رفتاری کے ساتھ آ پہنچا اور آتے ہی پانچ اطراف سے شدید حملہ کر دیا ۔ تاہم ، اگلی چوکیوں میں مورچہ بند ہمارے افسروں اور جوانوں نے بڑے تحمل اور سکون کے ساتھ ان کا مقابلہ کیا اور یکے بعد دیگرے تمام حملے پسپا کئے اور دشمن کو بھاری نقصان پہنچایا ۔ پہلے دن دشمن نے دو ایک کلومیٹر کی پیش قدمی کی اور اس کے سو سے زیادہ آدمی کھیت رہے جبکہ ہمارے نقصانات بے حد کم تھے ۔ شام کو دشمن فوج کے دو سیکشنوں نے میدان جنگ کے پہلوؤں میں واقع دو اونچے پہاڑوں پر چڑھنا شروع کر دیا ۔ بظاہر ان کا مقصد ہماری رجمنٹ کے عقب میں پہنچنا تھا ۔ ہم رات کی تاریکی کی آڑ میں کوئی چھ کلومیٹر پیچھے ہٹ کر ایک اور مقام پر جا کر

مورچہ بند ہو گئے ۔ دفاعی اقدامات مکمل کرکے اور کھانا وانا کھا کر ہم نے پہریدار تعینات کئے اور سونے کے لئے لیٹ گئے تاکہ اگلے روز کی لڑائی سے پہلے کچھ آرام کر لیں ۔

ہم نے تین دن تک دشمن کو الجھائے رکھا ۔ ہمارا ایک پلاٹون لیڈر ہلاک ہوا ، تاہم دشمن کے مزید سو آدمی ہلاک و زخمی ہوئے ۔ گرفتار شدہ دشمن سپاہیوں نے ہمیں بتایا کہ ان کی کل نفری تین بریگیڈوں یا نو رجمنٹوں پر مشتمل تھی ۔ انہوں نے لو چو ۔ ای پین علاقے میں قلعہ بندیاں قائم کر رکھی تھیں اور دوسرے جنگی سرداروں کی فوجوں کے تعاون سے دریائے یانگسی کے جنوب میں ہمارا صفایا کرنے کا منصوبہ بنائے ہوئے تھے ۔ یہ بات ان کے خواب و خیال میں بھی نہ تھی کہ ہم مشرق کی طرف مڑ جائیں گے ۔ ایک قیدی جو ہنوز شکست تسلیم کرنے پر آمادہ نہ تھا ، کہنے لگا ، "اگر تم لوگ لو چو ۔ ای پین علاقے میں دریا پار کر لیتے تو ہمارا کام آسان ہو جاتا ۔" اس پر ہم نے جواب دیا ، "تمہیں یہی ہوشیاری لے ڈوبی ۔ چین کا علاقہ بہت وسیع ہے اور ہمارے سامنے بےشمار راستے کھلے ہیں ۔ ہم جہاں چاہیں ، جا سکتے ہیں ۔ تم نے ہمیں کیا اتنا ہی احمق سمجھ رکھا تھا کہ چٹان سے سر جا ٹکراتے ؟"

ہم پیچھے ہٹتے ہٹتے ایک تراہے پر جا پہنچے ۔ ایک چھوٹا راستہ جنوب مشرق کو جاتا تھا جو ہماری اصل فوج نے تھونگ زی جانے کے لئے اختیار کیا اور دوسرا کشادہ راستہ شمال مشرق میں ون شوئی سے ہو کر سونگ کھان تک جاتا تھا ۔ فوجی کمیشن کی

ھدایت یہ تھی کہ دشمن کو دکھاوے کے حملوں میں الجھا کر ون شوئی کی طرف بڑھنے کی ترغیب دی جائے ۔ شام کو کچھ گپ شپ کے بعد ہم نے قیدیوں کو رھا کر دیا ۔ ھمیں توقع تھی کہ وہ اپنے اپنے یونٹوں میں واپس جا کر ھماری نقل و حرکت کے بارے میں غلط اطلاعات پھیلائیں گے اور یوں دشمن ھمارے جال میں آ پھنسے گا ۔

اور پانچ روز بعد پو پھٹے دشمن نے ھماری توقعات کے عین مطابق پیش قدمی شروع کر دی ۔ دن بھر گھمسان کی لڑائی کے بعد شام ڈھلے ہم نے ایک چھوٹا سا دستہ لیانگ چھون پر شب خون مارنے کی غرض سے روانہ کر دیا ۔

طول میں کوئی ڈیڑھ کلومیٹر یہ گاؤں خاصا بڑا اور دشمن کی نفری سے بھرا ھوا تھا ۔ آدھی رات کے وقت ھمارا دستہ راہ ٹٹولتا ھوا گاؤں تک پہنچا اور سڑک کے دونوں سروں پر کچھ دستی بم پھینک دیئے ۔ بس پھر کیا تھا ۔ دشمن کے سپاھی ھڑبڑا کر نیند سے بیدار ھوئے اور آپس ھی میں ایک دوسرے پر فائرنگ شروع کر دی ۔ اس بھگدڑ سے فائدہ اٹھا کر ھمارا دستہ صاف بچ کر نکل آیا ۔ رات بھر گاؤں سے مشین گنوں اور رائفلوں کی تڑ تڑ اور دستی بموں کے دھماکے سنائی دیتے رھے ۔ اور صبح کے اجالے میں کہیں دشمن پر یہ عقدہ کھلا کہ رات بھر وہ آپس ھی میں دست و گریباں رھے تھے ۔ ھمارے دستے نے جب اس بھگدڑ اور افراتفری کا آنکھوں دیکھا حال سنایا تو ھنستے ھنستے ھمارے پیٹ میں بل پڑ گئے ۔

ھمارے اس شب خون سے دشمن بپھر گیا اور چھٹے دن اس نے

ہمارے مورچوں پر شدید حملہ کر دیا ۔ ہم نے پوری قوت سے مقابلہ کیا ۔ اچانک دشمن کو کسی طرح یہ علم ہو گیا کہ چھ دن تک صرف ایک رجمنٹ — ہماری ۳۷ویں رجمنٹ سے سر کھپاتا رہا تھا ۔ اسے جب اپنی حماقت کا احساس ہوا تو وہ ہماری اصل قوت کا تعاقب جاری رکھنے کی آرزو میں تیزی کے ساتھ پیچھے ہٹ گیا ۔ لیکن بہت دیر ہو چکی تھی ۔ ہماری اصل فوج لو شان کوان ۔ زون ای علاقے میں دشمن کے کئی ڈویژنوں کو ناکارہ بنا چکی تھی ۔

ہم دشمن کو الجھائے رکھنے کا فریضہ پورا کرکے لو شان کوان کے نزدیک اپنے آرمی گروپ سے آ ملے ۔ جہاں فوجی کمیشن کی طرف سے ہمیں ایک تار موصول ہوا جس میں فریضے کی کامیاب تکمیل اور بےحد معمولی جانی نقصان پر ہماری پیٹھ ٹھونکی گئی تھی ۔ کامریڈ لی پھینگ ژن نے بڑے جذباتی لہجے میں کہا ، " یہ کامیابی ہمیں چیئرمین ماؤ کے فوجی افکار کی بدولت حاصل ہوئی ۔ چیئرمین ماؤ کی دانشمندانہ قیادت ، لچکدار اسٹریٹجی اور تدابیر اور تنظیم نو کے بغیر یہ فتح ناممکن تھی ۔"

(۳)

لو شان کوان ۔ زون ای علاقے میں ہماری فوج کی شاندار فتح نے دشمن کا پتا پانی کر دیا تھا ۔ اب اس میں خوب تیاری کئے بغیر سامنے آ کر لڑنے کی جرأت نہ رہی اور وہ یون نان ۔ کوئیچو ۔ سیچھوان سرحد کے ساتھ ساتھ قلعہ بندیاں اور رکاوٹیں کھڑی کرنے لگا ۔ ہم

نے اس کی لاعلمی میں دریائے وو چیانگ دوبارہ عبور کر لیا ۔ ہمارا مقصد دشمن کو پیچھے چھوڑنا اور شمال کی جانب پیش قدمی کرتے ہوئے ایک ایسے راستے میں صوبہ سیچھوان میں داخل ہونا تھا جو سرخ فوج کی اصل قوت کے لئے زیادہ فائدہ مند تھا ۔

ہماری ۳۷ویں رجمنٹ بدستور عقبی محافظ دستے کے فرائض انجام دیتی رہی ، جبکہ اصل فوج کوئی یانگ کو ایک طرف چھوڑتے ہوئے جنوبی کوئیچو پہنچی اور پھر وہاں سے یون نان کے صوبائی دارالحکومت کھون مینگ جانے کے لئے مغرب کو مڑ گئی ۔ اس پورے سفر کے دوران ہماری رجمنٹ پر شادمانی کی فضا چھائی رہی ۔ جب سے ہماری فوج نے صوبہ چیانگشی کا مرکزی اڈے کا علاقہ چھوڑا تھا ، ۳۷ویں رجمنٹ عقبی محافظ دستے کے فرائض انجام دیتی چلی آ رہی تھی ، مگر ہمارے سپاہی کبھی اتنے خوش باش دکھائی نہ دیئے تھے ۔ شروع میں ہم رات کو سفر کرتے تھے اور دن لڑائی میں گزر جاتا تھا ۔ دشمن ہر لحظہ ہمارے تعاقب میں رہتا تھا ، چنانچہ کھانے پینے یا سونے کی مہلت ہی نہ ملتی تھی ۔ رات کے وقت ہمارا سفر بھی بےربط ہوتا تھا اور بعض اوقات ایک رات میں ہم پانچ کلومیٹر سے زیادہ فاصلہ طے نہیں کر پاتے تھے ۔ ادھر دشمن خوب آرام کے بعد اور کھا پی کر صبح سویرے ہمارے تعاقب میں چل نکلتا ۔ ہم دونوں پہلوؤں اور عقب سے اس کے حملوں کا مقابلہ کرتے رہتے ۔ اس وقت ہم واقعی دفاعی پوزیشن میں ہوتے تھے ۔ لیکن اب جبکہ ہم ہنوز عقبی محافظ دستے کے فرائض انجام دے رہے تھے ، دشمن کی اصل قوت ہم سے بہت پیچھے رہتی تھی اور ہم

رات بھر میں ۴۰ کلومیٹر تک کا فاصلہ طے کر جاتے تھے ۔ اجالا ہوتے ہی ہم پڑاؤ ڈالتے اور آس پاس آباد لوگوں پر اپنی پارٹی کی پالیسیاں واضح کرنے نکل پڑتے ۔ ہم انہیں یہ بتاتے کہ سرخ فوج کس کی خاطر لڑ رہی تھی ۔ اس کے علاوہ ہم مقامی جابروں اور بدکردار رؤسا کے جرائم کی تحقیقات بھی کرتے تھے ۔ ہم عوامی جلسے بھی منعقد کرتے تھے اور بدمعاشوں سے چھینے جانے والے اناج کا بٹوارا کرنے کے لئے محنت کش لوگوں کو حرکت میں لاتے تھے ۔ ہماری گزشتہ فتوحات نے افسروں اور جوانوں کو ایک جذبۂ نوعطا کیا تھا ۔ یہاں تک کہ بیمار اور زخمی بھی مدد لینے سے انکار کر دیتے تھے اور اپنا سامان خود اٹھا کر چلتے تھے ۔ ایک دن ایک بیمار سپاہی پیچھے رہ گیا تو میں نے اس سے پوچھا کہ کیا وہ ہنوز اپنے دستے کا ساتھ دے سکتا ہے ؟ اس پر وہ مسکراتے ہوئے بولا ، "اگر چھ ماہ پہلے ایسا ہوتا تو میں حوصلہ ہار دیتا ۔ تب معاملات کے سر پیر کا پتہ نہیں چلتا تھا ۔ لیکن اب حالات مختلف ہیں ۔ اگر ہم پارٹی کی پیروی کرتے رہیں گے تو صورت حال کبھی خراب نہیں ہوگی ۔ میری بیماری کوئی اہمیت نہیں رکھتی ۔ میں نئے انقلابی علاقے میں پہنچ کر دم لوں گا ۔ "

اپریل کے اواخر میں ہم یون نان ۔ کوئیچو سرحد پر پہنچ گئے ۔ ہمیں علم تھا کہ یون نان کا دفاع بہت کمزور ہے ، لہذا ہم نے پہلے کھون مینگ کا رخ کیا اور پھر چیاؤ پھینگ گھاٹ سے دریائے چن شا عبور کرکے شمال کی طرف پلٹ پڑے ۔ فوجی کمیشن کا حکم تھا کہ ہمارا ففتھ آرمی گروپ بحفاظت دریا کے پار اترنے میں پوری فوج

کے لئے آڑ مہیا کرے ، لہذا ہم نے دشمن کی مزاحمت کرنے اور اسے الجھائے رکھنے کی خاطر شی پان حہ کے مقام پر دفاعی لائن قائم کر دی ۔

شی پان حہ کے عقب میں ایک بہت بڑا پہاڑ ہے ، جس کے پرے متلاطم دریائے چن شا بہتا ہے ۔ شی پان حہ کی جانب سے پہاڑ کی چوٹی پر پہنچنے کے لئے ۳۰ کلومیٹر لمبی پرپیچ پگڈنڈیوں پر چلنا پڑتا ہے ۔ آرمی گروپ کمانڈر تونگ چن تھانگ نے قرب و جوار کے خطے کا جائزہ لیتے ہوئے بڑے جوشیلے لہجے میں کہا ، "ممکن ہے دشمن ہم پر حملہ کرنے کے لئے اپنی اصل قوت بھیج دے لیکن گھبرانے کی کوئی بات نہیں ۔ ہم قدم قدم مقابلہ کریں گے اور یہ پہاڑ ہمارا سب سے بڑا مدد گار ثابت ہوگا ۔ " پھر وہ ہمیں ہدایات دینے لگے ، "آپ لوگوں کو بہر طور اپنا فرض پورا کرنا ہوگا اور ساتھ ہی ساتھ اپنے جوانوں کا بھی خیال رکھنا ہوگا ۔ حتی الامکان کوشش کریں کہ جانی نقصان کم سے کم ہو ۔ اپنے دستوں کو منتشر کرکے پہاڑ کے سامنے والے ٹیلوں اور دوسرے اہم مقامات پر قبضہ کر لیں ۔ ہر مفید مقام سے پورا پورا استفادہ کریں ۔ دشمن پر شب خون مارنے کا کوئی موقع ہاتھ سے نہ جانے دیں ۔ "

ہمیں شی پان حہ پہنچے تین دن ہوئے تھے کہ چیانگ کائی شیک نے وو چھی وی کی کمان میں اپنے ترکتاز دستے بھیج دیئے ۔ ہمارے فرسٹ اور تھرڈ آرمی گروپ زون ای کے مقام پر وو چھی وی کے دو ڈویژنوں کا صفایا کر چکے تھے ، لہذا اس بار وہ بڑا محتاط تھا ۔ اس نے شدید گولہ باری سے حملے کا آغاز کیا اور ان ٹیلوں پر گولوں

کی بارش کر دی جن کا ہم دفاع کر رہے تھے - ہم نے اپنی کمانڈ پوسٹ سے دیکھا تو دشمن کے دستے شدید گولہ باری کی آڑ میں چاروں طرف پھیل رہے تھے - جب گولوں کی بوچھاڑ رکی تو وہ ہماری بیرونی چوکیوں کے قریب پہنچ چکے تھے - اچانک دستی بموں کے گٹھے یکے بعد دیگرے دھویں کی چادر کو چیرتے ہوئے عین دشمن کی صفوں میں پھٹے اور وہ افراتفری میں جدھر منہ اٹھا بھاگ نکلا - دشمن نے دو اور حملے کئے اور ہمارے اگلے مورچے آگ اور دھویں کی لپیٹ میں آ گئے - اتنے میں اگلے مورچوں کے ایک قاصد نے آ کر اطلاع دی کہ ہمارے سپاہی چونکہ پہاڑیوں پر پھیلے ہوئے ہیں اور ہر ٹیلے کے دفاع کے لئے دس سے بیس کی نفری متعین ہے ، لہذا دشمن کی اندھا دھند گولہ باری کے باوجود ہمارے محض چند ایک ساتھی ہی زخمی ہوئے ہیں - ہم بلاشبہ دشمن کی اینٹ سے اینٹ بجنے تک لڑائی جاری رکھ سکتے ہیں - یہ خبر سن کر ہمیں یقین کامل ہو گیا کہ ہمارے اعلیٰ کمانڈر فن حرب میں اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے -

دشمن کی یورش جاری رہی - ہم نے اسے بھاری جانی نقصان پہنچایا اور اپنی فوجوں کے لئے دریائے چن شا عبور کرنے کی مہلت حاصل کر لی - پھر ہم پروگرام کے مطابق پسپا ہو گئے - ہم نے دشمن کو بڑے عمدہ منصوبے کے تحت سختی سے روکے رکھا ، لہذا وہ روزانہ تین چار کلومیٹر سے زیادہ پیش قدمی نہ کر سکا تھا - پانچویں روز دشمن کے دو کالم پہاڑ کے دامن میں جمع ہوئے تو صورت حال سنگین ہو گئی - عین اس وقت جبکہ ہم پسپا ہو کر

اپنی آخری دفاعی لائن پر آ چکے تھے ، کامریڈ لی فو چھون ہمارے آرمی گروپ میں آ گئے ۔ انہیں پارٹی کی مرکزی کمیٹی اور چیئرمین ماؤ نے بھیجا تھا ۔ انہوں نے بتایا کہ چیئرمین ماؤ کی ذاتی کمان میں سرخ فوج کے دسیوں ہزار سپاھی چند چھوٹی کشتیوں کے ذریعے دن رات دریا عبور کرنے میں لگے ہوئے ہیں ۔ اور اب تک دو تہائی فوج دریا پار کر چکی ہے ۔ اگر ہم دشمن کو مزید تین دن تک روکے رکھیں تو چیانگ کائی شیک لاکھوں فوجیوں کی مدد سے محاصرے ، تعاقب اور سامنے سے آ لینے کی جو کارروائی کر رہا ہے ، اسے ناکام بنایا جا سکتا ہے ۔ آخر میں انہوں نے کہا ، "چیئرمین ماؤ نے مجھے یہ پیغام دے کر بھیجا ہے کہ مرکزی کمیٹی کو پورا بھروسہ ہے کہ آپ کا ففتھ آرمی گروپ اس بھاری بھرکم اور کٹھن فریضے کی ادائیگی میں سرخرو نکلے گا ۔"

پارٹی کمیٹیوں اور سیاسی شعبوں نے چیئرمین ماؤ کی یہ ہدایات سپاھیوں تک پہنچانے کے لئے اسی وقت کادر روانہ کر دیئے ۔ چیئرمین ماؤ کا پیغام سن کر سپاھیوں کے حوصلے بلند ہو گئے اور انہوں نے یک زبان ہو کر کہا ، "جب تک ہمارے دم میں دم ہے ، ہم دشمن کو اپنے مورچوں تک نہیں آنے دیں گے ۔ ہم یہ فریضہ بہر طور پورا کریں گے ۔ براہ کرم ، مرکزی کمیٹی اور چیئرمین ماؤ کو بتا دیں کہ جب تک ہمارا ایک بھی آدمی زندہ ہے ، ہم لڑتے رہیں گے اور اس بات کو یقینی بنائیں گے کہ اصل قوت بحفاظت دریا کے پار اتر جائے ۔ تین دن تو کیا ، ضرورت پڑی تو ہم دس دن تک دشمن کا راستہ روکے رکھیں گے !"

اب کیا افسر ، کیا جوان ، سب تمام تر جذبوں کے ساتھ میدان کارزار میں کود پڑے - رجمنٹل کمانڈر ، سیاسی کمیسار اور دوسرے کادر بھی سپاھیوں کے شانہ بشانہ لڑنے کے لئے اگلے مورچوں پر پہنچ گئے - یہ خطہ ھمارے لئے بےحد سازگار تھا - کسی ایک پہاڑی کا دفاع کرنے والی پلاٹون یا کمپنی دشمن کی پوری پوری رجمنٹ کے دانت کھٹے کر سکتی تھی - جس پہاڑی پر میں لڑ رھا تھا ، وہ بالکل عمودی تھی اور اوپر آنے کا راستہ بڑا پرپیچ تھا - دشمن جب بھی گولہ باری شروع کرتا ھم پہاڑی کی دوسری جانب بیٹھ کر مزے سے سستانے لگتے اور ھمارے بعض سپاھی دل لگی کی خاطر دشمن کے اٹکل پچو گولوں کو گنتے رھتے - جونہی گولوں کی بوچھاڑ تھمتی ، ھم اوپر آنے والے دشمن فوجیوں کا دستی بموں اور پتھروں سے سواگت شروع کر دیتے اور وہ افراتفری میں پھر نیچے کی طرف لڑھک جاتے -

ھم نے اپنے سے کہیں زیادہ بڑی دشمن فوج کا جوانمردی سے مقابلہ کیا - نو دن بیت گئے ، مگر ھم ھنوز اپنے مورچوں میں ڈٹے ھوئے تھے - پھر ھمیں مرکزی کمیٹی کی طرف سے حکم ملا کہ دفاعی لائنیں دریا کے شمالی کنارے پر لے آئیں - ھم اپنے زخمیوں کو پہلے ھی روانہ کر چکے تھے ، لہذا رکے بغیر ۲۰ کلومیٹر کا فاصلہ طے کیا اور رات کے اندھیرے میں دریا پار کرکے وہ چند کشتیاں جلا دیں جنہوں نے سرخ فوج کے دسیوں ھزار سپاھیوں کو پار پہنچایا تھا - اگلے روز جب دشمن افتاں و خیزاں دریا کے کنارے پہنچا تو سر پیٹ کر رہ گیا - چیانگ کائی شیک کی کئی لاکھ فوج نے ھمیں ملیامیٹ کرنے کا جو منصوبہ بنایا تھا اس کے تار و پود بکھر

چکے تھے -

تین دن بعد ہم ھوئی لی کے علاقے میں اپنے فرسٹ اور تھرڈ آرمی گروپوں سے جا ملے - کچھ عرصہ رک کر آرام کیا اور اپنی صفوں کو مستحکم بنایا - ھوانگ چن اور متعدد دوسرے کادروں نے مل کر ایک تمثیلچہ " گھاس کا پھٹا پرانا جوتا " لکھا جو بعدازاں ھمارے آرمی گروپ کے طائفے نے ایک ملن پارٹی کے موقع پر اسٹیج کیا - اس تمثیلچے کا خلاصہ یہ تھا کہ سرخ فوج نے چیئرمین ماؤ کی صحیح قیادت کے تحت کس طرح ھر نوع کی دشواریوں اور خطروں کا مقابلہ کرتے ھوئے دشمن کی طرف سے محاصرے ، تعاقب اور سامنے سے آ لینے کی کارروائیوں کو ناکام بنایا - اس میں چیانگ کائی شیک کی زیر قیادت لاکھوں کومنتانگ فوجیوں کا ٹھٹھا اڑایا گیا کہ سیکڑوں کلومیٹر تک سرخ فوج کا زبردست تعاقب کرنے کے بعد صرف ایک پھٹا پرانا جوتا ان کے ھاتھ لگا ، جو سرخ فوج کے ایک سپاھی نے بیکار سمجھ کر دریائے چن شا کے جنوبی کنارے پر پھینک دیا تھا -

۱۹۳۵ء کا موسم بہار فتوحات کا زمانہ رھا - یہ چینی انقلاب کی تاریخ میں ایک گرانقدر باب تھا - اس کے بعد زون ای اجلاس میں مرکزی کمیٹی کے فیصلے ایسا مینارۂ نور ثابت ھوئے جس نے ھمارے لئے پیش قدمی کی راھیں روشن کیں اور مرکزی کمیٹی اور چیئرمین ماؤ کی زیر قیادت فتح پر فتح ھمارا مقدر بن گئی -

دریائے چن شا کے اس پار

شیاؤ ینگ تھانگ

زون ای اجلاس کے بعد ، چیئرمین ماؤ کی زیر قیادت چینی مزدوروں اور کسانوں کی سرخ فوج کی فرسٹ فرنٹ آرمی نے درہ لو شان کوان اور زون ای کے علاقے میں دشمن فوج کی اینٹ سے اینٹ بجا دی ، جنوب میں دریائے وو چیانگ اور پئی پھان عبور کئے اور یون نان کی طرف بڑھنے لگی ۔ کوچ کے دوران مرکزی کمیٹی کی تنظیموں اور رہنما کامریڈوں کی حفاظت ہماری سرخ کادر رجمنٹ کے سپرد تھی ۔

ہماری رجمنٹ میں سینیئر کادروں کے گروپ کے علاوہ دو پیدل بٹالینیں ، اور ایک اسپیشل سروس بٹالین شامل تھیں ۔ رجمنٹ کے ارکان ، ماسوائے ان ارکان کے جو سینیئر کادر گروپ سے تعلق رکھتے تھے ، سب کمپنی یا پلاٹون افسر تھے ــ تنومند جوان جنہیں لڑائی کا وافر تجربہ حاصل تھا ۔

اپریل کا مہینہ تھا اور یون نان میں خاصی گرمی ہو چکی تھی ۔ ہماری پتلی وردیاں عموماً پسینے سے شرابور رہتیں ۔ کہر آلود کھیتوں میں وہاں کی بالیاں یوں لہراتیں گویا ہمارا خیر مقدم کر رہی

مصور : چھن يو شيڭ

هوں ۔ دونوں جانب پہاڑیوں پر جدھر نگاہ اٹھتی درخت ہی درخت دکھائی دیتے تھے اور پھولوں اور سرسبز پتوں پر شہد کی مکھیاں منڈلاتی پھرتی تھیں ۔ باد بہاری مدھوش کئے دیتی تھی ۔ گو اس وقت دشمن کی ایک لاکھ سے زیادہ فوج ھمارے تعاقب میں تھی ، مگر ھمیں یقین تھا کہ چیئرمین ماؤ کی زیر قیادت ان سے پیچھا چھڑا لیں گے اور نئی فتوحات حاصل کریں گے ۔ ہم جوان حوصلے لئے کوچ کے دوران سہانے موسم سے لطف اندوز ہو رہے تھے ۔

ایک شام ھماری رجمنٹ نے ایک گاؤں میں پڑاؤ ڈالا ۔ میں آدھی رات کے وقت اٹھا اور پہریداروں کے حال احوال معلوم کرنے نکل کھڑا ہوا ۔ چلتے چلتے جب اس احاطے کے پاس پہنچا جہاں ھماری مرکزی کمیٹی کے رهنما مقیم تھے تو ایک کمرے میں روشنی دکھائی دی ۔ اتنی رات گئے کون سا رهنما جاگ رہا ھے ؟ میں پہریدار سے استفسار کرنے کو تھا کہ کوئی باھر آ گیا ۔ اور جب وہ قریب آیا تو میں نے دیکھا کہ وہ کامریڈ چو این لائی تھے ۔ میں نے اٹینشن ہو کر پوچھا :

" نائب چیئرمین ، آپ ابھی سوئے نہیں ؟ "

" نہیں ، " انہوں نے جواب دیا ، " انسپکشن ختم کر لی ؟ تو آؤ ، تھوڑی دیر بیٹھو ۔ "

یہ احاطہ ایک زمیندار کی ملکیت تھا اور اندر خاصا اچھا مکان بنا ہوا تھا ۔ نائب چیئرمین چو کے کمرے میں پرانے فیشن کی کئی کرسیاں اور ایک بڑی سی چوکور میز تھی ۔ میز پر مدھم سا دیا جل رہا تھا ۔ پاس ھی معمولی اسٹیشنری اور کاغذ کا ایک پیکٹ رکھا

ہوا تھا ۔ دیوار پر بڑا سا نقشہ لٹکا ہوا تھا ۔ نائب چیئرمین چو شاید سفر کے راستے کے بارے میں سوچ بچار کر رہے تھے ۔ دیئے کی مدھم لو میں ان کا چہرہ دبلا اور ستا ہوا لگ رہا تھا ۔ آنکھوں کی چمک بھی قدرے ماند تھی ۔ وہ گویا اندیشوں میں گھلے جا رہے تھے ۔

ہم بیٹھ گئے تو انہوں نے پوچھا ، ” تمہاری ففتھ کمپنی میں اب کتنی نفری ہے ؟ “

” زون ای اور تھو چھنگ کی لڑائی میں ہمارا کچھ جانی نقصان ہوا تھا ۔ اس وقت ہمارے پاس ایک سو بیس کے لگ بھگ آدمی ہیں ۔ “ میں نے جواب دیا ۔

پھر انہوں نے دوران سفر ہماری کمپنی کی کیفیت اور جوانوں کے حوصلے اور ہتھیاروں کے متعلق استفسارات کئے اور جب میں نے سارے سوالوں کا جواب دے دیا تو وہ کچھ دیر سوچنے کے بعد مسکراتے ہوئے بولے :

” تمہاری کمپنی نے زون ای اور تھو چھنگ کی لڑائی میں بڑی شجاعت کا مظاہرہ کیا ۔ تمہیں اپنی شہرت برقرار رکھنے کی ہر ممکن کوشش کرنی چاہیئے ۔ “

انہوں نے میز پر پڑا ہوا پیکٹ کھولا اور کچھ بسکٹ میری طرف بڑھا دیئے ۔ میں جانتا تھا کہ یہ ان کا شام کا کھانا ہے جو ان کے محافظوں نے تیار کیا تھا ۔ ان دنوں بسکٹوں کا حصول محال تھا ، لہذا میں نے فوراً بسکٹ لینے سے انکار کرتے ہوئے کہا :

” میں نے شام کو خوب پیٹ بھر کھانا کھایا تھا ۔ “

وہ پیکٹ میری طرف سرکا کر کچھ بسکٹ چکھنے پر اصرار

کرنے لگے ، اور میں نے ایک چھوٹا سا بسکٹ اٹھا لیا ۔ بسکٹ کھاتے سمے میں منتظر رہا کہ نائب چیئرمین چو اب مزید سوال پوچھیں گے لیکن وہ خیالوں میں کھوئے رہے ۔ آخر کچھ دیر بعد انہوں نے کہا ، " بھئی ، بہت دیر ہو گئی ۔ اب جا کر آرام کرو ۔ "

میں نائب چیئرمین چو کے کمرے سے نکلا تو حیران کن سوال میرے ذہن میں کلبلا رہے تھے ۔ انہوں نے ہماری کمپنی کے بارے میں اتنی تفصیلات کیوں دریافت کیں ؟ یونہی پوچھ رہے تھے یا پھر ہماری کمپنی کو کوئی اہم کام سونپا جا رہا ہے ؟ میں دل ہی دل میں کف افسوس مل رہا تھا کہ پوچھ کیوں نہ لیا !

اگلی صبح ہم ادھر ادھر کے کام اور راشن تیار کرتے رہے ۔ کوئی دھان کوٹ رہا تھا تو کسی نے کپڑے دھونے دھلانے کا کام پھیلا رکھا تھا ۔ بعض بیٹھے گھاس کے جوتے بنانے اور خوش گپیوں میں مصروف تھے ۔

" دشمن سرتوڑ تعاقب میں ہے اور ہم یہاں رکے ہوئے ہیں ۔ بڑی عجیب سی بات لگتی ہے ۔ " ایک نے تبصرہ کیا ۔

" اس میں تعجب کی کیا بات ؟ ہم شاید اس انتظار میں ہیں کہ وہ یہاں پہنچے اور اسے چھٹی کا دودھ یاد دلا دیں ۔ یا پھر ممکن ہے کسی اہم کام کی تیاری ہو رہی ہو ۔ " دوسرے نے جواب دیا ۔

" بڑا کام کیا ہو سکتا ہے بھلا ؟ " تیسرے نے دخل در معقولات کرتے ہوئے کہا ، " کھون سینگ پر یورش ؟ بزور قوت دریائے چن شا کو پار کرنے کا کام ؟ "

چونکہ کسی کے پاس بھی ان سوالوں کا جواب نہ تھا ، لہذا

سب میرا منہ تکنے لگے ۔

" ابھی تک کوئی حکم نہیں آیا ۔ ہمیں کیا معلوم ؟ " میں نے قصہ ختم کر دیا ۔

سہ پہر تک ساری تیاریاں کم و بیش مکمل ہو گئیں ۔ سپاہی بار بار مجھ سے استفسار کرتے کہ روانگی میں اب کس بات کی دیر ہے ۔ میں خود بھی قدرے بےچینی محسوس کر رہا تھا لہذا ٹہلنے نکل گیا ۔ یہ سوچتے ہوئے کہ ممکن ہے کوئی خبر ہاتھ لگ جائے ۔

یہ خاصا بڑا گاؤں تھا ۔ دو سو سے زیادہ کنبے رہے ہوں گے ۔ پیال کی چھتوں اور بانس کی باڑ والے مکان دھان کے کھیتوں سے گھرے ہوئے تھے ۔ بڑا فرحت بخش منظر تھا ۔ دیہاتیوں کی زندگی قدرے کٹھن تھی تاہم وہ کوئیچو کے لوگوں سے زیادہ خوشحال تھے ۔ ان میں خاصی تعداد اقلیتی قومیتوں کے باشندوں کی تھی ۔ چونکہ کومنتانگ نے ہمارے متعلق جھوٹی افواہیں پھیلا رکھی تھیں ، اس لئے نوجوان غالباً بھاگ کر کہیں جا چھپے تھے اور گاؤں میں صرف بوڑھے اور بچے رہ گئے تھے ۔ ایک پرائمری اسکول کے پھاٹک پر کاغذوں کا انبار لگا ہوا تھا ۔ کاغذ ہوا میں ادھر ادھر اڑ رہے تھے ۔ اور اسی ڈھیر میں مجھے یون نان کا نقشہ پڑا مل گیا جو میں نے لپک کر اٹھا لیا ۔ عموماً سمتوں کے بارے میں ہمارا سارا مدار ہائی کمان یا مقامی گائڈوں پر ہوتا تھا ۔ ایسے میں یہ سادہ سا نقشہ نہ ہونے سے بہتر تھا ۔ نقشہ دیکھ کر میں نے اندازہ لگایا کہ اگر ہمیں شمال کی طرف کوچ جاری رہنا ہے تو دریائے چن شا کو بہر طور پار کرنا ہوگا ۔ وہاں دشمن نے خاصے مضبوط دفاع کا اہتمام کر رکھا ہوگا ۔

اگر ہم نے بزور قوت دریا پار کرنے کی کوشش کی تو یقیناً گھمسان کا رن پڑے گا ۔

واپسی پر میں مرکزی تنظیموں کے ہیڈکوارٹرز کی طرف سے گزرا تو دیکھا کہ لوگ عجلت میں اندر باھر آ جا رہے تھے ۔ غالباً اندر میٹنگ ہو رہی تھی ۔ میں ان میں سے چند ایک سے شناسا تھا لیکن کچھ پوچھنے پچھانے کے لئے موقع مناسب نہ جانا ۔ ویسے لگتا یہی تھا کہ کوچ کے اس مرحلے پر کوئی نیا اور اہم مسئلہ درپیش تھا ۔

تیسرے روز صبح ہمیں معلوم ہوا کہ دشمن سر پر آ پہنچا تھا ۔ پھر بھی پیش قدمی کا کوئی حکم نہیں دیا جا رہا تھا ۔ ہم سخت خلجان میں تھے کہ دوپہر کے وقت اچانک رجمنٹل ہیڈکوارٹرز کی طرف سے ایک قاصد آتا دکھائی دیا ۔ میں نے لپک کر پوچھا :

" کیا رجمنٹل کمانڈر نے ہمیں طلب کیا ہے ؟ "

" آپ کو کیسے اندازہ ہو گیا ؟ " قاصد نے الٹا سوال جڑ دیا ۔

میرا قیافہ درست نکلا تھا ۔ میں نے خوشی سے سیاسی کمیسار لی کا بازو دبوچ لیا اور ہم لمبے لمبے ڈگ بھرتے ہوئے رجمنٹل ہیڈکوارٹرز کی طرف چل دیئے ۔

کمرے میں تل دھرنے کو جگہ نہ تھی ۔ ہمارے رجمنٹل کمانڈر چھن کنگ اور سیاسی کمیسار سونگ ژن چھیونگ کے علاوہ مرکزی تنظیموں کے ذمہ‌دار کامریڈ بھی وھاں موجود تھے ۔ ان ھی میں سے بعضوں کو تو میں جانتا تھا اور کچھ چہرے اجنبی تھے ۔ پورے کمرے میں تمباکو کا دھواں پھیلا ہوا تھا اور میٹنگ ہنوز

جاری تھی ۔ لی اور میں اندر داخل ہوئے تو ہمارے رجمنٹل کمانڈر نے حکم دیا :

"مرکزی کمیٹی نے فیصلہ کیا ہے کہ ہماری فوج دریائے چن شا کو عبور کرنے کے لئے شمال کی طرف بڑھے گی اور ہماری رجمنٹ کو چیاؤ پھینگ گھاٹ پر قبضہ کرنے کی ذمہ‌داری سونپی ہے ۔ ہماری رجمنٹ نے سیکنڈ بٹالین کو ہراول دستے اور آپ کی ففتھ کمپنی کو سب سے پہلے حملہ کرنے والے دستے کی حیثیت سے بھیجنے کا فیصلہ کیا ۔ آپ کا کام یہ ہوگا کہ ہر قیمت پر اور ممکنہ عجلت کے ساتھ گھاٹ پر قبضہ کریں اور اصل قوت کو دریا پار کرتے وقت آڑ مہیا کریں ۔ آپ تیاری مکمل ہوتے ہی روانہ ہو جائیں ! "
انہوں نے کالی وردی میں ملبوس قریب بیٹھے ایک شخص کی طرف اشارہ کرتے ہوئے مزید کہا ، "مرکزی کمیٹی اس فریضے کی انجام دھی میں اعانت کے لئے ایک ورک ٹیم آپ کے ہمراہ بھیج رہی ہے ۔ یہ کامریڈ لی ورک ٹیم کے سربراہ اور ہر معاملے میں انچارج ہوں گے ۔ "

میں نے مسرت سے بےقابو ہو کر کامریڈ لی کا ہاتھ پکڑ لیا اور روانگی کے بارے میں مختصر صلاح مشورے کے بعد اپنی کمپنی میں لوٹ آیا ۔

ہم نے جوانوں کو صورت حال سے آگاہ کیا ۔ وہ ہلکے ہتھیاروں سے مسلح ہوئے ۔ پھر ہم نے پیٹ بھر کے کھانا کھایا اور ایک چھوٹے راستے سے دریا کی سمت روانہ ہو گئے ۔ ڈپٹی بٹالین کمانڈر هو ھائی یوان اور میں ہراول پلاٹون کے پیچھے پیچھے چل رہے تھے جبکہ سیاسی کمیسار اور ورک ٹیم عقبی جمعیت کے ساتھ تھے ۔ دو

دن آرام کرنے سے جوانوں کی ساری کلفت دور ہو چکی تھی اور وہ اس بات پر بےحد خوش تھے کہ انہیں اس کارروائی میں ہراول یونٹ چنا گیا تھا ۔ گو پہاڑی راستہ بہت کٹھن تھا ، بعض مقامات پر کوئی پگڈنڈی تک نہ تھی ، اوپر سے دھوپ اتنی تیز کہ چوٹی سے ایڑی تک پسینہ بہہ رہا تھا ، پھر بھی ہمارا کوئی جوان نہ تو پیچھے رہا اور نہ کوئی حرف شکایت ہی زبان پر لایا ۔ ہم رات بھر کوئی پانچ کلومیٹر فی گھنٹے کی رفتار سے سفر کرتے رہے ۔ پو پھٹے ہم نے دس منٹ کے لئے آرام کیا ، ٹھنڈے پانی سے ٹھنڈے راشن کے چند نوالے نگلے اور پھر ایک ہی ہلے میں چالیس کلومیٹر کا فاصلہ طے کر گئے ۔

ہم نے ایک اونچا پہاڑ عبور کیا اور دریائے چن شا ہم سے کوئی تیس کلومیٹر رہا ہوگا کہ ذرا دم لینے کو بیٹھ گئے ۔ اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ورک ٹیم کے کامریڈ لی اور میں گھاٹ پر قبضہ کرنے کا سوچنے لگے ۔ ہم نے فیصلہ کیا کہ دریا کے کنارے پہنچتے ہی دشمن کے دفاع کو تہس نہس کرکے رکھ دیں گے اور کچھ کشتیاں قبضے میں لے کر بزور قوت دریا پار کریں گے ۔ پھر دوسرے کنارے پر دشمن کو بھگانے یا اس کا صفایا کرنے کے بعد مورچہ بند ہو کر عقبی دستے کا انتظار کریں گے ۔

جب ہم دریا کے کنارے پہنچے تو سورج ڈوب چکا تھا ۔ دور دھندلے دھندلے پہاڑ نظر آ رہے تھے مگر جھٹ پٹے میں چٹانوں اور درختوں کے جھنڈوں میں امتیاز کرنا مشکل تھا ۔ دریائے چن شا خاکستری کپڑے کے تھان کی مانند لگ رہا تھا ۔ پہاڑوں اور دریا

کے بیچوں بیچ روشنیاں یوں جھلملا رہی تھیں ، گویا دشمن کی نگاہیں ہم پر ٹکی ہوں - میں نے اپنے آدمیوں کو حکم دیا :

" ہم دریائے چن شا کے قریب پہنچ چکے ہیں - کارروائی کے لئے تیار رہو ! "

عین اسی لمحے ہراول پلاٹون کا لیڈر تاریکی میں لپکتا ہوا آیا اور گھاٹ پر رونما ہونے والا واقعہ سنانے لگا -

دراصل یون نان میں ہمارے داخلے سے دشمن نے قیافہ لگا لیا تھا کہ ہم ممکنہ طور پر دریائے چن شا کے پار اترنے کی کوشش کریں گے چنانچہ شمالی کنارے کے سیکڑوں کلومیٹر لمبے حصے میں تمام چھوٹے بڑے گھاٹوں پر اس نے حفاظتی نفری تعینات کر دی تھی اور دونوں کناروں کے درمیان آمد و رفت روکنے کی خاطر تمام کشتیاں ہٹا لی تھیں - شمالی کنارے پر چیاؤ پھینگ گھاٹ پر مقیم دشمن دستے اکثر سادہ لباس میں جاسوس جنوبی کنارے پر بھیجتے رہتے تھے - اس روز بھی انہوں نے جاسوس بھیجے ، مگر یہ لوگ شاید افیم کا دم لگانے یا لوگوں سے مال بٹورنے چلے گئے تھے ، کیونکہ جب ہمارا ہراول دستہ وہاں پہنچا تو انہیں لانے والی کشتیاں ہنوز کنارے پر انتظار کر رہی تھیں - ملاح مغالطہ کھا گئے اور ہمارے آدمیوں کو دیکھ کر سرسری انداز میں پوچھا :

" اب واپس چلیں ؟ "

" ہاں ! " ہمارے آدمیوں نے جواب دیا -

اور ساتھ ہی پستولوں کا رخ ملاحوں کے سینوں کی طرف کر کے آگے بڑھے اور کشتیاں قبضے میں لے لیں -

میں رپورٹ سنتے ھی کنارے کی طرف لپکا ۔ پہلے ھم نے ملاحوں کو دلاسا دیا جو خوف سے تھرتھر کانپ رھے تھے ، اور پھر ان سے شمالی کنارے کے احوال دریافت کئے ۔ وھاں ایک چھوٹا سا قصبہ تھا جس میں ابتداً ایک زمیندار کے تیس چالیس گرگے مقامی محصول چنگی پر متعین رھتے تھے ۔ مگر اسی روز باقاعدہ فوج کی ایک کمپنی کمک کے طور پر آ گئی تھی اور اب قصبے کے دائیں کنارے پڑاؤ ڈالے ھوئے تھی ۔ قصبے کے وسط میں ، لب دریا گھاٹ تھا ، جہاں عموماً زمیندار کا ایک آدمی پہرے پر رھتا تھا ، لیکن صورت حال سنگین دیکھ کر حال ھی میں وھاں دو آدمی لگائے جا چکے تھے ۔ گو دشمن جانتا تھا کہ ھم دریا کے پار اترنے کی کوشش کریں گے مگر اس جگہ کچھ زیادہ حفاظتی اقدامات نہیں کئے گئے تھے ۔ شاید اس لئے کہ یہ کوئی بڑا گھاٹ نہ تھا اور نہ ھی دشمن کو یہ توقع تھی کہ ھم اتنی جلدی وھاں آ پہنچیں گے ۔

ڈپٹی بٹالین کمانڈر اور میں نے صورت حال پر مختصر بحث کی اور فوراً دریا عبور کرنے کا فیصلہ کر لیا ۔ ادھر سیاسی کمیسار نے ملاحوں سے بات چیت کے دوران ان پر زور دیا کہ ھماری مدد کریں ۔ ملاح بھی کومنتانگ کے زیر تسلط بےحد ستائے ھوئے لگتے تھے ، لہذا فوراً آمادہ ھو گئے ۔

میں نے فرسٹ اور سیکنڈ پلاٹون کو اپنے ھمراہ دریا پار کرنے کا حکم دیا ۔ ڈپٹی بٹالین کمانڈر ، سیاسی کمیسار اور ورک ٹیم کو جنوبی کنارے پر ھی رھنا تھا ۔ تھرڈ پلاٹون کو ھدایت دی گئی کہ بوقت ضرورت جنوبی کنارے سے ھمیں آڑ دینے کے لئے گولہ باری پر

تیار رہے ۔

تھرڈ پلاٹون حکم کے مطابق کنارے کے ساتھ ساتھ پھیل گئی اور سپاھیوں نے دوسرے کنارے پر قصبے میں روشنیوں کا نشانہ لے لیا ۔ میں فرسٹ اور سیکنڈ پلاٹون کو لے کر بڑی خاموشی کے ساتھ دو کشتیوں میں سوار ھو گیا ، اور انہیں سرگوشیوں میں ھدایات دیتا جا رھا تھا کہ دوسرے کنارے پر اتر کر ، اور ھنگامی صورت حال میں انہیں کیا کرنا ھوگا ۔ اور پھر دونوں کشتیاں آگے پیچھے چل دیں ۔

ھوا سرسرا رھی تھی اور دریا میں بھنور پڑ رہے تھے ۔ تند موجوں میں کشتیاں ڈگمگا رھی تھیں ۔ ھمارے کچھ سپاھی کشتیاں کھینے میں ملاحوں کا ھاتھ بٹانے لگے اور باقی کندھے ملا کر بیٹھ گئے ۔ انہوں نے رائفلیں سینوں سے لگا رکھی تھیں تاکہ پانی کے چھینٹوں سے بھیگ نہ جائیں ۔

کشتیاں دھیرے دھیرے کنارے کے قریب ھو رھی تھیں اور عمارتوں کے خاکے نمایاں ھونے لگے تھے ۔ پھر ھمیں کھڑکیوں کی روشنیاں صاف دکھائی دینے لگیں ، یہاں تک کہ اندر انسانی ھیولے بھی واضح تر ھوتے جا رہے تھے ۔ اب دھیمی دھیمی آوازیں بھی سنائی دینے لگیں ۔ ”چند منٹ کے بعد لڑائی شروع ھو جائے گی ! “ اس خیال کے ساتھ ھی رائفل پر میری گرفت سخت ھو گئی ۔ میری نگاھیں قصبے پر گڑی ھوئی تھیں ۔

آخر کشتیاں گھاٹ سے آ لگیں ۔ میں نے قریب کھڑے دو ساتھیوں کو کہنی سے اشارہ کیا اور وہ رائفلیں تانے کنارے پر

کود کر تیزی سے گھاٹ کی سیڑھیاں چڑھنے لگے - جب وہ اوپر پہنچے تو کسی نے بھاری مقامی لہجے میں پوچھا :

"بڑی دیر میں لوٹے - کیا ھو گیا تھا ؟"

ھمارے دونوں جوانوں نے کوئی جواب نہ دیا -

اور پھر ایک دھیمی سی کرخت آواز سنائی دی ، "ھلو مت !"

میں اپنے آدمیوں کو لے کر اوپر کی طرف بھاگا اور ھم نے دونوں محافظوں کو قابو کر لیا - پوچھ گچھ کے دوران انہوں نے جو کچھ بتایا اس سے ملاحوں کے بیان کی تصدیق ھو گئی - چنانچہ میں نے فرسٹ پلاٹون کو دائیں جانب باقاعدہ فوجیوں پر اور سیکنڈ پلاٹون کو بائیں جانب زمیندار کے گرگوں پر حملے کا حکم دیا اور یہ بھی کہا کہ وہ مجھے لڑائی کی صورت حال سے باخبر رکھیں -

کشتیاں باقی نفری لانے کے لئے واپس چلی گئیں -

منصوبے کے مطابق ھمارے سگنل‌مین نے کچھ خشک بھوسہ اکٹھا کر کے کنارے پر آگ لگا دی - یہ اس بات کا اشارہ تھا کہ ھم دریا پار اتر چکے ھیں - لپکتے شعلوں نے پانی کا رنگ قرمزی کر دیا تھا -

سگنل کا الاؤ روشن ھوتے ھی سڑک پر چند گولیاں چلیں اور پھر خاموشی چھا گئی - ابھی ھم اس سکوت پر حیران ھو رھے تھے کہ دونوں پلاٹونوں سے قاصد رپورٹیں لے کر آ گئے -

ھوا یہ کہ ھماری فرسٹ پلاٹون دشمن کے کمپنی ھیڈکوارٹرز پر پہنچی تو پہریدار نے انہیں للکارا - اس پر ایک قیدی نے ھمارے حکم کی تعمیل میں جواب دیا :

” ہم مقامی دستے کے سپاہی ہیں ۔ “

اور اس سے پیشتر کہ کومنتانگ کا سپاہی مزید سوال کرتا ، ہمارے آدمیوں نے لپک کر اسے گلے سے دبوچ لیا ۔ اس سے اندر کی صورت حال پوچھنے کے بعد ہمارے سپاہی احاطے میں گھس گئے ، ٹھوکر مار کر دھڑ سے دروازہ کھولا اور چلا کر حکم دیا :

” جان چاہتے ہو تو ہتھیار ڈال دو ! “

کمرہ دھویں اور بدبو سے بھرا ہوا تھا اور کومنتانگ کے سپاہی فرش پر لیٹے افیم پی رہے تھے ۔ ہمارے آدمیوں کو سامنے پا کر اور سخت حکم سنتے ہی ان میں بھگدڑ سچ گئی ۔ انہوں نے آہستہ ہاتھ اوپر اٹھائے اور متذبذب لہجے میں بولے :

” آپ لوگوں کو غلط فہمی ہوئی ہے ۔ ہم تو آج ہی یہاں پہنچے ہیں ۔ “

” نہیں ، کوئی غلط فہمی نہیں ہوئی ۔ “ ہمارے ایک سپاہی نے جواب دیا ، ” ہم سرخ فوج کے سپاہی ہیں اور تم لوگوں کا تیاپانچا کرنے آئے ہیں ۔ “

کومنتانگ کے فوجیوں نے بےبس نظروں سے ایک دوسرے کو دیکھا اور باہر احاطے میں آ گئے ، جہاں ہم نے انہیں بنوک سنگین قطاروں میں کھڑا کر دیا ۔ صرف ان کے کمپنی کمانڈر اور کچھ دوسرے افسروں نے ، جو الگ کمرے میں تھے ، چند گولیاں چلائیں اور بھاگ نکلنے میں کامیاب ہو گئے ۔ چونکہ رات کا وقت تھا اور ہم اس علاقے سے نابلد تھے ، لہذا ان کے تعاقب کا خیال ترک کر دیا ۔

کم و بیش اسی قسم کا واقعہ سیکنڈ پلاٹون کے ساتھ بھی پیش

آیا ۔ وہ زمیندار کے دستے کے ہیڈکوارٹرز میں پہنچے اور یوں ظاہر کیا گویا محصول ادا کرنے آئے ہوں ۔ زمیندار کے سپاہی بھی افیم پی رہے تھے یا ما چیانگ کھیلنے میں مگن تھے ۔ چنانچہ ہماری پلاٹون نے ان کے سربراہ سمیت سب کو دھر لیا ۔

خوب ، ہر کام خوش اسلوبی سے ہو رہا تھا ۔ میں نے مسرت بھرے لہجے میں سگنل‌مین کو حکم دیا کہ الاؤ جلا کر دوسرا سگنل دے دے ۔

گھاٹ پر قبضے سے ہمارے ذہنوں کا بہت بڑا بوجھ ہلکا ہو گیا تھا ۔ میں قصبے کی پتھریلی سڑک پر چلنے لگا ، اور مکانوں کے سیاہ ہیولے دیکھ کر دفعتاً میرے حلق میں کانٹے سے پڑنے لگے ، ٹانگیں اکڑ گئیں اور پیٹ میں چوہے دوڑنے لگے ۔ بس یہ جی چاہتا تھا کہ خوب پیٹ بھر کے کھانا کھاؤں اور پاؤں پسار کر سو جاؤں ! میں اگلے قدم کے بارے میں سیاسی کمیسار سے تبادلۂ خیال کا سوچ رہا تھا کہ ڈپٹی بٹالین کمانڈر آ پہنچا اور کہنے لگا :

”رجمنٹل کمانڈر نے حکم دیا ہے کہ گھاٹ پر پوزیشن مستحکم کرنے اور دفاعی سیکٹر کو وسعت دینے کے لئے آپ پہاڑی راستے سے ہوئی لی کی طرف مزید ساڑھے سات کلومیٹر پیش قدمی کریں ۔ وہاں آپ حملے کی صورت میں دشمن کی راہ روک سکتے ہیں ۔ “

ہمارے آدمی فوراً سڑک پر جمع ہو گئے ۔ اگرچہ ہر کوئی پیش قدمی پر تلا کھڑا تھا ، مگر میں جانتا تھا کہ سب کا بھوک اور تھکن سے برا حال ہو رہا ہے ۔ یہ کوئی تعجب کی بات نہ تھی کیونکہ ہم نے ٹھنڈا راشن زہرمار کرتے ہوئے بنا رکے سو کلومیٹر سے

زیادہ کا فاصلہ طے کیا تھا ۔ اس وقت نہ تو کھانا پکانے کی مہلت تھی اور نہ ھی آس پاس کوئی بھٹیار خانہ دکھائی پڑتا تھا ۔ مجبوری تھی ۔ بہرحال ، چلتے چلتے مجھے ایک دکان کا سائن بورڈ نظر آیا ۔ یہ ایک بیکری تھی ۔ میں دروازہ کھول کر دکان میں گھس گیا ۔ اندر گھپ اندھیرا تھا ۔ میں نے مالک کو آوازیں دیں لیکن جواب ندارد ۔ شاید وہ گولیوں کی تڑتڑ سے خوف کھا کر بھاگ نکلا تھا ۔ میں نے دیا جلا کر دیکھا تو شیلفوں پر بہت سی مقامی مٹھائیاں سجی ہوئی تھیں ۔ " آس پاس تو کوئی ھے ھی نہیں ۔ مجھے خود ھی ترازو سنبھالنا ھوگا ۔ " میں نے سوچا ۔ ساری مٹھائی کوئی پندرہ کلوگرام نکلی ۔ ھماری کمپنی میں سو سے اوپر آدمی تھے لہذا کسی کو بھی چند اونس سے زیادہ مٹھائی نہ مل سکی ۔ کچھ ساتھی تو پلک جھپکنے میں مٹھائی نگل گئے ۔

" ارے ، اتنی تھوڑی سی مٹھائی ! زبان پر ابھی ذائقہ بھی محسوس نہ ھوا تھا کہ پیٹ میں اتر گئی ۔ " ایک سپاھی نے شکایت آمیز لہجے میں کہا ۔

" یوں برے برے منہ نہ بناؤ ۔ تمہیں تو اتنی مٹھائی بھی اس لئے مل گئی کہ ھراول دستے میں ھو ۔ " دوسرے نے اسے لتاڑ دیا ۔

ھمارے کوارٹر ماسٹر نے حساب کرکے چند نقرئی ڈالر نکالے ، ایک رقعہ لکھا اور دونوں چیزیں احتیاط سے میز کی دراز میں ڈال دیں ۔ پھر ھم نے دیا بجھایا ، دروازہ بند کیا اور آگے چل دیئے ۔

قصبے سے نکل کر ھم نے بائیں جانب ایک پہاڑی راستہ پکڑا جو ایک گھاٹی کی طرف جاتا تھا ۔ کوئی آٹھ کلومیٹر چلنے کے بعد ھم

ایک خاصے ہموار میدان میں پہنچے اور پڑاؤ ڈال دیا ۔ ہر اسکواڈ نے چند آدمیوں کو ایندھن اکٹھا کرنے ، پانی لا کر ابالنے اور کھانا پکانے کی ذمہ‌داری سونپی اور باقی لوگ رائفلوں کو سینے سے لگائے گہری نیند میں ڈوب گئے ۔

میں جانے کتنی دیر سوتا رہا ، لیکن آنکھ کھلی تو دیکھا کہ ڈپٹی بٹالین کمانڈر مجھے جگا رہا تھا ۔

" کمپنی کمانڈر شیاؤ ، جلدی کیجئے ! " اس نے کہا ، " ہمیں پیش قدمی جاری رکھنی ہو گی ۔ "

میں ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھا اور پوچھا ، " دشمن آ گیا ہے کیا ؟ "

اس نے دور ایک پہاڑی چوٹی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا ، " اسی راستے پر بیس کلومیٹر کا فاصلہ طے کرکے ہم اس چوٹی پر پہنچ جائیں گے ۔ اگر دشمن اس چوٹی پر پہنچ گیا تو ہمارے لئے دشواریاں کھڑی کر دے گا ۔ لہذا رجمنٹ کمانڈر نے حکم دیا ہے کہ اپنے مورچے کو پھیلانے اور گھاٹ پر کنٹرول مستحکم کرنے کی خاطر ہم دن نکلنے سے پہلے پہلے اس چوٹی پر قابض ہو جائیں ۔ "

" ہماری رجمنٹ اور مرکزی تنظیموں کے رہنما کامریڈ ایک دن کے اندر اندر دریا پار کر لیں گے ۔ ایسے میں گھاٹ پر قبضہ برقرار رکھنے کی کیا ضرورت ہے ؟ " میں نے الجھاؤ کے عالم میں پوچھا ۔

اس پر وہ مسکرا دیا ، " بات اتنی معمولی نہیں ۔ ہماری ساری اصل فوج یہاں سے دریا پار کرے گی ۔ "

" کیا ؟ " میں ششدر رہ گیا ، " فرسٹ اور تھرڈ آرمی گروپ ؟ "

" ہاں ، اب منصوبہ یہی ہے ۔" وہ اثبات میں سر ہلاتے ہوئے بولا ۔

ساری باتیں مجھ پر روز روشن کی طرح عیاں ہو چکی تھیں ۔ ہمارے رہنما کاسریڈوں نے روانگی سے قبل عجلت میں میٹنگ کیوں بلائی تھی ؟ نائب چیئرمین چو نے وہ رات بےخواب کیوں گزاری تھی اور ہماری کمپنی کے متعلق اتنے سوال کیوں پوچھے تھے ؟ وہ صرف مرکزی کالم ھی نہیں ، پوری فوج کے دریا پار اترنے کا سامان کر رہے تھے ۔ یہ سوچ کر میرا دل خوشی سے بلیوں اچھلنے لگا لیکن ساتھ ھی ساتھ ان بھاری ذمہ‌داریوں کے احساس نے بھی آن گھیرا جو پوری فوج کا ہراول دستہ ہونے کے ناطے ہماری کمپنی پر عاید ہوتی تھیں ۔ میں نے فوری طور پر تمام پلاٹون لیڈروں کو مطلع کر دیا کہ سپاہی جلدی جلدی کھانا ختم کرکے روانگی کے لئے تیار ہو جائیں ۔

ہم نے سپاھیوں کو جگایا اور فوری روانگی کا سن کر چند ایک کے منہ لٹک گئے ۔ لیکن جب سیاسی کمیسار نے انہیں کام کی نوعیت اور چوٹی پر قبضے کی اہمیت سے آگاہ کیا تو ان کی بشاشت لوٹ آئی ۔

" بیس کلومیٹر اور آگے بڑھو اور چوٹی پر پڑاؤ ڈال دو ! " کسی نے بڑی زندہ دلی سے نعرہ لگایا ۔

" چوٹی پر قبضہ کرو اور پوری فوج کو آڑ دو ! "

" چوٹی پر پہنچو اور فتح کو یقینی بناؤ ! "

سپاھیوں نے جلدی جلدی کھانا حلق سے اتارا اور چلنے کے لئے تیار ہو گئے ۔ کوئی بھی روانگی میں تاخیر کا خواھاں نہ تھا ۔

تھکن سے چور ہونے کے باوجود پو پھٹے ہم چوٹی پر جا پہنچے ۔ یہاں سے پورا پہاڑی سلسلہ اور ہوئی لی تک بل کھاتا راستہ دکھائی

دیتا تھا - ہم نے ھوئی لی سے گھاٹ تک کے راستے کو کنٹرول میں لینے کے لئے راستے کے اطراف کی دو پہاڑیوں پر قبضے کا فیصلہ کیا -

اور ہم پہاڑیوں تک پہنچنے کو تھے کہ ھراول اسکواڈ نے ایک دشمن دستے کی آمد کی اطلاع دی - اس کے کوئی بیس منٹ بعد دشمن کی ایک بڑی جمعیت اوپر آتی دکھائی دی -

ہم اپنی اعلیٰ کمان کی ذھانت کی داد دیئے بغیر نہ رہ سکے - اگر ہم نے رات نیچے گھاٹی ھی میں گزار دی ھوتی تو اب اس مورچے پر قبضہ کرنے کی خاطر ھمیں بھاری قیمت دینی پڑتی -

دشمن کو ھماری تعداد کا کچھ اندازہ نہ تھا لہذا اس نے حملے کی جرأت نہ کی - ہم نے بھی گولہ باری بند رکھی - تین چار بجے سہ پہر ھمیں فورتھ کمپنی اور اسپیشل سروس بٹالین کی ھیوی مشین گن کمپنی آتی دکھائی دیں - یہ کمپنیاں ذرا اور قریب آئیں تو ہم نے دیکھا کہ رجمنٹ کمانڈر چھن کنگ اور سیاسی کمیسار سونگ ژن چھیونگ سب سے آگے چل رہے تھے - وہ بہت خوش دکھائی پڑتے تھے -

" بہت خوب ! " انہوں نے چلا کر کہا -

جب وہ ھمارے مورچوں کا معائنہ کر رہے تھے تو میں نے انہیں دشمن کی کیفیت سے آگاہ کیا -

چند منٹ بعد رجمنٹ کمانڈر نے ھمیں ، فورتھ کمپنی اور ھیوی مشین گن کمپنی کے کادروں کو طلب کیا اور نئی ذمہ‌داریاں سونپ دیں - ھماری کمپنی کو دائیں پہاڑی سے حملہ کر کے اس سمت دشمن کو موت کے گھاٹ اتارنے اور فورتھ کمپنی کو بائیں جانب سے حملہ

کرنے کا حکم دیا گیا ۔ ہیوی مشین گن کمپنی کی چار مشین گنیں ہمیں دونوں پہاڑیوں سے تحفظ دینے کے لئے نصب کر دی گئیں ۔ ہمیں یہ بھی حکم ملا کہ دشمن کو شکست دینے کے بعد تا اطلاع ثانی اس کا تعاقب جاری رکھیں ۔

ہمارے رجمنٹ کمانڈر کے زیر حکم ہیوی مشین گنوں نے فائر کھول دیا ۔ اور جونہی بگل بجا ، ہماری کمپنی نے گولیاں برساتے ہوئے حملہ کر دیا ۔ تھوڑی ہی دیر بعد دشمن افراتفری میں بھاگ نکلا ۔ ہم نے لگ بھگ دس کلومیٹر تک اس کا تعاقب کیا ۔ دشمن کے کچھ سپاہی ہلاک ہوئے ، کچھ یوں زمین پر گرے گویا مر گئے ہوں اور بعض چٹانوں سے لڑھک کر موت کی وادیوں میں جا بسے ۔ ہم ایک گاؤں کی عقبی پہاڑی کے پاس پہنچے تھے کہ ایک گھڑسوار رجمنٹ کمانڈر کا حکم لے کر آ گیا :

” تعاقب ختم کر دو اور جہاں ہو وہیں پڑاؤ ڈال دو ۔“

ہم نے پہاڑی کی ڈھلان پر پڑاؤ ڈال دیا ۔ تب تک ہم واقعی تھکن سے بےحال ہو چکے تھے ۔ ایک بار بیٹھے تو پھر اٹھنے کی ہمت ہی نہ رہی ۔ بہرحال کسی کو بھوک یا پیاس کی شکایت نہ تھی ۔

شام کا جھٹ پٹا پھیل رہا تھا کہ دفعتاً ہمارے سپاہی شور مچاتے اٹھے اور ڈھلان پر دوڑنے لگے ۔ مجھے پہاڑی کے دامن میں ایک یونٹ دکھائی دیا جس کا ہراول دستہ گاؤں کے قریب پہنچ چکا تھا ۔ تاہم اس یونٹ کا عقبی حصہ ابھی نظر نہیں آ رہا تھا ۔ یہ ہمارا تھرڈ آرمی گروپ تھا ۔ ہمارے سپاہی اس کے استقبال میں گلے پھاڑ پھاڑ کر نعرے لگا رہے تھے ۔ لیکن ان کی آواز شاید وہاں تک

پہنچ بھی نہ پا رہی تھی ۔

اگلے روز ہمارے مرکزی کمیٹی کے رہنماؤں اور جنرل اسٹاف کے ارکان نے دریا پار کیا اور اس گاؤں میں مقیم ہوئے جس سے ہم دشمن کا تعاقب کرتے ہوئے گزرے تھے ۔ ہماری پوری رجمنٹ بھی بخریت اس پار اتر چکی تھی ۔ بعض نوواردوں نے ہمیں بتایا کہ فرسٹ آرمی گروپ لونگ چیئے گھاٹ سے دریا عبور نہیں کر سکا تھا کیونکہ وہاں پاٹ بہت چوڑا تھا اور دشمن کے طیارے نیچی پروازیں کر کے گولیاں برسا سکتے تھے ۔ ادھر تھرڈ آرمی گروپ بھی تند دھارے کے سبب ھونگ من گھاٹ سے دریا پار نہ کر سکا ، لہذا دونوں آرمی گروپوں نے بھی چیاؤ پھینگ گھاٹ سے دریا عبور کیا تھا ۔ تھرڈ آرمی گروپ دریا پار کرنے کے بعد بائیں سمت ھوئی لی کی طرف بڑھ گیا تھا ۔

ای قومیت کے لوگوں کا سرخ فوج سے لگاؤ

ارسوشیا

مارچ ۱۹۳۴ء میں ، جب یوئے سوئی کاؤنٹی میں آباد ای قومیت اور مفلوک الحال ہان لوگوں کے لئے رجعت پسند کومنتانگ حکومت اور فوج کی جابرانہ حکمرانی اور استحصال ناقابل برداشت ہوئے تو ہم نے تین اضلاع ہائی تھانگ ، وانگ چیا تھانگ اور پاؤ آن میں بیک وقت علم بغاوت بلند کر دیا ۔ ہمارے چار ہزار سے زائد آدمیوں نے کومنتانگ فوج کی تین کمپنیوں کا صفایا کرکے تین دن تک کاؤنٹی قصبے کا محاصرہ کئے رکھا ۔ لیکن جب ہم نے قصبے کا دفاع توڑ دیا تو شی چھانگ سے دشمن کی کمک آ پہنچی اور ہم شکست کھا کر کاؤنٹی کے مشرقی حصے میں پہاڑی جنگل میں پسپا ہو گئے اور سال بھر تک شکاریوں کی سی کٹھن زندگی گزارتے رہے ۔

مئی ۱۹۳۵ء میں سرخ فوج کی آمد کے متعلق افواہیں چل نکلیں ۔ کچھ لوگوں کا کہنا تھا کہ سرخ فوج کومنتانگ اور زمینداروں سے بدلہ لے گی اور غریبوں کی مدد کرے گی لیکن اکثر لوگ اسے قاتلوں اور آتشزنوں کا گروہ قرار دیتے تھے ۔ آیا وہ

مصور : فان چهنگ

واقعی غریبوں کی خاطر کومنتانگ سے نبردآزما فوج تھی ؟ یہ جاننے کا ہمارے پاس کوئی وسیلہ نہ تھا اور آخر ہم نے حقیقت حال معلوم کرنے کی خاطر تین آدمی بھیجنے کا فیصلہ کیا ۔

ان تین آدمیوں نے واپس آ کر بتایا کہ کومنتانگ فوج قصبے سے ہٹائی جا چکی ہے ، دولتمند کنبے بھی بھاگ گئے ہیں اور سرخ فوج واقعی آنے والی ہے ۔ کومنتانگ کے مقامی عہدیدار قصبے کے باسیوں کو بھاگنے پر اکسا رہے ہیں اور ان کا کہنا ہے کہ سرخ فوج " ہر شے کو مشترکہ ملکیت " بنا دے گی ۔ انہوں نے سرخ فوج کے بارے میں کچھ پوچھنے پچھانے کی ممانعت کر رکھی ہے ۔ قصبے کے کچھ باشندے حقائق سے لاعلمی کی بنا پر بھاگ چکے ہیں۔

اس ساری صورت حال کے باوجود ہمیں سرخ فوج کے بارے میں کچھ علم نہ تھا ۔ ہم زیادہ سے زیادہ قیاس آرائیاں ہی کر سکتے تھے ۔ تاہم ایک بات واضح ہو گئی کہ سرخ فوج کومنتانگ سے نبردآزما تھی ۔ ورنہ وہ جابر اور قاتل دم دبا کر کیوں بھاگ نکلتے ؟ رہی " ہر شے کو مشترکہ ملکیت بنانے " کی بات تو اس کا ہمیں کوئی تردد نہ تھا کہ ہم پہلے ہی تہی دامن تھے ۔ مزیدبرآں ، ایک سال تک جنگلوں میں وحشیوں کی سی زندگی بتانے کے بعد ہم کومنتانگ کے خلاف لڑائی میں سرخ فوج کی مدد کرنا چاہتے تھے تاکہ اپنے گھروں کو لوٹ سکیں ، چنانچہ ہم پہاڑوں سے اتر کر قصبے میں آ گئے ۔

یوئیے سوئی لٹ پٹ چکا تھا ۔ جن لوگوں نے کومنتانگ اور زمینداروں کی مخالفت کی تھی ان کے مکان تباہ کر دیئے گئے تھے ۔

فوجیوں نے بھاگنے سے قبل قصبے میں خوب لوٹ مار مچائی تھی ۔ بہت سے مکان جلے ہوئے تھے اور دروازے چوپٹ کھلے تھے ۔ سنسان گلیوں میں طرح طرح کا ملبہ بکھرا پڑا تھا ۔ قصبے کے جو باسی خوش قسمتی سے لوٹ مار میں بچ نکلے ، وہ دروازے اور کھڑکیاں بند کرکے گھروں میں چھپے بیٹھے تھے ۔

ایک صبح ہم ایک دکاندار سے سرخ فوج کا اتہ پتہ پوچھ رہے تھے کہ اچانک دور سے گھوڑوں کی ٹاپیں سنائی دیں ۔ ہم نے باھر جھانک کر دیکھا تو پانچ نوجوان گھڑسوار آ رہے تھے ۔ انہوں نے سیاہ وردیاں اور سرخ ستارے والی آٹھ گوشیہ ٹوپیاں پہن رکھی تھیں ۔ ان کے پاؤں میں گھاس کے جوتے تھے ۔ ہر ایک کے کندھے پر رائفل اور کمر میں کارتوسوں کی پیٹی تھی ۔

وہ ھمیں دیکھتے ھی گھوڑوں سے اتر آئے ۔

" دوستو ، " انہوں نے مسکرا کر ھماری طرف بڑھتے ہوئے کہا ، " آپ لوگوں کو سخت مصائب سے گزرنا پڑا ہے ۔ "

ہم اول اول تو جھجکے لیکن پھر مسکراہٹ بھرے چہرے دیکھ کر ان سے ملنے نکل آئے ۔

" بھائیو اور بہنو ، ھم سے ڈرو نہیں ۔ ھم سرخ فوج کے سپاھی ھیں اور تمام قومیتوں کے عوام کی خاطر کومنتانگ رجعت پسند فوجوں کو تباہ و برباد کرنے کا عزم لے کر نکلے ھیں ۔ " وہ گویا ہوئے ۔

" سرخ فوج ! " ھم نے متجسس لہجے میں کہا اور فوراً انہیں گھیرے میں لے لیا ۔ ھاتھوں میں ھاتھ لئے ، وہ ھمارے اونی چوغے اور سروں پر سینڈیاں دیکھ رہے تھے تو ھماری نظریں ان کی ٹوپیوں

کے سرخ ستاروں پر ٹکی ہوئی تھیں -

" ہم نے سنا ہے کہ یہاں کے لوگوں ، خاص کر ہمارے ای بھائیوں (یہ پہلا موقع تھا کہ کسی نے ہمیں بھائی کہا تھا !) پر کومنتانگ رجعت پسندوں نے کڑا ظلم روا رکھا ہے - دشمن نے بھاگنے سے پہلے آپ لوگوں کو خوفزدہ کرنے کی خاطر ضرور افواہیں پھیلائی ہوں گی - آپ لوگ حسب معمول اپنا کام کاج جاری رکھیں - ہماری فوج چند دن یہاں قیام کرے گی - اور ہم یہ ضمانت دیتے ہیں کہ آپ لوگوں کو کوئی نقصان نہیں اٹھانا پڑے گا - "

انہوں نے مسکراتے ہوئے ہم سے پھر ہاتھ ملائے اور ایک ہجوم کے جلو میں ، جو ان کی آمد کی خبر سن کر اکٹھا ہو گیا تھا ، قصبے کے دیگر لوگوں سے ملنے آگے چلے گئے -

آہستہ آہستہ بازار میں دکانیں کھلنے لگیں - سرخ فوج کے آنے کی خبر سارے قصبے میں پھیل چکی تھی -

سہ‌پہر میں ، دلوں کو گرما دینے والے جنگی نغموں کے ساتھ سرخ فوج کا ایک دستہ قصبے میں داخل ہوا تو لوگوں نے سڑک کے دو رویہ کھڑے ہو کر تالیاں بجاتے ہوئے ان کا خیرمقدم کیا - سرخ فوج کے کچھ جانباز سویلین کپڑوں میں تھے ، مگر سب کے سب تازہ دم اور چاق و چوبند لگتے تھے اور چلتے ہوئے مسکرا مسکرا کر اور ہاتھ ہلا ہلا کر تالیوں کا جواب دے رہے تھے - نقار خانے کے برآمدے میں پہنچ کر وہ آرام کرنے بیٹھے تو متجسس ہجوم نے انہیں گھیرے میں لے لیا - کچھ سپاہیوں نے ہم سے باتیں شروع کر دیں اور کچھ بچوں کے ساتھ کھیلنے میں لگ گئے - دھیرے

دھیرے ھجوم بڑھتا چلا گیا اور آخر ایک سپاھی جس کی پیٹی سے پستول لٹک رھا تھا ، سیڑھی پر چڑھ کر ھجوم سے خطاب کرنے لگا :

" ھم وطن بھائیو اور بہنو ! ھم چینی مزدوروں اور کسانوں کی سرخ فوج سے تعلق رکھتے ھیں جس کی قیادت چینی کمیونسٹ پارٹی کر رھی ھے - ھم بھی تمھاری طرح غریب تھے اور رجعت پسند حکام ، زمینداروں اور سرمایہداروں کے ظلم کی چکی تلے پس رھے تھے - جب ظلم برداشت نہ ھو سکا تو ھم سرخ فوج میں شامل ھو گئے - جب تک ھم کومنتانگ رجعت پسندوں کا تختہ الٹ کر پورے چین کو نجات نہیں دلائیں گے ، کوئی شخص امن چین سے زندگی بسر نہیں کر سکے گا - اس وقت جاپانی سامراجی ھمارے ملک پر حملہآور ھیں اور چیانگ کائی شیک ان کی مزاحمت کرنے سے انکاری ھے - وطن کو بچانے کی خاطر ھم جاپانیوں سے لڑنے کے لئے شمال کی طرف جا رھے ھیں - مادر وطن سے محبت رکھنے والی تمام قومیتوں سے ھمارے جو بھائی سرخ فوج میں شامل ھونا چاھیں ، ھم ان کا خیر مقدم کریں گے - "

ھجوم میں ایک ھلچل پیدا ھو گئی - " فوج میں شمولیت " ، " رجعت پسندوں سے مقابلہ " اور " جاپانی سامراجیوں سے لڑائی " ھمارے لئے بالکل نئی باتیں تھیں -

میں نے جب یہ سنا کہ وہ واقعی کومنتانگ سے نبردآزما ھیں تو عالم ھیجان میں فوراً سرخ فوج میں شامل ھونے کو تیار ھو گیا ، لیکن پھر سوچا کہ اس فیصلے سے پہلے کچھ مزید غور کر لینا مناسب رھے گا -

" ارے دیکھو ، سرخ فوج قیدخانے کا دروازہ کھولنے جا رہی ہے ۔ چلو ادھر چلیں ! "

لوگ شور مچاتے قصبے کے سرکاری دفاتر کی طرف دوڑ پڑے ۔ میں نے بھی ادھر ہی کا رخ کیا تو دیکھا کہ وہاں تل دھرنے کو جگہ نہ تھی ۔ بڑے ہال اور قید خانے کے مقابل احاطے میں آگ کے الاؤ بھڑک رہے تھے اور سپاہی ، جن کے چہرے حدت سے سرخ تھے ، کوسنتانگ کی سرکاری دستاویزات کے پلندے نذر آتش کر رہے تھے ۔ ہم چہروں پر شادمانی لئے یہ منظر دیکھنے لگے ۔ چاروں طرف نعرے بلند ہو رہے تھے ، " سرخ فوج زندہ باد ! "

سرخ فوج کے تنومند سپاہیوں کی ایک ٹکڑی بڑا سا شہتیر اٹھا کر قید خانے کے اونچے ، ہیبت‌ناک پھاٹک پر جا پہنچی اور ایک ہی ہلے میں پھاٹک دھماکے سے زمین پر آ رہا ۔

" سرخ فوج زندہ باد ! سرخ فوج زندہ باد ! " لوگ نعرے لگانے لگے ۔

میں جذبات سے بےقابو ہو کر ہجوم میں راستہ بناتا ہوا قید خانے کی طرف بڑھا ۔ اندر گھپ اندھیرا تھا ۔ دلخراش ماحول میں صرف بیڑیوں کی جھنکار تھی یا ناقابل برداشت کراہت‌آمیز بدبو ۔ سرخ فوج کے سپاہی ، ہر بات سے بےنیاز ہو کر ، مشعلیں اور ہتھوڑے لئے اندر گھس گئے ۔ وہ با آواز بلند کہتے جا رہے تھے :

" بھائیو ، تمہارا یہ عذاب اب ختم ہونے کو ہے ! ہم سرخ فوج کے سپاہی تمہیں نجات دلانے آئے ہیں ! "

میں سپاہیوں کے پیچھے پیچھے تھا ۔ اف ، کسقدر ڈراؤنا منظر

تھا ! قیدی هڈیوں کے پنجر بنے ، لمبے بکھرے بال لئے ، کیچڑ اور بدبودار پانی میں ننگے پڑے ہوتے تھے - کسی نے اگر بہت زیادہ ستر پوشی کر رکھی تھی تو اس کے کولہوں کے گرد بوسیدہ کپڑا لپٹا ہوا تھا - وہ بھاری ہتھکڑیوں اور بیڑیوں میں تھے - سرخ فوج کے سپاهیوں نے بڑی احتیاط سے زنجیریں کاٹیں اور انہیں باهر تازہ ہوا میں لے آئے - ہم میں سے بھی کئی لوگوں نے هاتھ بٹایا - کل دو سو قیدی برآمد ہوئے اور سب کے سب همارے ای بھائی تھے - ان میں سے کئی قبائلی سردار تھے - کچھ تو چھ چھ سات سات سال اور بعض دس سال سے زیادہ عرصے سے جیل میں سڑ رہے تھے - بہت سے ایسے تھے جنہیں شدید اذیتیں دی گئی تھیں - اور ان کے " جرائم " کیا تھے ؟ انہوں نے " ای کو ای سے لڑانے " کی کومنتانگ پالیسی پر عمل نہیں کیا تھا ، دوسرے قبائل سے تعلق رکھنے والے اپنے بھائی بندوں کو هلاک کرنے یا " قواعد " کے مطابق کومنتانگ حکام کو نوجوان لڑکیاں فراهم کرنے سے انکاری رہے تھے ، یا پھر لامحدود کمرتوڑ ٹیکس ادا نہیں کر سکے تھے - کومنتانگ نے لوگوں کو هراساں کرنے کے لئے " باری " کا نظام رائج کر رکھا تھا - اگر کوئی قبائلی سردار کسی مذکورہ " جرم " کا مرتکب ثابت ہوتا تو اسے طویل المیعاد سزائے قید سنائی جاتی ، اور اس کے جانشینوں ، بیٹوں اور پوتوں تک کو باری باری قید کا کچھ حصہ کاٹنا پڑتا - دراصل یہ هر اعتبار سے سزائے موت هی تھی کیونکہ وہ قید خانے هی میں مر جاتا یا پھر رهائی کے بعد اذیتوں اور قید و بند کی صعوبتوں کے اثرات جان لیوا ثابت ہوتے - یوں کئی قبائلی سرداروں کے کنبے موت کے

منہ میں جا چکے تھے ۔

زندہ بچ نکلنے والوں کی دردناک کیفیت دیکھ کر اور عقوبتوں کی تاب نہ لاتے ہوئے سوت کے جبڑوں میں چلے جانے والوں کے بارے میں سن کر ، ان کے عزیز و اقارب جو وہاں موجود تھے ، بری طرح رونے اور بین کرنے لگے ۔ مرنے والوں کے لواحقین سرخ فوج کے سپاھیوں سے التجائیں کرنے لگے کہ وہ ان کے پیاروں کا انتقام لیں ۔ اس پر سپاھیوں نے پرنم آنکھوں سے جواب دیا ، " بھائیو اور بہنو ، ہم آپ کے اعتماد کو ٹھیس نہیں پہنچائیں گے اور کوسنتانگ سے ان تمام لوگوں کا انتقام لیں گے جنہوں نے اس کے ھاتھوں مصائب اٹھائے ھیں ۔ "

میں غم و غصے کے عالم میں بےساختہ چلا اٹھا ، " میں کوسنتانگ سے لڑنے کے لئے سرخ فوج میں شامل ھوں گا ! "

میری اس اچانک پکار سے دکھ بھری فضا بدل گئی اور یکے بعد دیگرے کئی اور آوازیں بلند ھوئیں ، " ھم بھی کوسنتانگ سے لڑنے کے لئے سرخ فوج میں شامل ھوں گے ! "

اس پر سپاھیوں نے تالیاں بجا کر ھمارا خیر مقدم کیا ۔

عین اسی وقت کئی سپاھی دوائیاں ، کھانے پینے کا سامان ، کپڑے کے تھان اور چاندی اور تانبے کے سکوں سے بھری ٹوکریاں اٹھائے آ گئے ۔ انہوں نے رھائی پانے والے قیدیوں کو کپڑے پہننے میں مدد دی اور کھانا کھلایا تو ھجوم کی نگاھوں سے ممنونیت جھلک رھی تھی ۔ ھر قیدی کو کپڑے کا ایک ایک تھان اور چاندی کے ایک ایک درجن سکے دیئے گئے ۔ اس کے بعد سپاھیوں نے زخمیوں

کی مرہم پٹی کی ۔

" پیارے بھائیو اور بہنو ! " پستول والا سپاہی پھر مجمع سے خطاب کرنے لگا ۔ اس کا چہرہ بھرا بھرا تھا ، بھویں سیاہ اور گھنی اور آواز میں لطافت تھی ۔ " رجعت پسند کومنتانگ حکام اور زمینداروں نے یہ سب چیزیں محنت کش عوام سے بٹوری تھیں ۔ اب ہم یہ چیزیں آپ لوگوں میں تقسیم کر دیں گے تاکہ آپ کی کچھ مشکلات دور ہو جائیں اور پیداوار بڑھے ۔ کل ہم اناج گھر کو کھولیں گے ۔ آپ بوریاں وغیرہ لے کر آئیں اور ان لوگوں کو بھی مطلع کر دیں جو آج یہاں موجود نہیں ۔ یہ اناج آپ لوگوں نے اگایا تھا اور اس پر صرف آپ ہی کا حق ہے ! "

اس کی تقریر پر ایک مرتبہ پھر نعرے گونج اٹھے ، "سرخ فوج کا بہت بہت شکریہ ! سرخ فوج زندہ باد ! "

آخر مجھے معلوم ہو گیا کہ وہ مقرر سیاسی کمیسار لیو چی چھون تھے ۔ وہ ہمیں کمپنی ہیڈکوارٹرز میں درمیانے قد کے ایک شخص کے پاس لے گئے ۔

" یہ تین کامریڈ آپ کے اسکواڈ میں رہیں گے ۔ " انہوں نے ہم تین آدمیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اس شخص سے کہا ، " ان کا اچھی طرح خیال رکھنا ۔ یہ ہمارے ای کامریڈ ہیں ۔ " پھر ہم سے مخاطب ہوا ، " گھبرانا نہیں ، " اور ساتھ ہی اس شخص کا تعارف کرتے ہوئے بولا ، " یہ تمہارے اسکواڈ لیڈر کامریڈ حہ شیانگ ژونگ ہیں ۔ " اور اس کے بعد وہ باقی رضاکاروں کو ساتھ لے کر آگے بڑھ گئے ۔

تین دن بعد فوج نے رخت سفر باندھا تو سارا قصبہ ھمیں رخصت کرنے کے لئے دوڑ آیا ۔ لوگ اپنے ساتھ گوشت اور شراب کے تحفے لائے تھے ۔ وہ مصر تھے کہ سپاھی تحفے قبول کر لیں اور سپاھی یہ کہتے ہوئے معذرت خواہ تھے کہ " ہم لڑنے جا رہے ھیں ، اتنی چیزیں ساتھ نہیں لے جا سکتے ۔" اتنے میں کچھ اور لوگ الوداع کہنے کے لئے تحفوں کے ساتھ آ پہنچے ، وہ راستے کے دونوں رویہ کھڑے تھے ، ان میں بوڑھے اور عورتیں زیادہ تھیں ۔ ان کی آنکھوں میں تشکر کے آنسو اور ھاتھوں میں شراب کے پیالے تھے ۔

" سرخ فوج نے ان چند دنوں میں ھمارے لئے اتنا کچھ کیا ، " وہ کہہ رہے تھے ، " مگر جاتے سمے آپ لوگ ایک پیالہ شراب بھی قبول کرنے سے گریزاں ھیں ۔ یہ کیسے ھو سکتا ھے ؟ "

آخر ھمارے کمانڈر نے حکم دیا کہ سپاھی ذرا سی شراب چکھ کر ان کا دل رکھ لیں ۔

اتنی دیر میں تلواریں ، نیزے اور لاٹھیاں لئے ایک ھجوم وارد ھو گیا اور فوج میں بھرتی کا تقاضا کرنے لگا ۔ ھم نے ان میں سے ۳۰۰ تنومند نوجوانوں کو منتخب کیا اور باقی لوگوں سے واپس جانے کی التجائیں کرنے لگے ، پھر بھی جب ھم ھائی تھانگ کے لئے روانہ ہوئے تو ان میں سے کئی ھمارے پیچھے پیچھے چلے آئے ۔

دو دن بعد جب ھم ھائی تھانگ کے قریب پہنچ چکے تھے ، ھمیں اطلاع ملی کہ وھاں کے باسیوں نے " تحفظ امن کور " کی دو کمپنیوں سمیت کومنتانگ کے کاؤنٹی سربراہ اور کاؤنٹی پارٹی شاخ کے کچھ عہدیداروں کو ، جو یوئے سوئی سے بھاگ رہے

تھے ، گھیر رکھا ہے ، اور وہ ہمارے انتظار میں ہیں کہ وہاں پہنچ کر ان کا صفایا کریں ۔

ہم ھائی تھانگ پہنچے تو چہار سو طرح طرح کے ہتھیاروں سے لیس اپنے ای بھائی نظر آئے ۔ وہ اپنے چوغے لہرا لہرا کر ہمارا استقبال کر رہے تھے ۔ دشمن نے کچی دیواروں اور قلعہ‌بندیوں کے پیچھے مورچے سنبھال رکھے تھے اور سخت مزاحمت کر رہا تھا ۔ گولیوں کی بوچھاڑ جاری تھی ۔ اچانک میں نے دیکھا کہ ایک کومنتانگ سپاھی رائفل دوبارہ بھرنے کے بعد ہمارے اسکواڈ لیڈر کا نشانہ لے رہا ہے ۔ میں نے رائفل سنبھال کر گولی چلا دی اور وہ سپاھی دیوار کے پیچھے ڈھیر ہو گیا ۔ گولی کی آواز سن کر اسکواڈ لیڈر چونک کر مڑا اور مجھے دیکھ کر مسکرا دیا ۔ وہ صورت حال کو سمجھ گیا اور کچھ کہے بغیر باقی سپاھیوں کے ہمراہ دشمن پر ٹوٹ پڑا ۔ کومنتانگ کا کاؤنٹی سربراہ اور کاؤنٹی پارٹی شاخ کے چار لیڈر گرفتار کر لئے گئے ۔ ”تحفظ امن کور“ کی دونوں کمپنیاں قصبے سے فرار ہونے میں کامیاب ہو گئیں تو ای لوگوں نے ان پر حملہ کیا ۔ کلہاڑے ، چاقو اور ترشول لئے انہوں نے چاروں طرف سے دشمن پر یلغار کر دی ۔ دونوں کمپنیاں پیچھے ہٹیں تو وہاں ہم موجود تھے ۔ تھوڑی ھی دیر میں انہیں تہس نہس کر کے رکھ دیا گیا ۔

اگلے دن سورج نکلنے سے پہلے ہم تا شو پاؤ کے لئے روانہ ہوئے تو راستے بھر مرد ، عورتیں ، جوان ، بوڑھے ہمارے گرد اکٹھے ہوتے گئے ۔ تا شو پاؤ سے ہمیں دریائے تا تو عبور کرنا تھا ۔ یہ دیکھ کر مقامی لوگ بھی ہمارے ساتھ دریا پار کرنے پر تل گئے ۔

ہم نے انہیں بہت سمجھایا اور درجن بھر چست ای بھائیوں کو بطور گائڈ ساتھ لینے کے بعد باقیوں سے وعدہ لیا کہ وہ ہمیں رخصت کرکے گھر واپس چلے جائیں گے ۔ لیکن دریا کے کنارے پہنچ کر دیکھا تو دشمن ساری کشتیاں تباہ کر چکا تھا ۔ اسی رات مقامی لوگ بہت سی لکڑی کاٹ لائے اور ہمارے لئے درجنوں بیڑے تیار کر دیئے ۔

علی‌الصباح جب ہم دریا پار کرنے لگے تو ای لوگوں کا ایک ہجوم کنارے پر اکٹھا ہو گیا ۔ ان کی پلکوں پر آنسو لرز رہے تھے ۔

" لوٹ کر ضرور آنا ! " انہوں نے بیک آواز چلا کر کہا ۔

اور جب ہمارے آخری آدمی بھی بیڑے پر سوار ہو گئے تو وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دیئے ۔

" خداحافظ ، بھائیو ! ہم ضرور لوٹ کر آئیں گے ! " ہم نے اپنے بیڑوں سے ہاتھ ہلاتے ہوئے کہا ۔

" جلدی ... لوٹ ... کے آنا ! " ان کی اداس اداس آوازیں فضا میں تیرنے لگیں ۔

ہم دوسرے کنارے پر جا اترے ۔ " ہم ضرور لوٹ کر آئیں گے ! جلدی آئیں گے ! " یہ ہمارے دل کی صدا تھی ۔

کوہ لیانگ شان کلاں کے اس پار

شیاؤ ہوا

۱۹۳۵ء کے موسم بہار میں شمالی یون نان میں متلاطم دریائے چن شا کامیابی سے عبور کرنے کے بعد مرکزی سرخ فوج برق رفتاری کے ساتھ صوبہ شیکھانگ کی طرف بڑھی ۔ شمال کی جانب اس سفر میں سرخ فوج نے شی چھانگ ، یوئے سوئی اور میئن نینگ کاؤنٹیوں پر قبضہ کیا ۔ سیچھوان کے جنگی سرداروں کی فوج نے راستہ روکنے کی کوشش کی تو اسے پہلے ھی معرکے میں تہس نہس کر دیا گیا اور وہ تتربتر ہو گئی ۔

تاھم ، سرخ فوج ھنوز بڑی نازک پوزیشن میں تھی ۔ کومنتانگ فوج تیزی سے ھمارا تعاقب کرتی ھوئی دریائے چن شا پر پہنچ چکی تھی ، جبکہ کومنتانگ فوج کا ایک حصہ دریائے تا تو کی طرف بڑھ رھا تھا ۔ اس کا مقصد ھماری فوجوں میں رابطہ منقطع کرنا تھا ۔ جلد از جلد دریائے تا تو پار نہ کرنے کی صورت میں سرخ فوج کو مغرب کی طرف مڑ کر سیچھوان ۔ شیکھانگ سرحدی علاقے میں جانا پڑتا جہاں حالات اور بھی دگرگوں تھے ۔ لہذا تا ممکن عجلت

کے ساتھ دریائے تا تو عبور کرنا ناگزیر ہو چکا تھا ۔ یہ بھاری ذمہ داری کئی دستوں کو سونپی گئی ۔ دریا کے دوسرے کنارے فو لین کے مقام پر دشمن کو الجھانے اور اس کی توجہ ہٹانے کی غرض سے سیکنڈ ڈویژن کی ففتھ رجمنٹ کے ایک سیکشن اور آرمی گروپ ہیڈ کوارٹرز کی اسپیشل سروس کمپنی کو زو چھیوان کی کمان میں یوئے سوئی سے دریائے تا تو کے کنارے تا شو پاؤ تک جانا تھا ۔ فرسٹ ڈویژن کی فرسٹ رجمنٹ اور انجنیر کمپنی پر مشتمل ایک ہراول دستے کو لیو پو چھنگ اور نیئے ژونگ چن کی زیر کمان دریا کے بالائی حصے میں آن شون چھانگ گھاٹ پر قبضہ کرنا تھا ۔ اس طرح مرکزی سرخ فوج کی اصل قوت کے لئے آڑ میں رہتے ہوئے دریا پار کرنا آسان ہو جاتا ۔ مجھے ایک ورک ٹیم کا انچارج بنا کر ہراول دستے میں شامل کر دیا گیا ۔ ہمارا کام سپاھیوں میں سیاسی کام اور کوچ کے راستے پر مقامی لوگوں میں پروپیگنڈا کرنا تھا ۔

میئن نینگ اور دریائے تا تو کے درمیان لیانگ شان کلاں کا علاقہ پڑتا ہے جہاں جنوب مغربی چین کی ایک اقلیت ای قومیت کے لوگ آباد ھیں ۔ یہ ایک پسماندہ علاقہ تھا کیونکہ ای لوگ ہنوز غلام معاشرے میں تھے ۔ مختلف قبائل کے درمیان مسلح تصادم روزمرہ کا معمول تھا ۔ سبب یہ تھا کہ بردہ دار زمین ، غلاموں اور مویشیوں کے معاملے میں بےحد حریص واقع ہوئے تھے ۔ چالاک ھان تاجر بھی لین دین میں دیانت‌دار اور سادہ لوح ای لوگوں کو خوب لوٹتے کھسوٹتے اور فریب دیتے ۔ اس پر طرہ یہ کہ کومنتانگ جنگی سردار ای قومیت کے خلاف متواتر " تعزیری " مہمیں بھیجتے

رهتے اور ان پر سخت مصائب توڑتے ۔ ان احوال کی بنا پر ای قومیت کے لوگ هان لوگوں سے بدظن هو چکے تھے اور سخت دشمنی اور عصبیت کی فضا قائم تھی ۔ لہذا ، ای لوگ اپنے علاقے میں هان "سرکاری فوجوں" کے داخلے کے سخت مخالف تھے ۔ اور سرخ فوج کی حقیقت پر آسانی سے یقین کر لینا ان کے لئے بہت مشکل تھا ۔

ایسے حالات میں. تو همارے لئے یه سہل نه تھا که ان علاقوں سے امن و امان کے ساتھ گزر جاتے ۔ مگر وقت کا تقاضا یہی تھا ۔ اس دشواری پر قابو پانے کے لئے همارے پاس ایک هی هتھیار تھا اور وہ تھا اقلیتی قومیتوں کے بارے میں پارٹی کی پالیسی ۔ همیں ای لوگوں کو سمجھا بجھا کر اپنے ساتھ ملانا تھا ۔

هراول دستے نے ای لوگوں کے رسم و رواج کے بارے میں تحقیق کی اور سپاهیوں کو اقلیتی قومیتوں سے متعلق پارٹی کی پالیسی سے اچھی طرح روشناس کرایا ۔ همیں ایک مترجم بھی مل گیا جس کی مدد سے هم ای سرداروں سے مذاکرات کر سکتے تھے ۔

ساری تیاریاں مکمل کرنے کے بعد همارا هراول دسته ۲۲ مئی کو صبح سویرے ای علاقے میں داخل هوا ۔ تنگ ، بل کھاتے پہاڑی راستے پر چلتے هوئے هم نے دیکھا که پہاڑوں کی چوٹیاں آسمان سے باتیں کر رهی تھیں ، وادیوں میں سرسبز جنگل تھے ، زمین شاداب جنگلی پودوں اور درختوں سے گرنے والے پتوں کی دبیز ته سے ڈھکی هوئی تھی ۔ کھڑی چٹانوں پر ، جن کے بیچوں بیچ پرشور ندیاں بہه رهی تھیں ، لکڑی کے اتنے تنگ پل تھے که انہیں پار کرنا دشوار تھا ۔ موسم کا کوئی اعتبار نه تھا ۔ دیکھتے دیکھتے بادل امڈ آتے

اور بونداباندی شروع ہو جاتی ۔ ملیریا عام تھا ۔

ہمیں ای علاقے میں داخل ہوئے زیادہ دیر نہ بیتی تھی کہ پہاڑی ڈھلانوں پر ہزاروں افراد نمودار ہو گئے ۔ وہ دیسی شاٹ گنیں ، نیزے اور لاٹھیاں لہرا لہرا کر چلا رہے تھے اور جنگلوں میں ادھر ادھر بھاگے پھر رہے تھے ۔ لگتا تھا گویا سرخ فوج کا راستہ روکنے کی کوشش میں ہوں ۔ ہم نے اچانک حملے سے بچنے کے لئے اپنی صفوں کا پھیلاؤ کم کر دیا اور محتاط انداز میں چلنے لگے ۔

ہم ای علاقے میں کوئی پندرہ کلومیٹر اندر کومازی کے مقام پر پہنچے تو ایک بڑے ہجوم نے راستہ روک لیا ۔ وہ ایسی زبان بول رہے تھے جو ہمارے لئے اجنبی تھی ۔ تاہم ان کی حرکات اور چہروں کے تاثرات سے عیاں تھا کہ اگر ہم نے جبراً آگے بڑھنے کی کوشش کی تو مسلح تصادم ہو جائے گا ۔ عین اسی لمحے عقب سے ایسی خبر ملی جس نے کشیدگی میں اضافہ کر دیا ۔ ہماری انجنیر کمپنی پر ، جو اصل فوج سے کوئی ۱۰۰ میٹر پیچھے چل رہی تھی ، ای لوگوں نے حملہ کر دیا تھا اور ہمارے ان غیر مسلح ساتھیوں سے سارا ساز و سامان چھین کر لے گئے تھے ۔ بہرحال ، انہوں نے ہمیں نقصان پہنچانے سے گریز کیا اور ہماری انجنیر کمپنی مجبوراً ای علاقے سے پسپا ہو کر واپس اسی جگہ چلی گئی جہاں سے روانہ ہوئی تھی ۔

ہمارے ہراول دستے کے رکتے ہی ای لوگ چاروں طرف سے آ کر ہمارے گرد اکٹھے ہو گئے ۔ ہم نے مترجم سے کہا کہ انہیں بتائے کہ سرخ فوج کومنتانگ سے بالکل مختلف ہے اور اس کا واحد

مقصد ای علاقے سے گزر کر شمال کی طرف بڑھنا ہے ۔ وہ کسی ای باشندے کو لوٹے گی نہ ہلاک کرے گی ، اور ان کے علاقے میں رات بھر کے لئے بھی نہیں رہے گی ۔ لیکن ان ساری وضاحتوں کے باوجود وہ لوگ بازو اور ہتھیار لہرا لہرا کر کہتے رہے،" ہم نہیں گزرنے دیں گے ! " ابھی یہ تکرار جاری تھی کہ سامنے چھوٹی سی وادی میں گرد کا بادل اٹھا اور کالے خچر پر سوار ایک دراز قد ، ادھیڑ شخص آتا دکھائی دیا ۔ اس کے ہمراہ کئی اور لوگ تھے ۔ اس کی رنگت ہلکی سانولی اور کندھوں پر سوتی چوغہ لہرا رہا تھا ۔ وہ جب ذرا قریب پہنچا تو ہجوم پرسکون ہو گیا ۔ مجھے مترجم نے بتایا کہ وہ شخص مقامی ای قبیلے کے سردار شیاؤ یہہ تان کا چچا تھا ۔

میں نے قبیلے کے اس بزرگ سے بات چیت کر کے مسئلے کا حل ڈھونڈنے کو بہتر جانا اور جب مترجم کے ذریعے کہلوایا کہ سرخ فوج کا کمانڈر اس سے گفتگو کرنا چاہتا ہے ، تو وہ فوراً رضامند ہو گیا ۔ وہ کود کر خچر سے اترا اور ہجوم کو اشارے سے منتشر کر دیا ۔

میں نے اسے بتایا کہ سرخ فوج مظلوموں کی خاطر لڑ رہی ہے اور شمال کی طرف جانے کے لئے ای علاقے میں داخل ہوئی ہے ، اور ہم مقامی لوگوں کو کوئی نقصان نہیں پہنچائیں گے ۔ مجھے یہ علم تھا کہ ای لوگ بھائی چارے کا بڑا احترام کرتے ہیں ، لہذا یہ بھی کہا کہ کمانڈر لیو پو چھنگ جو ایک بڑی فوج کی کمان کرتے ہوئے اُن کے علاقے سے گزرنے والے ہیں ، ای سردار کے منہ بولے بھائی بننا چاہتے ہیں ۔

ای بزرگ میری، باتیں تو سن رہا تھا مگر اس کی آنکھوں میں شکوک و شبہات عیاں تھے ۔ تاہم جب اس نے نظم و ضبط کی پابند سرخ فوج پر ایک نظر ڈالی اور لوٹ مار اور قتل و غارت کے ایسے کوئی آثار نہ پائے جو کومنتانگ "سرکاری فوج" کا خاصہ تھے تو اس کے شبہات جاتے رہے ۔ منہ بولا بھائی بننے کی بات سن کر اس کے چہرے پر مسکراہٹ پھیل گئی اور رضامندی کا اظہار کر دیا ۔ اصل صورت حال یہ تھی کہ اس وقت وہاں دو ای قبیلے کوچی اور لوھونگ باہم دست و گریبان تھے ۔ کوچی قبیلے کا سردار شیاؤ یہہ تان سرخ فوج سے اتحاد کرکے لو ہونگ کو شکست دینے میں مدد حاصل کرنا چاہتا تھا ، جبکہ ہم ای قومیت کے سب لوگوں سے اتحاد قائم کرکے راہ کی مشکلات دور کرنے کے خواہاں تھے ۔ اظہار خلوص کے طور پر ہم نے اسے ایک پستول اور کئی رائفلیں تحفے میں دیں اور اس نے اپنا کالا خچر ہمیں دے دیا ۔

یوں بات چیت کامیاب رہی اور جب میں کامریڈ لیو پو چھنگ اور نیئے ژونگ چن کو رپورٹ دینے پہنچا تو وہ ہنوز سرخ فوج اور ای لوگوں کے درمیان ممکنہ تصادم کے اندیشے میں مبتلا تھے ۔ اگر ہراول دستہ ای لوگوں سے کسی سمجھوتے میں ناکام رہتا تو سرخ فوج کے لئے امن و امان کے ساتھ وہاں سے گزرنا ناممکن ہو جاتا ۔ ہر کوئی پرامن حل ڈھونڈنے کی تگ و دو میں لگا ہوا تھا ۔ اور جب میں نے کامیاب مذاکرات کی خبر دی تو ان کے چہرے کھل اٹھے ۔ کمانڈر لیو پو چھنگ فوراً گھوڑے پر سوار ہوئے اور شیاؤ یہہ تان سے ملنے چل دیئے ۔ شیاؤ یہہ تان اور دیگر ای سردار ان کا

خیر مقدم کرنے کے لئے لپک کر آگے بڑھے ۔ جب میں کمانڈر لیو پو چھنگ کا تعارف کرایا تو شیاؤ یہہ تان تعظیماً گھٹنوں کے بل جھک گیا ۔ کمانڈر لیو گھوڑے سے اترے ، بڑی محبت سے اسے اٹھایا اور سرخ فوج کی آمد کا مقصد بتایا اور منہ بولا بھائی بننے کی خواہش کا اظہار کیا ۔ انہوں نے یہ بھی وعدہ کیا کہ کومنتانگ رجعت پسندوں کا تختہ الٹنے کے بعد سرخ فوج ای لوگوں کو رجعت پسندانہ مقامی استحصال سے نجات دلانے اور پرمسرت زندگی کے حصول میں مدد دے گی ۔

منہ بولا بھائی بننے کی رسم بڑی سادہ تھی ۔ ایک خوبصورت مرغا اور صاف پانی کے دو پیالے لائے گئے ۔ پھر مرغے کی چونچ توڑ کر خون کے قطرے دونوں پیالوں میں ٹپکائے گئے ۔

تقریب ایک چھوٹی سی پہاڑی وادی میں جھیل کے کنارے منعقد ہوئی ۔ جھیل کے شفاف پانی میں قرب و جوار کی سرسبز پہاڑیوں کے دلکش منظر کا عکس جھلملا رہا تھا ۔ پانی بہار کی ہوا میں ہلکورے لے رہا تھا اور دھیمی موجیں کنارے کے پتھروں سے سر ٹکرا رہی تھیں ۔ یوں لگتا تھا گویا اس یادگار واقعہ کے لئے قصیدہ خواں ہوں ۔

کمانڈر لیو ، شیاؤ یہہ تان اور اس کا چچا جھیل کے کنارے پہنچے اور پانی کے پیالوں کے سامنے زمین پر گھٹنوں کے بل بیٹھ گئے ۔

نیلا آسمان اور شفاف جھیل اس تقریب کے لئے قربان گاہ اور چین کی مختلف قومیتوں کے مابین بھائی چارے کی مخلصانہ

خواهش کی مثل تھے ۔

کمانڈر لیو نے ایک پیالہ ہاتھوں میں لے کر حلف اٹھایا ، " اوپر آسمان اور نیچے دھرتی کو گواہ بناتے ہوئے میں ، لیو پو چھنگ آج سے شیاؤ یہہ تان کا منہ بولا بھائی ہوں . . . " اور خون آلود پانی غٹاغٹ پی گئے ۔ شیاؤ یہہ تان اور اس کے چچا نے اسی طرح دوسرا پیالہ پیا اور تقریب ختم ہو گئی ۔

غروب آفتاب کے بعد شفق نے جھیل کے پانی کو قرمزی رنگ میں رنگ دیا تھا ۔ ماحول میں دوستی اور اتحاد کی مہک رچی ہوئی تھی ۔ کوہ لیانگ شان کلاں کی طرف سے آنے والی سرد ہوا کے باوجود ہر کوئی عجیب سی حدت محسوس کر رہا تھا ۔

وقت خاصا بیت چکا تھا اور سرخ فوج کے لئے ممکن نہ تھا کہ رات ڈھلے تک ای علاقے سے گزر جاتی ، لہذا ہراول دستے کی کمان نے ۱۰ کلومیٹر پیچھے جا کر ھان علاقے تا چھیاؤ میں پڑاؤ ڈالنے کا فیصلہ کیا ۔ ہم نے شیاؤ یہہ تان اور اس کے چچا کو اپنے ھاں معزز مہمانوں کی حیثیت سے مدعو کر لیا ۔ ہمیں علم تھا کہ ای لوگ شراب کے بےحد رسیا ہوتے ہیں ۔ لہذا ہم گاؤں سے ساری شراب خرید لائے ، لیکن بلا نوشی کے باوجود ہمارے مہمان ہلکے سرور ہی میں رہے ۔

علی‌الصباح شیاؤ یہہ تان واپس چلا گیا اور اپنے چچا کو بطور گائڈ ہمارے پاس چھوڑ دیا ۔ اتحاد کی خبر پہلے ہی چاروں طرف پھیل چکی تھی ۔ ای لوگوں کو سرخ فوج کی نیک نیتی پر یقین آ چکا تھا اور اب وہ اس سے خوفزدہ نہ تھے ۔ شک شبہ کرنے یا راہ روکنے کی

بجائے اب وہ راستے کے دونوں طرف کھڑے ہو کر سرخ فوج کے لمبے کالموں کو مارچ کرتے دیکھ رہے تھے - سرخ فوج نے ہمیشہ کی طرح سخت نظم و ضبط کا اظہار کیا اور مقامی لوگوں کو معمولی سی تکلیف پہنچائے بغیر ۵۰ کلومیٹر کا سفر کرکے ای علاقے سے نکلے تو شام اتر آئی تھی -

سرخ فوج کو ای علاقے سے نکل کر پہلے ھان گاؤں چھا لو چیئے پہنچے زیادہ دیر نہ ہوئی تھی کہ مقامی زمینداروں کے مسلح دستوں کے ایک حصے سے مڈبھیڑ ہو گئی - رات کے اندھیرے میں ان ٹھگوں نے جو ھان اور ای علاقوں کی سرحد پر لوٹ مار کرکے لوگوں کو عذاب میں مبتلا رکھتے تھے ، سرخ فوج کو کومنتانگ فوج سمجھا - انہوں نے نہ کبھی سرخ فوج کو دیکھا تھا اور نہ ھی اپنی "سرکاری فوج" سے واقف تھے - چھا لو چیئے کا نمبردار ، جو ایک مریل سا افیمچی تھا ، اپنے محافظوں کے ھمراہ سرخ فوج کے خیر مقدم کو آ گیا -

ھم نے صورت حال سے فائدہ اٹھانے کی خاطر اپنے آپ کو کومنتانگ فوج ظاھر کیا اور جیسا بھیس بھی ممکن ھوا ، پھر کر گاؤں میں جا پہنچے -

کومنتانگ کے گھامڑ علاقائی سربراہ نے ھماری خوب آؤبھگت کی - ضیافت کے دوران وہ آگے راستے اور آن شون چھانگ میں دشمن کی صورت حال کے متعلق بتاتا رھا - یہ اطلاعات ھمارے لئے بڑی اھمیت کی حامل تھیں کہ آن شون چھانگ میں صرف ایک کشتی تھی جو رات کے وقت جنوبی کنارے پر اور دن میں دوسرے کنارے

پر رہتی تھی ۔ ہمیں احساس ہو گیا کہ دشمن پر اچانک حملہ کر کے کشتی قبضے میں لئے بغیر ہم دریائے تا تو پار نہ کر سکیں گے ۔ یہ ساری معلومات حاصل کرنے کے بعد ہم نے ان ظالموں کو نہتا کر کے رسیوں سے جکڑ دیا ۔

ہم نے دن بھر کے سفر میں صرف ایک بار کھانا کھایا تھا اور تھکن سے چور ہو چکے تھے ۔ لیکن دم لینے کا موقع نہ تھا ۔ وقت سے آگے نکلنے اور نئی فتوحات حاصل کرنے کے لئے سرخ فوج رات کے اندھیرے میں دریائے تا تو کی طرف بڑھتی چلی گئی ۔

ہم نے دریائے تا تو بزور قوت عبور کیا

یانگ تہہ چی

ایک پرشکوہ سہم

مئی ۱۹۳۵ء میں دریائے چن شا عبور کرنے کے بعد مزدوروں اور کسانوں کی سرخ فوج ہوئی لی ، تہہ چھانگ اور لو کو سے گزرتی ہوئی میئن نینگ پہنچی ۔ ہمارے فرسٹ آرمی گروپ کے فرسٹ ڈویژن کی فرسٹ رجمنٹ کو دریائے تا تو عبور کرنے میں ہراول دستے کے فرائض سونپے گئے تھے اور قیادت مستحکم کرنے کی خاطر لیو پو چھنگ اور نیئے ژونگ چن کو ہراول دستے میں بالترتیب کمانڈر اور سیاسی کمیسار کی حیثیت سے بھیجا گیا تھا ۔ انجنیر اور توپ خانے کی کمپنیاں فرسٹ رجمنٹ کے ماتحت تھیں جس کی کمان میں کر رہا تھا ۔

حکم ملنے پر ہم بارش کے باوجود ایک گاؤں سے روانہ ہو گئے جو دریا سے ۸۰ کلومیٹر سے زیادہ فاصلے پر تھا ۔

ہم بڑی نازک پوزیشن میں تھے ۔ چو ہون یوان ، شیوئے یوئے

مصور : فو لين

اور وو چھی وی کی کمان میں لاکھوں کومنتانگ فوجیں ہمارے تعاقب میں تھیں اور سیچھوان کے جنگی سرداروں لیو شیانگ اور لیو ون ھوئی کے "ترکتاز دستے" دریائے تا تو کے تمام گھاٹوں پر پہرہ دے رہے تھے۔ چیانگ کائی شیک دعویٰ کر چکا تھا کہ کمیونسٹوں کے پیچھے دریائے چن شا اور سامنے دریائے تا تو ہے جبکہ دونوں طرف کومنتانگ فوجیں ھیں۔ اگر ان کے پر بھی نکل آئیں تو وہ بچ نہیں سکیں گے۔ اس کی برابر خوش فہمی تھی کہ "سرخ فوج کا انجام بھی شی تا کھائی جیسا ہوگا۔"

ایک دن اور ایک رات کی مسلسل مسافت کے بعد ھم آن شون چھانگ سے چند کلومیٹر کے فاصلے پر ایک پہاڑی ڈھلان پر رک گئے۔ یہاں سے دریائے تا تو کی طوفانی موجوں کا شور صاف سنائی دیتا تھا۔ برستے پانی میں ۷۰ کلومیٹر کے سفر نے ھمارے سپاھیوں کو تھکن سے بےحال کر دیا تھا، چنانچہ پڑاؤ ڈالتے ھی وہ گہری نیند میں ڈوب گئے۔ رات کے دس بج چکے تھے۔ میں صورت حال معلوم کرنے کی خاطر کچھ مقامی لوگوں کو تلاش کر لایا۔

انہوں نے جو معلومات بہم پہنچائیں وہ ھمارے مخبروں کی اطلاعات کے عین مطابق تھیں۔ آن شون چھانگ سو سے زیادہ کنبوں پر مشتمل چھوٹا سا قصبہ تھا۔ وھاں سرخ فوج کو دریا کے پار اترنے سے روکنے کے لئے دشمن نے دو کمپنیاں تعینات کر رکھی تھیں۔ دشمن نے صرف ایک کشتی اپنے استعمال کے لئے رکھی تھی اور باقی سب ھٹا دی تھیں یا ان کے پیندوں میں چھید کر دیئے تھے۔ دوسرے کنارے دشمن کی ایک رجمنٹ مقیم تھی جس کی اصل

قوت گھاٹ سے ساڑھے سات کلومیٹر دور زیریں علاقے میں تعینات تھی ۔ تین نام نہاد " ریڑھ کی ھڈی" رجمنٹیں بالائی جانب لو تینگ کے قصبے کا دفاع کر رھی تھیں ، جبکہ مزید زیریں جانب سیچھوان کے جنگی سردار یانگ سن کی دو رجمنٹیں مقیم تھیں ۔ ھمارے لئے دریائے تا تو پار کرنے کا واحد راستہ یہ تھا کہ آن شون چھانگ اور وھاں موجود واحد کشتی پر قبضہ کر لیں ۔

اتنے میں کمانڈ ھیڈکوارٹرز سے حکم آیا : آج رات آن شون چھانگ میں دشمن پر شب خون مارو اور کشتی قبضے میں لے کر بزور قوت دریا پار کرو ۔ کمانڈر لیو پو چھنگ اور سیاسی کمیسار نیئے ژونگ چن نے ھمیں خصوصی ھدایات دیں : "سرخ فوج کے دسیوں ھزار سپاھیوں کی زندگیوں کا دار و مدار آپ کے دریا عبور کرنے پر ھے ۔ آپ کو یہ فریضہ انجام دینے اور پوری فوج کے لئے فتح کی راہ استوار کرنے کی خاطر ھر مشکل کا مقابلہ کرنا ھوگا ۔"

" ھماری فوج شی تا کھائی کی نہیں ، کمیونسٹ پارٹی اور چیئرمین ماؤ کی زیر قیادت مزدوروں اور کسانوں کی سرخ فوج ھے ۔ ھم تمام دشمنوں اور تمام قدرتی رکاوٹوں پر فتح پانے کی ھمت رکھتے ھیں ۔ ھم دریائے تا تو کے مقام پر چینی انقلاب کی تاریخ میں ایک زریں باب رقم کریں گے ۔" یہ رجمنٹ کے سیاسی کمیسار لی لین کا عہد تھا ۔

فتح کا پیش خیمہ

سپاھیوں کو سوتے سے جگایا گیا اور ہم ھلکی بارش اور تاریکی میں سوئے منزل چل دیئے ۔

ہم نے اپنے دستوں کو بانٹ دیا تھا ۔ سیاسی کمیسار لی کی قیادت میں سیکنڈ بٹالین کو دریا کے زیریں حصے میں جھوٹ موٹ حملہ کرنے بھیجا گیا جس کا مقصد دوسرے کنارے پر دشمن رجمنٹ کی اصل قوت کو دھوکا دینا تھا ۔ میری کمان میں فرسٹ بٹالین کو آن شون چھانگ پر قبضہ کرکے دریا پار کرنے کا فرض سونپا گیا اور تھرڈ بٹالین کمانڈ ھیڈکوارٹرز کی حفاظت کے لئے چھوڑ دی گئی ۔

ہم گھپ اندھیرے میں کیچڑ آلود راستوں پر کوئی چھ کلومیٹر کا فاصلہ طے کرکے آن شون چھانگ کے قریب پہنچے اور پھر میں نے فرسٹ بٹالین کو تین گروپوں میں تقسیم کرکے مختلف راستوں سے پیش قدمی کا حکم دیا ۔

آن شون چھانگ میں تعینات دشمن نے خواب میں بھی نہ سوچا تھا کہ سرخ فوج اتنی عجلت میں اس کے سر پر آ پہنچے گی ۔ ان کے خیال میں ہم اقلیتی قومیتوں کے علاقے ھائی زی پیئن ھی سے روانہ نہیں ھوئے تھے ، لہذا وہ مزے سے سستا رہا تھا ۔

”تم لوگ کس یونٹ سے آئے ھو ؟“ دشمن کے پہریدار نے ہمارے ہراول دستے کو للکارا ۔

" ہم سرخ فوج سے آئے ہیں ۔ ہتھیار ڈال دو تو تماری جان بخش دی جائے گی ! " یہ کہتے ہوئے ہمارے سپاہی دشمن پر ٹوٹ پڑے ۔

دشمن نے فائرنگ شروع کی تو ہم نے بھی چاروں طرف سے گولیوں کی بوچھاڑ کر دی اور ہماری شدید گولہ باری میں دریا کا شور اور دشمن کا غل غپاڑہ دب کر رہ گیا ۔ شروع میں تو دشمن نے خاصی مزاحمت کی لیکن جب بہت سے ہلاک یا گرفتار ہو گئے تو باقی دم دبا کر بھاگ نکلے ۔ ہم نے آدھے گھنٹے کے اندر دو کمپنیوں کا صفایا کر دیا تھا ۔

لڑائی ابھی جاری تھی کہ میں چلتا ہوا سڑک کے کنارے ایک جھونپڑے کے پاس پہنچ گیا ۔ " کون ؟ " کسی نے چلا کر کہا ۔ میرا اردلی سمجھ گیا کہ وہ کوئی دشمن ہے ، لہذا رائفل چھتیاتے ہوئے جواباً دھاڑ اٹھا : " ہلو مت ! ہتھیار ڈال دو ! " دشمن کے سپاہیوں کو ہماری تعداد کا اندازہ نہ ہو سکا اور انہوں نے ہتھیار پھینک دیئے ۔ پتہ یہ چلا کہ کشتی ان سپاہیوں کے چارج میں تھی ۔ میں نے اپنے اردلی سے کہا کہ انہیں فرسٹ بٹالین میں لے جائے ، جس کا کام کشتی پر قبضہ کرنا تھا ۔

فرسٹ بٹالین نے خاصی دشواری کے بعد بالآخر وہاں موجود واحد کشتی پر قبضہ کر لیا ، جس سے ہماری دریا پار کرنے کی امیدیں وابستہ تھیں ۔

آن شون چھانگ پر قبضے کے بعد میں دریا کے کنارے پر چلا گیا ۔ اس کے دونوں کناروں پر کھڑی چٹانیں تھیں اور یہاں پاٹ

کوئی تین سو میٹر اور گہرائی بارہ میٹر تھی ۔ تند موجیں چٹانوں سے آ کر ٹکراتیں تو ہوا میں پھوار سی بکھر جاتی ۔ اس وقت دریا پار کرنا خارج از بحث تھا کیونکہ نہ کوئی ملاح موجود تھا اور نہ ہم تیار تھے ۔ میں نے مزید ہدایات کے لئے ہائی کمان سے رابطہ قائم کیا اور خود دریا پار کرنے کی تیاریوں میں لگ گیا ۔

دریا کیسے پار ہوگا ؟ یہ سوال میرے ذہن پر ہتھوڑوں کی طرح برس رہا تھا ۔ تیر کر دریا پار کرنے کا خیال ناممکن لگا کیونکہ دھارا بےحد تیز تھا ۔ پانی میں بھنور پڑ رہے تھے جو کسی بھی تیراک کو آسانی سے نگل سکتے تھے ۔

اور پل باندھنا تو بالکل ہی ناممکنات میں سے تھا کہ پانی کا بہاؤ چار میٹر فی سیکنڈ تھا ۔ واحد راستہ جو سجھائی دیا وہ یہ تھا کہ کشتی کے ذریعے دریا عبور کیا جائے ۔ میں نے فرسٹ بٹالین کے کمانڈر سون چی شیئن کو ملاح ڈھونڈنے کا حکم دیا ۔

اس نے ملاحوں کی تلاش میں آدمی دوڑا دیئے ۔ پہلے ایک ملا ، پھر دوسرا اور صبح ہوتے ہوتے درجن بھر ملاح ڈھونڈ کر لائے جا چکے تھے ۔

سترہ ہیرو

بارش تھم گئی ۔ نیلے آسمان پر سفید بادلوں کے پرے اٹھلانے لگے اور پانی گرجتا ، بل کھاتا کھڑی چٹانوں کے بیچ بہتا رہا ۔ دن

کا اجالا پھیلا تو دریا کی ہیبت کچھ اور بڑھ گئی - میں نے دوربین سے دوسرے کنارے کا جائزہ لیا تو ہر شے صاف دکھائی دے رہی تھی - گھاٹ سے کوئی آدھ کلومیٹر دور چار پانچ مکانوں پر مشتمل چھوٹا سا گاؤں تھا جس کے گرد تین چار فٹ اونچی باڑھ تھی - گھاٹ کے قریب ھی سیاہ چٹانوں میں گھرے کچھ مورچے تھے - میں نے اندازہ لگا لیا کہ دشمن کی اصل قوت گاؤں میں گھات لگائے بیٹھی تھی تاکہ جب ھمارا ھراول دستہ دریا پار اترے تو حملہ کرکے اسے دریا میں دھکیل دے -

"جو پہلے وار کرے گا ، برتری اسی کو حاصل ھوگی - "
یہی میرا فیصلہ تھا -

میں نے توپ خانے کی کمپنی کو حکم دیا کہ تین مارٹر اور متعدد بھاری مشین گنیں موافق پوزیشنوں پر نصب کر دیں - ساتھ ھی ساتھ ھلکی مشین گنیں اور نشانہ باز بھی آڑ میں لب دریا مورچوں پر پہنچ گئے -

ھم گولہ باری کے لئے تیار ھو گئے مگر دریا پار کرنے کا مسئلہ ھنوز الجھا ھوا تھا - کشتی صرف ایک ھی تھی - جری اور ثابت قدم مجاھدوں پر مشتمل حملہآور ٹیم ترتیب دینا ناگزیر ھو چکا تھا - میں نے فرسٹ بٹالین کے کمانڈر کو اس ٹیم کے لئے آدمی چننے کی ھدایت کی -

ھمارے سپاھیوں کو پتہ چلا تو انہوں نے بٹالین کمانڈر کو گھیر لیا - ھر کوئی ٹیم میں شامل ھونے پر تلا کھڑا تھا - بٹالین کمانڈر سون چی شیئن کے لئے انہیں یہ سمجھانا دشوار ھو گیا کہ

سب لوگ ٹیم میں شامل نہیں کئے جائیں گے ۔

" اب کیا کریں ؟ " اس نے مجھ سے دریافت کیا ۔

مجھے بیک وقت احساس مسرت اور تفکرات نے آ گھیرا ۔ خوشی اس کی بات تھی کہ ہمارے سپاہی نڈر تھے اور فکر یہ کہ اس وجہ سے تاخیر ہو رہی تھی ۔

" یہ فیصلہ تم خود کرو ۔" میں نے سون کو جواب دے دیا ۔

اس نے سیکنڈ کمپنی کے حق میں فیصلہ دیا اور وہ لوگ چناؤ کے لئے ہماری کمان پوسٹ کے سامنے جمع ہو گئے ۔

" کمپنی کمانڈر شیونگ شانگ لین ، سیکنڈ پلاٹون لیڈر زنگ ہوئی مینگ ، تھرڈ اسکواڈ لیڈر لیو چھانگ فا ، ڈپٹی اسکواڈ لیڈر چانگ کھہ پیاؤ ، فورتھ اسکواڈ لیڈر کو شی چھانگ ، ڈپٹی اسکواڈ لیڈر چنگ چھنگ چھیو ، سپاہی چانگ کوئی چھنگ ، شیاؤ ھان یاؤ . . . "

سولہ نام پکارے گئے اور سب کے سب ایک ایک قدم آگے بڑھ کر قطار میں کھڑے ہو گئے ۔ وہ سیکنڈ کمپنی کے توانا ، عمدہ اور پختہ عزم رکھنے والے کادر اور سپاہی تھے ۔

دفعتاً ایک اور سپاہی صفیں چیرتا ہوا بٹالین کمانڈر کے سامنے آ کھڑا ہوا اور چلانے لگا ، " میں بھی جاؤں گا ! ضرور جاؤں گا ! " یہ سیکنڈ کمپنی کا اردلی تھا ۔

بٹالین کمانڈر سون نے میری طرف دیکھا اور میں نے جذبات سے مغلوب ہو کر اثبات میں سر ہلا دیا ۔ " ٹھیک ہے ۔ " سون نے اردلی سے کہا تو اس کا چہرہ دمک اٹھا ۔

یوں سترہ ہیرو یکجا ہو گئے ۔ وہ ایک ایک تیغے ، ٹامی گن ، پستول ، نصف درجن دستی بموں اور کچھ اوزاروں سے لیس ہوئے اور شیونگ شانگ لین نے ان کی کمان سنبھال لی ۔

دریا کے پار

فیصلہ کن لمحہ آن پہنچا ۔ شیونگ شانگ لین اور اس کے ساتھی کشتی میں سوار ہو گئے ۔

"کامریڈو ، سرخ فوج کے ہزارہا سپاہیوں کی زندگیوں کا دار و مدار تم پر ہے ۔ پورے استقلال سے دریا پار کرو اور دشمن کا صفایا کر دو ۔"

تالیوں کی گونج میں کشتی دوسرے کنارے کی طرف روانہ ہو گئی ۔

دشمن نے گھبرا کر فائر کھول دیا ۔

" جوابی فائر کرو ! " میں نے توپ خانے کو حکم دیا ۔

ہمارا مشاق نشانہ باز چاؤ چانگ چھنگ پہلے ہی دشمن کی قلعہ بندیوں کا نشانہ لئے تیار بیٹھا تھا ۔ اس نے گولیوں کی دو ہی بوچھاڑوں میں دشمن کا ایک مورچہ اڑا دیا ۔ ہماری دوسری مشین گنیں اور رائفلیں بھی آگ برسانے لگیں ۔ ادھر ملاح پوری تندھی سے کشتی کھے رہے تھے ۔

کشتی طوفانی موجوں کے تھپیڑے کھاتی آگے بڑھ رہی تھی ۔ اس کے دائیں بائیں ، آگے پیچھے پانی میں گولے پھٹ رہے تھے ۔

ہم سب کی نگاہیں اپنے مجاہدوں پر جمی ہوئی تھیں ۔

اچانک کشتی کے پہلو میں ایک گولہ آن کر پھٹا تو زبردست لہر کے سبب وہ بری طرح ڈولنے لگی ۔ میرا دل دھک سے رہ گیا ۔ بہرحال کشتی کچھ دیر ڈولنے اور ڈگمگانے کے بعد پھر رواں ہو گئی ۔

کشتی چونکہ تیزی سے دوسرے کنارے کے قریب ہوتی جا رہی تھی لہٰذا دشمن نے اپنی ساری گولہ باری اس پر مرتکز کر دی ۔ اچانک میں نے دوربین سے دیکھا کہ کشتی میں سوار ہمارا ایک ساتھی بازو پکڑ کر بیٹھ گیا ۔

" جانے اس کا زخم کتنا شدید ہے ؟ " میں ابھی اس فکر میں گھل رہا تھا کہ کشتی دھارے کے ساتھ تیزی سے ایک بڑی چٹان کی طرف بڑھنے لگی ۔ ملاح کشتی کو چٹان کی زد سے نکالنے کی تگ و دو کرنے لگے ۔ کشتی کے پہلوؤں میں پانی کی سفید لہریں اچھل رہی تھیں ، اگر کشتی دھارے کے ساتھ بہتی گئی تو بھنور میں پھنس جائے گی اور یقیناً الٹ جائے گی ۔

" کشتی کو دھکیل کر چٹان کی زد سے نکالو ! " میں بےساختہ چلا اٹھا اور ساتھ ہی کنارے پر کھڑے دوسرے جانباز انہیں شہ دینے لگے ۔

چار ملاح تیز دھارے میں کود پڑے ۔ انہوں نے کندھوں اور پیٹھوں سے کشتی کو سنبھالا جب کہ چار اور ملاح پوری قوت سے اسے کھیتے رہے اور بالآخر چٹان کی زد سے نکال لائے ۔

کشتی کنارے کے قریب تر ہو رہی تھی اور جب کنارہ کوئی

پانچ چھ میٹر دور رہ گیا تو ھمارے جانباز ، گولیوں کی بارش سے بےنیاز ، کنارے پر اترنے کے لئے تیار ھو گئے -

یہ دیکھ کر دشمن کے سپاھی مورچوں سے باھر نکل آئے - غالباً وہ کنارے پر ھی ھمارے جانبازوں کا صفایا کر دینا چاھتے تھے -

" فائر ! " میں نے حکم دیا -

" دھن ! دھن ! " چاؤ چانگ چھنگ کے مارٹر کے دو گولے عین دشمن کی صفوں کے درمیان پھٹے ، پھر مشین گنوں کے منہ کھل گئے اور دشمن کے سپاھی دائیں بائیں گرنے لگے -

" فائر ! ان کو مزا چکھا دو ! " دشمن افراتفری میں تتربتر ھو گیا -

" فائر کی رینج بڑھا دو ! " میں نے دوبارہ حکم دیا -

ھماری مشین گنوں نے ایک اور باڑ ماری اور کشتی بھاری گولہ باری کی آڑ میں کنارے جا لگی - سترہ ھیرو لپک کر اترے اور ٹامی گنوں اور دستی بموں سے حملہ کرکے گھاٹ کے مورچوں پر قبضہ کر لیا -

بہرحال دشمن نے ھار نہ مانی اور ابھی ھمیں اپنی پوزیشن مضبوط کرنے کی مہلت نہ ملی تھی کہ اس نے ھمارے جانبازوں کو دریا میں دھکیلنے کے لئے جوابی حملہ کر دیا - ھماری مشین گنوں اور رائفلوں کے دھانے ایک بار پھر کھل گئے - دھویں میں دشمن سپاھی گر رہے تھے - ھمارے سترہ جانبازوں نے تیغے نکال کر دست بدست لڑائی شروع کر دی - سترہ تیغے دائیں بائیں چمک رہے

تھے ۔ آخر سیچھوان کے جنگی سرداروں کے افیمی سپاھی شمال میں پہاڑوں کی جانب پسپا ہو گئے ۔ گھاٹ پر ھمارا مکمل قبضہ ہو چکا تھا ۔

اتنے میں کشتی واپس آگئی ۔ پہلے سون چی شیئن اور مشین گنر دوسرے کنارے پر پہنچے پھر میری باری آئی ۔ اندھیرا پھیل رھا تھا لہذا ملاح تیز رفتاری کے ساتھ سپاھیوں کو دوسرے کنارے پر پہنچانے کی تگ و دو کرنے لگے ۔ اسی اثنا میں دو اور کشتیاں ھمارے ھاتھ لگ گئیں اور کام قدرے سہل ہو گیا ۔

فرسٹ رجمنٹ نے کامیابی کے ساتھ دریائے تا تو عبور کیا تو فورتھ رجمنٹ کو جو ھمارے بائیں پہلو پر تھی ، لو تینگ پل پر برق رفتاری سے قبضہ کرنے میں بےحد مدد ملی ۔ اس پل کے ذریعے ھزارھا سرخ سپاھیوں نے یہ قدرتی رکاوٹ ، دریائے تا تو ، عبور کر لیا اور یوں چیانگ کائی شیک نے ھمیں شی تا کھائی کی طرح ملیامیٹ کرنے کا جو خواب دیکھا تھا ، وہ چکنا چور ہو گیا ۔ سترہ جانبازوں کا یہ کارنامہ ھمیشہ امر رہے گا ۔

لو تینگ پل پر یلغار

یانگ چھنگ وو

قابل فخر فریضہ

۲۵ مئی ۱۹۳۵ء کو سرخ فوج کے فرسٹ ڈویژن کی فرسٹ رجمنٹ نے آن شون چھانگ کے مقام پر کامیابی سے دریائے تا تو عبور کر لیا ۔ وھاں دھارا اسقدر تیز تھا کہ پل باندھنا خارج از امکان تھا ، اور چند ایک کشتیوں پر اکتفا کیا جاتا تو ہزارھا سپاھیوں کو دریا پار کرنے میں کئی دن لگ جاتے ۔

اس پر طرہ یہ کہ چیانگ کائی شیک نے ایک طرف تو یانگ سن اور سیچھوان کے دوسرے جنگی سرداروں کو فوراً فوجیں لے کر پہنچنے اور ھمیں دریا پار کرنے سے روکنے کا حکم دیا ھوا تھا اور دوسری جانب شیوئے یوئے اور چو ھون یوان کو ھمارے تعاقب میں لگا رکھا تھا ۔ لہذا دشمن کے محاصرے سے بچنے کی خاطر یہ بات ناگزیر ھو چکی تھی کہ ھم لو تینگ پل پر قبضہ کر کے سرعت کے ساتھ دریا کے پار اتر جائیں ۔ لو تینگ پل پر قبضے کا نازک فریضہ

مصور : چهن يو شيئن

بائیں راستے پر گامزن سرخ فوج کی ہراول فورتھ رجمنٹ کو سونپا گیا ۔ دائیں راستے پر پیش قدمی کرنے والے ہمارے فرسٹ ڈویژن کو ، جو پہلے ہی دریا پار کر چکا تھا ، مشرقی کنارے کے ساتھ ساتھ شمال کی جانب چلتے ہوئے ، پل پر قبضے کی کوششوں میں ہاتھ بٹانا تھا ۔

روز اول کی کامرانیاں

۲۷ مئی کو علی‌الصباح ہماری رجمنٹ آن شون چھانگ سے دریا کے مغربی کنارے کے ساتھ ساتھ پل کی جانب روانہ ہوئی جو وہاں سے ۱۶۰ کلومیٹر تھا ۔ ہمیں یہ مسافت تین دن میں طے کرنی تھی ۔ راستہ اونچا نیچا اور پہاڑوں کے گرد سانپ کی طرح بل کھاتا چلا گیا تھا ۔ بائیں جانب کھڑی چٹانیں اور بلند و بالا دائمی برفپوش چوٹیاں تھیں جن پر نظر پڑتے ہی آنکھیں چندھیا جاتیں اور رگوں میں سردی کی لہر دوڑ جاتی ۔ اور دائیں پہلو پر گہرا طوفانی دریا ۔ یہاں ایک غلط قدم مہلک ثابت ہو سکتا تھا ، لیکن کسی کو خطرات کی پروا نہ تھی ۔ ہر کسی پر یہی دھن سوار تھی کہ جس قدر جلد ممکن ہو لو تینگ پل پر قبضہ کر لے ۔

ہم نے کوئی پندرہ کلومیٹر کی مسافت طے کی ہوگی کہ دوسرے کنارے سے دشمن نے فائرنگ شروع کر دی اور ہمیں غیر ضروری نقصانات سے بچنے کی خاطر پہاڑوں میں کوئی چھ کلومیٹر کا چکر کاٹنا پڑا ۔

لگ بھگ تیس کلومیٹر اور چلے تھے کہ ایک اونچا پہاڑ سدراہ بن گیا ۔ ادھر ہراول دستہ دشمن کی ایک کمپنی سے جا بھڑا اور مختصر مگر شدید جھڑپ کے بعد اس کا صفایا کر دیا ۔ کوئی چھ کلومیٹر کی چڑھائی چڑھنے کے بعد ہم پہاڑ کی چوٹی سے دوسری جانب اترے تو ایک تنگ اور گہری ندی راہ میں حائل ہو گئی ۔ دشمن پل تباہ کر چکا تھا ۔ ہمارے جوانوں نے کچھ درخت گرا کر عارضی پل باندھا اور پار اتر گئے ۔

اس اولین کامیابی نے ہماری ہمتیں بلند کر دیں اور رفتار میں چستی آ گئی ۔ دشمن وقفے وقفے سے فائرنگ کر رہا تھا اور ہم اس سے بےنیاز ہو کر چڑھائیاں چڑھ رہے تھے کہ اچانک ہراول دستے کے ایک مخبر نے آ کر اطلاع دی ، "آگے بائیں جانب پہاڑ میں ایک بہت بڑی کھوہ ہے جہاں دشمن کی کم و بیش ایک بٹالین مورچہ بند ہے ۔ وہ ہماری پیش قدمی میں مزاحم ہو رہی ہے ۔"

رجمنٹ کمانڈر وانگ کھائی شیانگ اور میں صورت حال کا جائزہ لینے کے لئے چند افسروں کی معیت میں جلدی سے آگے بڑھے تو دیکھا کہ کھڑی چٹانوں کے درمیان تنگ سا راستہ سیڑھی کی مانند اوپر تک چلا گیا تھا ۔ پہاڑی چوٹیوں پر اور درے میں دشمن نے قلعہ بندیاں تعمیر کر رکھی تھیں ۔

ہمارے دائیں جانب چونکہ دریا تھا ، لہذا ادھر سے گھوم کر آگے بڑھنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا ۔ سامنے کے پہاڑ ناقابل گزر اور بائیں جانب کی کھڑی چٹانوں پر اکادکا جھاڑیاں تھیں ۔ پہاڑ عمودی انداز میں بلند ہوتا چلا گیا تھا ۔

ہم نے خاصے غور و خوض کے بعد دشمن پر عقب سے دھاوا بول کر درے پر قبضہ کرنے کا منصوبہ بنایا ۔ جب تھرڈ بٹالین کے کمانڈر زنگ چھینگ لین اور جنرل پارٹی برانچ کے سکریٹری لو ھوا شنگ کی کمان میں ایک کمپنی اس کارروائی کے لئے روانہ ھوئی تو دو کمپنیوں نے سامنے سے جھوٹ موٹ ھلہ بول دیا ۔ دشمن نے مشین گنوں کے دھانے کھول دیئے اور درے کا راستہ مسدود کر دیا ۔ لیکن ایک گھنٹہ نہ گزرا تھا کہ عقب سے فائرنگ کی آواز سنائی دی اور ساتھ ھی ھم نے سامنے سے پر زور حملہ کیا تو دشمن قلعہ بندیاں چھوڑ کر بھاگ نکلا ۔ ھم نے پوری تندھی سے تعاقب کیا اور پہاڑ کے دامن میں تین کمپنیوں کا صفایا کر دیا ۔ ایک بٹالین کمانڈر ، ایک کمپنی کمانڈر اور دو سو سپاھیوں کو قیدی بنا لیا گیا ۔

چوبیس گھنٹے میں ایک سو بیس کلومیٹر کا سفر

اگلی صبح ھم نے مقررہ وقت سے ایک گھنٹہ پہلے ھی ناشتہ کیا اور پانچ بجے سفر پر چل دیئے ۔ لیکن ابھی دو تین کلومیٹر ھی گئے ھوں گے کہ فوجی کمیشن سے حکم ملا کہ ۲۹ تاریخ کو لو تینگ پل پر قبضہ کر لیا جائے ۔

” انتیس تاریخ ! “ وہ تو اگلے روز تھی اور ھم لو تینگ سے ھنوز ۱۲۰ کلومیٹر دور تھے ۔ ھمیں دو دن کا سفر ایک دن میں طے

کرنا تھا ۔ کسی کے خواب و خیال میں بھی نہ تھا کہ یہ پیش قدمی اس قدر اھمیت اختیار کر جائے گی ۔ چوبیس گھنٹے میں پیدل ایک سو بیس کلومیٹر کی مسافت طے کرنا جوئے شیر لانے کے مترادف تھا اور راستے میں دشمن کی سخت مزاحمت مشکل پیدا کر سکتی تھی ۔

لیکن حکم آخر حکم ہوتا ہے ۔ پوری فوج کے لئے یہ ایک نازک فریضہ تھا اور اس کی تکمیل ناگزیر تھی ۔ وقت کا ایک ایک لمحہ قیمتی تھا ۔ ابتداً پل پر دشمن کی دو رجمنٹیں تعینات تھیں لیکن ھم دوسرے کنارے پر دشمن کے دو بریگیڈوں کو تیزی سے پل کی جانب بڑھتے دیکھ چکے تھے ۔ دشمن کی اس کمک کا ایک حصہ ھمارے فرسٹ ڈویژن کی راہ روکنے کے لئے پیچھے رہ گیا تھا جبکہ اصل قوت مسلسل آگے بڑھ رھی تھی ۔ اب کامیابی کا دار و مدار وھاں پہنچنے میں سبقت پر تھا ، بصورت دیگر سرخ فوج کے لئے پل پار کرنا مشکل بلکہ ناممکن تھا ۔

وقت سے آگے نکلنے کی دوڑ شروع ھو گئی ۔ ھمارے فوجی اور سیاسی رھنماؤں کے پاس رک کر میٹنگ کرنے کی مہلت نہ تھی لہذا چلتے چلتے فیصلہ کیا گیا کہ سپاھیوں کا جوش و خروش ابھارنے کی خاطر یہ نعرے بلند کئے جائیں : "فورتھ رجمنٹ میدان جنگ میں کار ھائے نمایاں انجام دے چکی ہے ۔ ھمیں یہ مشن پورا کرکے اپنی شہرت برقرار رکھنی چاھیئے !" "فرسٹ رجمنٹ کی مثال اپناؤ ، جس نے آن شون چھانگ پر قبضہ کیا ! لو تینگ پل پر قبضہ کرکے اس کی ھمسری کرو !" "ھمارا مشن دشوار مگر پرشکوہ ہے ۔ ھمیں اس آزمائش پر پورا اترنا ھوگا !" حصول مقصد کے لئے اگلے روز

چھ بجے صبح کا وقت طے کیا گیا ۔

لو ھوا شنگ اور میں لمبے لمبے ڈگ بھرتے ھوئے کالم کے آگے پہنچے اور ایک ٹیلے پر چڑھ کر حکم سنا دیا ۔ اس کے ساتھ ھی سپاھیوں کے قدموں کی رفتار تیز ھو گئی اور ان کے چہروں سے متانت اور عزم جھلک رھا تھا ۔ " مشن پورا کرو ! لو تینگ پل پر قبضہ کرو ! " دریا کا شور اس نعرے کی گونج میں دب گیا ۔ چاروں طرف پہاڑیوں سے صدائے بازگشت سنائی دینے لگی ۔ ھمارے قدم اور تیزی سے بڑھنے لگے ۔

دوران سفر میں نے یہ بھی دیکھا کہ کچھ ساتھی یکجا ھوئے اور چلتے چلتے ھی باتیں کرنے لگے ۔ یہ پارٹی برانچ کمیٹی اور پارٹی گروپوں کا اجلاس تھا ۔ صورت حال کی اھمیت کے پیش نظر ان کے لئے بھی رک کر اجلاس بلانا ممکن نہ تھا ۔ اس " اڑن اجلاس " میں مشن کی تکمیل کے لئے طریقۂ کار پر بحث ھوئی ۔

اجلاس ابھی ختم نہ ھوا تھا کہ ایک پہاڑ راہ میں حائل ھو گیا جسے " غضبناک چیتے کی گھاٹی " کہا جاتا تھا ۔ اب ھمیں بیس کلومیٹر چڑھائی اور پھر اتنی ھی اترائی کا سامنا تھا ۔

یہ چڑھائی بےحد خطرناک تھی ۔ بل کھاتی تنگ پگڈنڈی کے دائیں جانب دریائے تا تو اور بائیں طرف فلک بوس چٹانیں تھیں ۔ آن شون چھانگ سے لو تینگ پل تک پہنچنے کا یہ واحد راستہ تھا ۔

دشمن کی ایک بٹالین چوٹی کے قریب اس راستے پر مورچہ بند تھی ۔ گہری دھند میں ، جس نے سارے علاقے کو لپیٹ میں لے رکھا تھا ، ھم جب قریب پہنچے تو دشمن نے گھبراھٹ میں

الل‌ٹپ فائرنگ شروع کر دی ۔ ہم نے جوابی فائرنگ کی بجائے دھند سے فائدہ اٹھاتے ہوئے دشمن کے قریب پہنچ کر اسے دستی بموں اور سنگینوں پر دھر لیا ۔ دشمن دم دبا کر بھاگ نکلا ۔ ہماری ہراول بٹالین نے مو شی سیئن گاؤں تک اس کا تعاقب کیا تو وہاں دشمن کی ایک بٹالین اور رجمنٹل ہیڈکوارٹرز سے مڈبھیڑ ہو گئی ۔ ہماری ہراول بٹالین نے آن کی آن میں دشمن کو شکست دے کر گاؤں پر قبضہ کر لیا ۔

گاؤں کے مشرق میں ایک ندی تھی جس کا پل دشمن نے تباہ کر دیا تھا ۔ ہمیں پل کی مرمت میں دو گھنٹے لگے اور پھر رکے بغیر ہم نے ۲۰ کلومیٹر کی مزید مسافت طے کر لی ۔ شام کے سات بجے ہوں گے کہ ہم دریائے تا تو کے کنارے ایک چھوٹی سی بستی میں پہنچے جہاں کوئی درجن بھر کنبے آباد تھے ۔ لو تینگ پل ابھی ۵۰ کلومیٹر دور تھا ۔

اچانک گھرے بادل گھر آئے اور گرج چمک کے ساتھ چھاجوں پانی برسنے لگا ۔ ہمارے سپاہیوں نے دن بھر سے کچھ کھایا پیا نہیں تھا ۔ ان کی رفتار پہلے ھی سست پڑ رھی تھی اندھیری رات اور کیچڑ ایک آفت بن گئے ۔ باربرداری کے جانور جن پر سامان رسد لدا ہوا تھا ، اور بھی پیچھے تھے ۔ ہم پہاڑ سے اترے تو دیکھا کہ دوسرے کنارے پر دشمن ہمارے بالکل پہلو بہ پہلو چل رہا تھا ۔ ہمیں بہر طور پہلے پل پر پہنچنا تھا ۔ سوال صرف یہ تھا کہ مسئلہ کیونکر حل کیا جائے ۔

مسائل کی دشواری کے مد نظر سپاہیوں کو مزید تیز رفتاری پر

آمادہ کرنا بہت ضروری تھا - ہم نے تمام کمیونسٹوں ، یوتھ لیگ کے ممبروں اور دیگر سرگرم عناصر سے کہا کہ وہ مثال قائم کریں - ہم نے ان پر آئندہ دشواریاں عیاں کیں اور صبح چھ بجے سے پہلے لو تینگ پل پر پہنچنے کی اہمیت اجاگر کی - ہر سپاھی نے ایک چھڑی تیار کی اور اس کے سہارے لمبے لمبے ڈگ بھرنے شروع کر دیئے - کھانا پکانے کی سہلت نہ تھی لہذا ہر کسی نے کچے چاول ٹھنڈے پانی کے ساتھ نگل لئے -

صبح چھ بجے تک منزل مقصود پر پہنچنے کی دعوت عمل سن کر سپاھیوں کے جذبے جوان ہو گئے تھے - تاھم میں متفکر تھا کہ کیچڑ سے اٹے پھسلواں راستے پر اندھیرے میں ۵۰ کلومیٹر کا سفر بروقت کیونکر طے ہوگا ؟

اچانک دریا کے دوسرے کنارے پر کچھ روشنیاں جھلملائیں اور تھوڑی ھی دیر میں مشعلوں کے ایک لمبے تار کا روپ دھار گئیں - دشمن مشعلوں کی روشنی میں سفر کر رہا تھا - مجھے بھی یہی ترکیب سوجھی - ابھی میں رجمنٹ کمانڈر ، چیف آف اسٹاف اور جنرل پارٹی برانچ کےسکریٹری سے میٹنگ کا ارادہ باندہ رہا تھا کہ ایک اور خیال میرے دماغ میں کوندے کی طرح لپکا : دشمن ہو سکتا ھے ھماری حقیقت جاننے کے لئے کوئی سگنل دے - یوں اگر اسے علم ہو گیا کہ ہم سرخ فوج سے تعلق رکھتے ھیں تو لڑائی چھڑ جائے گی اور سفر میں رخنہ پڑ جائے گا -

" خطرے کا جرأت سے مقابلہ کرو ! " ہم نے فیصلہ کیا کہ خود کو دشمن کی وہ تین بٹالینیں ظاھر کیا جائے ، جنھیں ہم پہلے

ھی شکست دے چکے تھے - ھم نے بستی کے لوگوں سے نرسل کی باڑ خریدی اور اس سے مشعلیں بنائیں - ھر اسکواڈ کو ایک مشعل روشن کرنے کا حکم دیا گیا - ھماری کوشش تھی کہ کم از کم پانچ کلومیٹر فی گھنٹے کی رفتار سے سفر جاری رھے - ھم نے اپنے بگلچی کو بھی حکم دیا کہ اسی طرح بگل بجائے جس طرح دشمن بجا رھا تھا - دشمن کے سپاھی زیادہ تر صوبہ سیچھوان کے رھنے والے تھے - ھم نے بھی اپنے ساتھیوں اور قیدیوں میں سے کچھ سیچھوانیوں کو چنا اور ھدایت کر دی کہ اگر دشمن کوئی بات پوچھے تو صرف وھی جواب دیں - رفتار تیز کرنے کی خاطر ھم نے اپنا اسباب ، بھاری ھتھیار اور باربرداری کے جانور ، جن میں میرا اور رجمنٹ کمانڈر کا گھوڑا بھی شامل تھا ، ایک پلاٹون کے سپرد کر دیئے اور اسے عقبی حفاظتی دستے کی ذمہ‌داریاں سونپ دیں -

میری ٹانگ زخمی تھی لہذا چلنے میں دقت محسوس ھو رھی تھی - میرے کامریڈوں ، خصوصاً رجمنٹ کمانڈر نے اصرار کیا کہ میں بدستور گھوڑے پر سوار رھوں - لیکن ایسے میں جبکہ افسروں کا فرض تھا کہ آگے بڑھ کر مثال قائم کرتے ، میں کیسے سواری کر سکتا تھا ! میں نے گھوڑے پر سواری کی بجائے للکار کر کہا ، ”کامریڈو ، ھم ایک ساتھ چلیں گے ، دیکھتے ھیں ، لو تینگ پل پر پہلے کون پہنچتا ھے ! “

سپاھیوں نے مشعلیں بلند کیں اور تیزی سے قدم اٹھانے لگے - ھماری اور دوسرے کنارے پر دشمن کی مشعلیں دو آتشیں اژدھوں کی مانند دکھائی دے رھی تھیں ، جن کے عکس نے دریا

کے پانی کا رنگ قرمزی کر دیا تھا ۔ اچانک دشمن کا بگل بج اٹھا اور کسی نے پکار کر پوچھا ، "تم کون سے یونٹ سے ہو ؟"

ہمارے بگلچی نے بھی حسب موقع بگل بجایا اور سیچھوانی سپاھیوں نے چلا کر جواب دے دیا ۔ دشمن ہمارے چکر میں آگیا ۔ اسے شائبہ تک نہ گزرا کہ اس کنارے پر وھی جری سرخ فوج گامزن تھی جسے وہ ختم کرنے کے خواب دیکھ رہا تھا ۔ دونوں دشمن فوجیں کرئی پندرہ کلوسیٹر تک ایک دوسری کے متوازی چلتی رھیں ۔ آدھی رات کے قریب بارش اور تیز ہو گئی اور دوسرے کنارے پر مشعلیں گل ہو گئیں ۔ ہم نے اندازہ لگا لیا کہ دشمن نے اس بارش میں پیش قدمی کو دشوار پا کر پڑاؤ ڈال دیا ھے ۔ جونہی یہ خبر رجمنٹ میں پھیلی ھمارے آدمیوں میں ایک نیا جوش بیدار ھو گیا ۔ "اب موقع ھے ! آگے بڑھو ! تیز اور تیز !" ھم ایک قطار میں حتی المقدور تیزی سے آگے بڑھنے لگے ۔

پانی تھا کہ چھاجوں برس رہا تھا اور ندی نالے شور مچاتے دریا میں گر رھے تھے ۔ پہاڑی راستے پر اسقدر پھسلن تھی گویا کسی نے تیل الٹ دیا ھو ۔ کیچڑ میں چھڑیاں بھی بیکار ھو چکی تھیں ۔ ھم پھسل پھسل کر گرتے پڑتے آگے بڑھ رھے تھے ۔ تھکن سے ھر کسی کی آنکھیں بند ھوئی جاتی تھیں ۔ اکثر یوں ھوتا کہ کسی سپاھی کے قدم ھولے پڑنے لگتے اور اس پر غنودگی طاری ھونے لگتی تو پیچھے سے دوسرا سپاھی اسے دھکیلتے ھوئے چلا کر کہتا ، "چلتے رھو ، تم پیچھے رھے جا رھے ھو !" اور وہ اچانک آنکھیں ملتا ھوا تیز تیز قدم اٹھانے لگتا ۔ آخراً سپاھیوں نے پنڈلیوں کی پٹیاں کھول کر

خود کو زنجیر کی صورت ایک دوسرے سے باندھ لیا اور آگے بڑھتے رہے -

یوں رات بھر کے اس سفر کے بعد آخرکار ہم بروقت منزل مقصود پر جا پہنچے - ہم نے مغربی کنارے اور لو تینگ پل کی طرف جانے والے تمام راستوں پر قبضہ کر لیا - ۲۴ گھنٹے کے اندر ہم نے لڑائی اور شکستہ پلوں کی مرمت کے علاوہ ۱۲۰ کلومیٹر کا سفر بھی طے کیا تھا - یوں محسوس ہوتا تھا گویا ہمارے پاؤں میں پھرکیاں لگ گئی تھیں - یہ ایک کارنامہ تھا !

"ہمیں تمہارے ہتھیار نہیں ، پل چاہیئے !"

پل کے مغرب میں کئی عمارتوں اور ایک کیتھولک گرجے پر قبضہ کرنے کے بعد ہمارے جوانوں نے متوقع لڑائی کی تیاریاں شروع کر دیں - رجمنٹ کمانڈر اور میں ، بٹالین اور کمپنی افسروں کے ہمراہ گرد و پیش کا معائنہ کرنے نکلے تو ھکا بکا رہ گئے - سرخی مائل پانی اچھلتا ، مچلتا آبشار کی صورت ، کناروں کی بلند چٹانوں سے ٹکراتا تو فضا میں دور تک سفید جھاگ اور پھوار سی بکھر جاتی - پانی کے شور سے کان پڑی آواز سنائی نہ دیتی تھی - اتنے تیز و تند دھارے میں تو مچھلی بھی سیدھی نہیں تیر سکتی تھی ، چہ‌جائیکہ کوئی اسے کشتی میں یا تیر کر عبور کر لیتا -

ہم نے پل کا معائنہ کیا - یہ تیرہ آہنی زنجیروں سے بنا ہوا تھا جن میں سے ہر ایک بڑے پیالے جتنی موٹی تھی - دونوں جانب دو دو

زنجیریں جنگلے کا کام دیتی تھیں جبکہ باقی نو زنجیروں پر تنگ راستہ بنا ہوا تھا ۔ ان پر لکڑی کے تختے پڑے رہتے تھے مگر دشمن یہ تختے ہٹا چکا تھا اور اب وہاں ننگی زنجیریں جھول رہی تھیں ۔ پل کے سرے پر پتھر کی ایک لوح نصب تھی جس پر یہ شعر کندہ تھا :

لو تینگ پل کے پہلوؤں پر اونچے پہاڑ ھیں
جن کی چوٹیاں دور بادلوں میں چھپی رہتی ھیں ۔

لو تینگ کا قصبہ جو پل کے مشرقی سرے پر تھا ، آدھا دریا کے کنارے کنارے اور آدھا پہاڑی ڈھلان پر آباد تھا ۔ اس کے گرد کوئی سات میٹر اونچی فصیل تھی جس کا مغربی دروازہ پل کے رخ پر تھا ۔ یہاں دشمن کی دو رجمنٹیں تعینات تھیں اور پہاڑی ڈھلان پر مضبوط قلعہ بندیاں بنی ھوئی تھیں ۔ پل کے قریب نصب مشین گنوں اور مارٹر توپوں کی مسلسل گولہ باری ھمیں دم لینے کی مہلت نہیں دے رھی تھی ۔

دشمن کے فوجیوں کو اپنی مضبوط پوزیشن پر اتنا ناز تھا کہ انہوں نے حقارت آمیز لہجے میں چلا کر کہا ، ” تم لوگ صرف اڑ کر ھی ادھر آ سکتے ھو ! اڑ کر آ جاؤ تو ھم اپنے ھتھیار تمہارے حوالے کر دیں گے ! “

اس پر ھمارے جانبازوں نے جواب دیا ، ” ھمیں تمہارے ھتھیار نہیں ، پل چاھیئے ! “

سروے کے بعد ہم نے دریا کے مشرقی کنارے پر دشمن کی کسی امدادی نقل و حرکت کا سدباب کرنے کے لئے سب سے پہلے اس تنگ راستے پر گولہ باری سے ناکہ‌بندی کرنے کے لئے ایک بٹالین تعینات کی، جو پہاڑ اور دریا کے بیچ واحد راستہ تھا اور جہاں سے دشمن کوئی کمک بھیج سکتا تھا - پھر ہم سپاہیوں کا جوش و خروش ابھارنے کی خاطر مختلف کمپنیوں میں گئے - ہر کمپنی کی خواہش تھی کہ حملے اور پل پر قبضے کا اعزاز اسی کو سونپا جائے -

دوپہر کو رجمنٹ کے سارے افسر میٹنگ کے لئے گرجے میں اکٹھے ہوئے - ابھی حملہ‌آور پارٹی کی ترتیب کے بارے میں بحث چلی ہی تھی کہ مارٹر کا ایک گولہ چھت پر آ کر گرا اور اس میں بڑا سا سوراخ ہو گیا - گولے کے ٹکڑوں اور ٹائیلوں کے ملبے کی گویا بارش شروع ہو گئی مگر کوئی اپنی جگہ سے نہ ہلا -

" دشمن ہمیں اکسا رہا ہے ، " میں نے کہا ، " ہمیں فوراً پل پر ہلہ بولنے کی سبیل کرنی چاہیئے - اب یہ فیصلہ ہو جانا چاہیئے کہ کونسی کمپنی پہلے یورش کرے گی - "

سیکنڈ کمپنی کا کمانڈر لیاؤ تا چو اچھل کر کھڑا ہو گیا - وہ ایک کم گو، ناٹا سا اور پھرتیلا آدمی تھا - اس کا دھوپ سے سنولایا ہوا چہرہ سارے جذبات کے تمتما رہا تھا - وہ کہنے لگا :

" فرسٹ کمپنی کو دریائے وو چیانگ عبور کرنے پر ماڈل قرار دیا گیا تھا - ہم لو تینگ پل پر قبضہ کرکے اس کی ہمسری کا اعزاز پانا چاہتے ہیں - "

اس پر تھرڈ کمپنی کا کمانڈر وانگ یو چھائی ، جو خاص تنک

مزاج تھا ، یوں بول اٹھا گویا مشین گن کا دھانہ کھل گیا ہو ، " آپ کو یہ مشن تھرڈ کمپنی کے سپرد کرنا ہوگا ۔ تھرڈ کمپنی نے ہر معرکے میں کمال دکھایا ہے ۔ ہم ضمانت دینے کو تیار ہیں کہ لو تینگ پل پر قبضہ کرکے رہیں گے ۔ " وہ کسی آہنی مجسمے کی طرح کھڑا تھا ۔ اس نے بڑے اداس لہجے میں بات ختم کی ، " اگر یہ مشن ہمیں نہ سونپا گیا تو میں اپنے آدمیوں کو منہ دکھانے کے قابل نہ رہوں گا ۔ "

اب گرما گرم بحث چھڑ گئی ۔ کوئی کمپنی پیچھے ہٹنے پر آمادہ نہ تھی ۔ لہذا فیصلہ لیڈروں پر چھوڑ دیا گیا ۔ کمانڈر وانگ اور میں نے آپس میں مشورہ کیا اور پھر اس نے اعلان کر دیا کہ یہ مشن سیکنڈ کمپنی کو سونپا جائے گا ۔ اس کے بعد میں نے اٹھ کر کہا ، " جہاں تک لڑائی کا تعلق ہے ، وہ ابھی بہت ہوگی اور ہر کسی کو اظہار شجاعت کے مواقع ملیں گے ۔ دریائے وو چیانگ پار کرنے کا سہرا فرسٹ کمپنی کے سر رہا ، اب سیکنڈ کمپنی کی باری ہے ۔ ہلہ بولنے والی پارٹی کمپنی کمانڈر لیاؤ کی زیر کمان بائیس کمیونسٹ اور غیر پارٹی جانبازوں پر مشتمل ہوگی ۔ میری رائے میں یہ مناسب فیصلہ ہے ۔ آپ لوگوں کا کیا خیال ہے ؟ "

سب لوگوں نے بھرپور تالیوں کے ساتھ اس فیصلے کا خیر مقدم کیا ۔ کمانڈر لیاؤ تو خوشی سے ناچنے لگا ۔ لیکن تھرڈ کمپنی کا کمانڈر وانگ مطمئن نہ تھا ۔ لہذا میں نے اسے دلاسا دیتے ہوئے کہا ، " تھرڈ کمپنی کا کام بھی کچھ آسان نہیں ہوگا ۔ آپ لوگوں کو سیکنڈ کمپنی کے پیچھے پیچھے چلتے ہوئے پل کی زنجیروں پر

لکڑی کے تختے بچھانے ہیں تاکہ فوج قصبے میں داخل ہو سکے ۔ ٹھیک ہے ؟ " اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ نمودار ہو گئی ۔

پھر ہم نے تمام کمپنی لیڈروں کو حکم دیا کہ سپاہیوں کو خوب پیٹ بھر کے کھانا کھلایا جائے اور وہ لڑائی کے لئے تیار رہیں ۔ میٹنگ ختم ہوئی تو جنرل پارٹی برانچ کے سکریٹری لو ہوا شنگ حملے کی تیاریوں میں ہاتھ بٹانے کے لئے سیکنڈ کمپنی میں چلے گئے ۔

حملہ چار بجے سہ پہر شروع ہوا ۔ رجمنٹ کمانڈر اور میں پل کے مغربی سرے سے حملے کی رہنمائی کر رہے تھے ۔ رجمنٹ کے سارے بگلچیوں نے یکجا ہو کر حملے کا بگل بجایا اور ہم نے ہر دستیاب ہتھیار کا دہانہ کھول دیا ۔ بگل کی آواز ، گولہ باری اور سپاہیوں کے للکاروں سے پوری وادی تھرتھرا اٹھی ۔ دشمن کی اندھا دھند گولہ باری میں کمانڈر لیاؤ کی زیر کمان بائیس ہیرو پل کی آہنی زنجیروں پر رینگتے ہوئے آگے بڑھنے لگے ۔ ہر جانباز کے پاس ایک ٹامی گن یا پستول ، ایک تیغہ اور بارہ دستی بم تھے ۔ ان کے پیچھے پیچھے تھرڈ کمپنی کے مسلح جوان لکڑی کے تختے اٹھائے چل رہے تھے ۔ وہ فائرنگ کے ساتھ ساتھ تختے بھی بچھاتے جا رہے تھے ۔

عین اس وقت جب ہمارے جانباز پل کے دوسرے سرے پر پہنچنے والے تھے ، قصبے کے مغربی پھاٹک کے باہر شعلے بھڑک اٹھے ۔ دشمن نے ہمارے راستے میں آگ کی دیوار کھڑی کر دی تھی ۔ شعلوں سے آسمان تک سرخ پڑ گیا اور آگ تیزی سے پل کے سرے

تک بڑھنے لگی ۔ پل کا سرا آگ میں گھر گیا ۔

بساط پل بھر میں الٹ سکتی تھی ! ہمارے جانباز چند ثانیوں کے لئے سکتے میں آ گئے اور پھر رجمنٹ کمانڈر اور میرے ارد گرد کھڑے سپاہی ان کا حوصلہ بڑھانے کے لئے بیک آواز چلا اٹھے ، "کاسریڈو ، یہی فیصلہ کن لمحہ ہے ! آگے بڑھو ! آگ سے مت گھبراؤ ! جھجکو نہیں ! آگے بڑھو ! دشمن مات کھا چکا ہے ! " اور بگل کی جوشیلی لے پر ہمارے جانباز آگ میں کود پڑے ۔ کمانڈر لیاؤ کی ٹوپی نے آگ پکڑ لی تو اس نے ٹوپی اتار کر پھینک دی اور آگے بڑھتا رہا ۔ دوسرے جانباز بھی اس کے پیچھے پیچھے تھے ۔ سڑک کے سرے پر گھمسان کی لڑائی شروع ہو گئی ۔ اب دشمن نے اپنی ساری قوت مقابلے میں جھونک دی ۔ وہ ہماری حملہ‌آور پارٹی کا صفایا کرنے کی ٹھان چکا تھا ۔ ہمارے جانباز بےجگری سے لڑتے رہے تاآنکہ ان کا گولہ بارود ختم ہو گیا ۔ اور اس نازک لمحے تھرڈ کمپنی ان کی مدد پر آگئی ۔ رجمنٹ کمانڈر وانگ اور میں کمک لے کر فوراً دوسرے کنارے پر پہنچے اور دو گھنٹے کے اندر اندر دشمن کی دونوں رجمنٹوں کے بڑے حصے کا صفایا کر دیا گیا جبکہ باقی‌ماندہ فوجی دم دبا کر بھاگ کھڑے ہوئے ۔ شام ڈھلے تک پورے قصبے اور پل پر ہمارا قبضہ مکمل ہو چکا تھا ۔

اب ہمارا اصل کام دشمن کے جوابی حملے کا سدباب اور پل پر قبضہ برقرار رکھنا تھا ۔ ہمیں علم تھا کہ قریب ہی تا چیئن لو کے مقام پر دشمن کی کئی رجمنٹیں مقیم ہیں ، لہذا ہم نے بیرونی محافظ گارڈ کے طور پر ایک بٹالین کو ادھر روانہ کیا اور ایک

بٹالین دریا کے کنارے کنارے جنوب کی سمت بھیج دی ، جدھر سے دشمن کے دو بریگیڈ پل کی طرف بڑھ رہے تھے ۔ تقریباً دس بجے شب بٹالین کے ہراول پلاٹون نے فائر کھول دیا ، اور ہم یہ سوچ کر کہ دشمن کی کمک آن پہنچی ہے ، شدید معرکے کی تیاریاں کرنے لگے ۔ مگر جب ہمارے جانبازوں کی ملاقات ہمارے فرسٹ ڈویژن کی تھرڈ رجمنٹ کے ایک زخمی سپاھی سے ہوئی تو حقیقت حال روشن ہو گئی ۔ ہمارا فرسٹ ڈویژن بھی آ پہنچا ہے ۔ متوقع شدید لڑائی نے ماحول میں جو کھچاؤ پیدا کر رکھا تھا وہ جاتا رہا اور سب نے سکھ کا سانس لیا ۔

ہمارے فرسٹ ڈویژن نے لو تینگ کے جنوب میں کوئی تیس کلومیٹر دور چو لین پھینگ کے مقام پر دشمن کے دو بریگیڈوں کو آلیا تھا اور شدید جھڑپ کے بعد دشمن بھاگ نکلا تھا ۔

ہم نے فوراً چیف آف جنرل اسٹاف لیو پو چھنگ اور سیاسی کمیسار نیئے ژونگ چن کے استقبال میں آدمی روانہ کر دیئے ۔ یہ بڑا خوش کن ملاپ تھا ۔

گو رات کے دو بجے کا عمل تھا ، مگر کمانڈر اسی وقت پل کا معائنہ کرنے پر مصر تھے ۔ میں ایک لالٹین لے کر ان کے همراہ دوسرے کنارے کی طرف ہو لیا ۔ جنرل لیو نے آهنی زنجیروں کا مفصل جائزہ لیا ۔ واپسی میں وہ پل کے درمیان پہنچے تو ایک زنجیر پکڑ کر نیچے شور مچاتے ہوئے پانی کو دیکھنے لگے اور پھر پاؤں سے لکڑی کا تختہ بجاتے ہوئے جذبات آمیز لہجے میں بڑبڑا اٹھے ، " لو تینگ پل ، ہم نے تمہاری خاطر بہت خون بہایا ، اپنی توانائیاں دیں ، اور تمہیں

حاصل کرکے رہے ! ہم نے تمہیں پا لیا ! "

دشمن کی جو دستاویزات ہمارے ہاتھ لگیں ان میں سیچھوان کے جنگی سردار لیو ون ہوئی کا ایک فوری تعمیل طلب ہدایت‌نامہ بھی تھا ۔ اس میں کہا گیا تھا کہ کمیونسٹ فوجوں کے ساتھ قسمت وہی کھیل دوہرائے گی جو اس نے شی تا کھائی کے ساتھ کھیلا تھا ، کیونکہ ان کے آگے دریائے تا تو اور پیچھے دریائے چن شا ہے ۔ اب وقت آ گیا ہے کہ ان کو نیست و نابود کر دیا جائے ۔

دشمن کے خوابوں کا شیرازہ بکھر چکا تھا ۔ ہم نے گو شی تا کھائی والا راستہ ہی اپنایا تھا ، مگر تاریخ خود کو دوہرا نہ سکی ، کیونکہ ہماری فوج ایک عوامی فوج تھی جس کی قیادت کمیونسٹ پارٹی اور چیئرمین ماؤ کر رہے تھے ۔

ہماری اصل فوج اگلے روز پہنچی ۔ اس کے بعد ہمارے عظیم رہنما چیئرمین ماؤ ، نائب چیئرمین چو این لائی اور کمانڈر انچیف چو تہہ مرکزی اداروں کے ہمراہ آئے اور ہزارہا سپاہی لو تینگ پل کے پار اتر گئے ۔

کپڑے کے جوتوں کی جوڑی

چیانگ یاؤ ھوئی

سرخ فوج فلک بوس برفانی پہاڑ کے دامن میں پہنچ چکی تھی - مقامی لوگ اسے "دیوتاؤں کا پہاڑ" کے نام سے پکارتے تھے اور اس کا مطلب یہ تھا کہ صرف دیوتا ھی یہ پہاڑ عبور کر سکتے ھیں - یہ داستان بھی عام تھی کہ ایک دفعہ اس علاقے میں خشک سالی پھیلی تو لوگ بارش کی دعا مانگنے پہاڑ پر گئے ، لیکن انہوں نے جانے سے پہلے چونکہ روزہ نہیں رکھا تھا لہذا پہاڑ کے دیوتاؤں نے غصے میں آ کر انہیں قید کر لیا - یہ کہانیاں اتنے وثوق سے سنائی جاتیں کہ ہر بات حقیقت لگتی ، نتیجہ یہ نکلا کہ ھمارے کچھ ساتھیوں نے بھی برفانی پہاڑ کو پراسرار سمجھنا شروع کر دیا -

اس کیفیت کا توڑ کرنے کی خاطر آرمی گروپ کمانڈروں نے ھمیں اس پہاڑ کے بارے میں بہت کچھ بتایا - انہوں نے چیئرمین ماؤ کے حوالے سے یہ بات بھی کہی کہ " دیوتاؤں کے پہاڑ " سے ڈرنے کی کوئی تک ھی نہ تھی - ھماری سرخ فوج میں دیوتاؤں کی ھمسری کرنے کی ھمت ھونی چاھیئے ، صرف اسی صورت میں یہ پہاڑ عبور

مصور : لو چهی کوئی

کیا جا سکتا ہے۔ اس نوع کی گفتگو سے ہمارے حوصلے بلند ہو گئے۔

پہاڑ پر چڑھنے سے قبل اعلیٰ حکام نے حکم دیا کہ ہر شخص اپنے پاؤں کے سلسلے میں پوری پوری احتیاط برتے اور دو دو جوڑی جوتے لے کر چلے۔

میرے پاس گھاس کے جوتوں کے علاوہ جو میں نے پہن رکھے تھے، کپڑے کے جوتوں کی ایک جوڑی بھی تھی۔ میں نے ان جوتوں کو پیٹی سے کھول کر ہاتھوں میں لیا تو معاً ایک گیت یاد آگیا جو چیانگشی کے مرکزی انقلابی علاقے میں بےحد مقبول تھا :

یہ جوتے جو میں نے بنائے ہیں، اپنے محبوب کو دوں گی،
کہ وہ محاذ پر جا رہا ہے،
یہ جوتے سیتے سیتے میں نے لکھ دیا ہے :
سرخ فوج امر ہے !

اور اس گیت کے ساتھ ہی وہاں سے روانگی کا منظر میری نگاہوں کے سامنے گھومنے لگا۔ مقامی لوگوں سے جدائی ہمارے لئے سوہان روح ہو رہی تھی کہ وہ ہمیں جان سے زیادہ پیارے تھے۔ وہ بھی ہمارے لئے ایسے ہی جذبات رکھتے تھے۔ انہوں نے جب ہماری روانگی کا سنا تو صبح تڑکے ہی تحفے تحائف لئے ہمیں رخصت کرنے آ پہنچے۔ ایک بوڑھے نے کپڑے کے جوتوں کی ایک جوڑی میرے ہاتھ میں تھما دی۔ جوتے بڑے مضبوط تھے اور سیون میں یہ الفاظ بنے ہوئے تھے : ”ہماری سرخ فوج کے جانبازوں کے لئے۔“

” ڈاکوؤں کا خاتمہ کر دو ! “ بوڑھے کے لب تھرتھرائے اور پھر کہنے لگا ، ” بیٹے ، یہ جوتے رکھ لو۔ تم سرخ فوج کے سپاہی ہو۔ تمہارے پاؤں میں یہ جوتے ہوں گے تو ہر منزل آسانی ہو جائے گی ۔ “ میں جذبات سے مغلوب گنگ سا ہو کر بوڑھے کا چہرہ تکتا رہا ۔

تب سے یہ جوتے ہر وقت میری پیٹی سے بندھے رہتے تھے اور میں کبھی انہیں نظروں سے اوجھل نہیں ہونے دیتا تھا ۔

چیانگشی کی ایک لڑائی کے دوران میرا ایک پاؤں زخمی ہو گیا تھا ۔ ان دنوں ہمارے پاس نہ دوائیاں ہوتی تھیں نہ اسٹریچر ، لہذا میں لنگڑاتا ہوا چلتا رہا ۔ ایک بار جب پاؤں اٹھانے کی سکت نہ رہی تو میں نے یہ جوتے پہن لئے ۔ جوتوں کے نرم نرم تلے بڑے راحت بخش ثابت ہوئے ۔ انقلابی علاقے کے عوام نے ہم سے جو امیدیں وابستہ کر رکھی تھیں ، ان کا سوچ کر میں اپنی ساری تکلیف بھول جاتا تھا ۔ کچھ دن بعد میرے پاؤں کا زخم مندمل ہو گیا ۔ اس کے علاوہ جوتوں کے تلے بھی گھستے جا رہے تھے ، لہذا میں نے جوتے اتار کر پھر پیٹی سے باندھ لئے ۔

ہماری کمپنی نے زون ای پر حملے میں ہراول کردار ادا کیا تھا ۔ لڑائی پورے عروج پر تھی کہ اچانک مجھے کمر میں شدید ٹیس محسوس ہوئی ۔ دیکھا تو ایک گولی جوتوں میں گھستی ہوئی کھال سے چھو کر گزر گئی تھی ۔ اگر یہ جوتے نہ ہوتے تو میں شدید زخمی ہو چکا ہوتا ۔ دوسرے کامریڈوں نے مجھے مبارکباد دی کہ میرے پاس ” جان بچانے والے “ جوتوں کی جوڑی تھی ۔ مجھے ایک طرف تو یہ خوشی تھی کہ زخمی نہ ہوا اور دوسری طرف یہ

غم کہ جوتوں میں بڑا سا سوراخ ہو چکا تھا ۔ اس کے بعد ان جوتوں سے مجھے اور زیادہ پیار ہو گیا ۔

اور اب ہمیں فلک بوس برفانی پہاڑ عبور کرنا تھا ۔ بوڑھے کی آواز میرے کانوں میں گونج اٹھی اور جسم میں ایک نئی توانائی سرایت کر گئی ۔ میں نے سوچا کہ ہر سپاہی کے پاس ایسے ہی جوتے تھے ۔ ان جوتوں کے بل پر ہم چیانگشی سے سیچھوان تک کا سفر کر آئے تھے ۔ اور اب ہم یہ پہاڑ عبور کرنے والے تھے جس کی بلندیوں کے سامنے پرندوں کی ہمت بھی جواب دے جاتی تھی ۔

اگلے روز ابھی پو پھٹی تھی کہ ہم نے پہاڑ پر چڑھنا شروع کر دیا ۔ چاروں طرف کہر چھایا ہوا تھا اور چوٹی بادلوں کی اوٹ میں تھی ۔ جوں جوں ہم اوپر چڑھتے گئے ، موسم بدلتا گیا اور پھر برف کے طوفان نے آ لیا ۔ چیانگشی کا باسی ہونے کے ناطے میں نے زندگی میں کبھی اتنی شدید برفباری نہیں دیکھی تھی ۔ میں اس منظر میں کھو سا گیا ۔ لیکن انڈے برابر اولوں نے جلد ہی یہ محویت ختم کر دی ۔ چڑھائی دشوار سے دشوار تر ہوتی چلی جا رہی تھی ۔ ہماری پتلی وردیاں اولوں سے بچانے میں ناکام ثابت ہوئیں ۔ ادھر تند ہوائیں خنجر کی طرح جسم میں گھسی جا رہی تھیں ۔ سب تھکان سے ہانپنے لگا اور قدم اٹھانا ناممکن ہو گیا ۔ مگر رکنا بھی موت کو دعوت دینے کے مترادف تھا ۔ ہمارے تین ساتھی ایک جگہ دم لینے کو رکے تو پھر اٹھ نہ سکے ۔ وہ آن کی آن میں برف تلے دب گئے ۔ اس کربناک منظر کو دیکھ کر میری آنکھوں میں آنسو چھلک آئے ۔

میں توپچی تھا اور ساڑھے بائیس کلوگرام وزنی مارٹر کے ساتھ

اوپر چڑھنا اور بھی جان لیوا ہو رہا تھا ۔ میں آگے جانے والوں کے نقوش پا پر قدم رکھتا ہوا آگے بڑھ رہا تھا ۔ برف میں یہ نقوش پا زینے کی سی شکل اختیار کر گئے تھے ۔ میرے پاؤں سردی سے سن ہو چکے تھے ۔ چلتے چلتے میں کئی بار گرا ، لیکن کپڑے کے جوتوں پر نظر پڑتے ہی پھر اٹھ کھڑا ہوا ۔ انقلابی علاقے کے لوگ غیر مرئی طور پر میرا حوصلہ بڑھا رہے تھے !

آخرکار ، ہم نے برفانی پہاڑ عبور کر لیا تو ایک درخت تلے سستاتے ہوئے میں نے اپنے جوتوں کا جائزہ لیا ۔ وہ کیچڑ سے لت پت ہو رہے تھے ۔ تاہم گولی کے سوراخ سے قطع نظر ، وہ ہنوز ٹھیک ٹھاک حالت میں تھے ۔ میں نے کیچڑ جھاڑ کر انہیں پھر اپنی پیٹی سے باندھ لیا ، اور ہم اگلی منزل کی جانب روانہ ہو گئے ۔

نو باورچی

شیئے فانگ چھی

لانگ مارچ کے دوران میں تھرڈ آرمی گروپ کی ایک کمپنی کا کوارٹرماسٹر تھا ۔ ہمارے میس اسکواڈ میں صرف نو باورچی تھے ۔ ان کا لیڈر چھیئن ایک پستہ قد ، سانولا سا کم گو آدمی تھا ۔ ڈپٹی لیڈر لیو درمیانے قد کا بذلہ سنج شخص تھا ۔ تیسرا وانگ تھا جو زیادہ تر پانی بھر کر لاتا تھا ۔ یہ تینوں میرے آبائی صوبے چیانگشی ھی کے رھنے والے تھے ۔ باقی لوگوں کے نام اب مجھے یاد نہیں رھے ۔

لڑتے بھڑتے پیش قدمی ھمارا روزمرہ کا معمول تھا ۔ کمپنی لیڈروں نے حکم دے رکھا تھا کہ میس اسکواڈ کا کوئی رکن بیس کلوگرام سے زیادہ وزن لے کر نہ چلے ، ورنہ بہت تھک جائے گا ۔ لیکن یہ باورچی برتن بھانڈوں میں اناج چھپا لیتے اور یوں ھر کوئی کم از کم تیس سے چالیس کلوگرام وزن لے کر چلتا تھا ۔ ھمارے پارٹی گروپ کی ایک میٹنگ میں انہوں نے کوارٹرماسٹر یعنی مجھ پر تنقید کی کہ میں سپاھیوں کا پورا خیال نہیں رکھتا ۔ اگر ھم کسی ایسی

جگہ جا پہنچیں جہاں اناج دستیاب نہ ہو تو سپاہی کھائیں گے کیا ؟ ان کی تنقید بجا تھی اور میں نے باورچیوں کو اجازت دے دی کہ وہ جس قدر ممکن ہو اناج ساتھ لے کر چلیں ۔

ڈپٹی اسکواڈ لیڈر لیو راستے میں ہر وقت چٹکلے چھوڑتا رہتا اور مقامی گیت گاتا رہتا تھا ۔ برتن بھانڈوں کی کھڑکھڑاہٹ اور ہنسی مذاق کے نتیجے میں اس میس اسکواڈ کا نام " تھیٹر کا طائفہ " پڑ گیا ۔ بعض اوقات باورچی اس قدر زندہ دلی کا مظاہرہ کرتے کہ اودھم مچاتے ہوئے آپس میں دوڑ شروع کر دیتے گویا ان کی بہنگیاں بالکل خالی ہوں ۔

ان سب باتوں کے باوجود ان کا کام بےحد کٹھن تھا ۔ سپاہی جونہی سستانے کے لئے کہیں رکتے ، وہ آگ جلا کر پینے کا پانی ابال لاتے ۔ ہم کہیں پڑاؤ ڈالتے تو وہ فوراً چولہے جلانے ، ایندھن کاٹنے ، سبزیاں دھونے اور پکانے ریندھنے میں لگ جاتے ۔ انہیں رات بھر میں صرف دو تین گھنٹے سونے کی مہلت ملتی تھی ۔

کوانگشی کے پہاڑی علاقے میں جہاں اکادکا آبادیاں تھیں ، اناج کی خریداری مشکل ہو گئی ۔ باورچی اناج کے حصول میں اکثر فوج سے بہت آگے نکل جاتے اور عام طور پر ان چھڑا اناج خرید پاتے ، اور ان کا کام بڑھ جاتا ۔ ایک بار انہیں ایک گاؤں میں چھوٹی سی چکی دکھائی دی جو بظاہر بےکار پڑی تھی ۔ انہوں نے چکی کے مالک کسان سے قیمت چکا کر وہ خرید لی اور یوں ان کے بوجھ میں ستر کلوگرام کا اضافہ ہو گیا ۔ بعدازاں ڈپٹی اسکواڈ لیڈر لیو کو ایک چھلنی اور ایک چھاج پڑے مل گئے تو اس نے وہ بھی اٹھا کر اپنی

مصور : سون زی شی

بھنگی میں رکھ لئے - اس پر میس اسکواڈ کو جو نیا نام ملا ، وہ تھا " چلتی پھرتی چکی " -

ایک بار صوبہ کوئیچو کے شہر تھو چھنگ سے باہر ہماری فوج کو ایک پہاڑی پر دشمن کی راہ روکنا پڑی تو دشمن کی گولہ باری کے باعث ہماری کمپنی اور میس اسکواڈ کا رابطہ منقطع ہو گیا - ہمارے باورچیوں نے اپنے سپاہیوں تک کھانا پہنچانے کی کئی کوششیں کیں مگر مشین گنوں کے فائر کی وجہ سے ہر مرتبہ ناکام رہے - ایک دن رات بیت گئے - لیو بڑی بےچینی کے عالم میں چولہے کے گرد منڈلاتا رہا - پھر اس نے رک کر اپنے ساتھیوں سے کچھ کھسر پھسر کی اور میرے پاس آ کر بولا ، " جناب ، میں اور وانگ ایک اور کوشش کرنے جا رہے ہیں - " انہوں نے کھانے کے بنڈل پیٹھ پر باندھے اور روانہ ہو گئے - ہم ایک پہاڑی پر کھڑے انہیں جاتے دیکھ رہے تھے - وہ دوڑتے ہوئے عین اس جگہ پہنچ گئے جو دشمن کی گولہ باری کی زد میں تھی - ابھی ہم تالیاں بجا کر ان کا حوصلہ بڑھانے کا سوچ رہے تھے کہ اچانک وانگ زمین پر گرا اور لوٹنیاں کھانے لگا - لیو کا بھی یہی حال ہوا - ہم نے باور کر لیا کہ دونوں کامریڈ ہلاک ہو گئے تھے - ہمارے دل بجھ سے گئے - مگر آدھی رات کا عمل تھا کہ دونوں لوٹ آئے - اور لیو نے مسکراتے ہوئے کہا ، " ہم ڈیوٹی کے لئے یم راج کے ہاں گئے ، لیکن پھاٹک پر کھڑے محافظ چھوٹے شیطانوں نے ہمیں اندر ہی نہ گھسنے دیا - " اصل میں ہوا یہ کہ وہ جھوٹ موٹ گرے اور پھر اٹھ کر بھاگ نکلے تھے - یوں انہوں نے بہادری اور حاضر

دماغی سے کام لے کر سپاہیوں تک کھانا پہنچا دیا تھا ۔

ہم کوئیچو سے روانہ ہوئے تو اسکواڈ لیڈر چھیئن کی آنکھیں دکھنے آ گئیں ۔ اس نے سرخ اور سوجھی ہوئی آنکھوں کے باوجود بوجھ اٹھائے رکھا اور چھڑی ٹیک کر چلتا رہا ۔ شروع میں تو آنکھوں سے صرف پانی بہتا تھا پھر خون ٹپکنے لگا ، مگر انہوں نے اپنے معمولات میں فرق نہ آنے دیا ۔

جب ہم برفانی پہاڑ کے دامن میں پہنچے تو ہمیں حکم ملا کہ پہاڑ عبور کرنے کے دوران کم سے کم بوجھ ساتھ رکھا جائے ۔ ہم نے وہ تمام برتن بھانڈے چھوڑ دیئے جن کے بغیر کام چل سکتا تھا ۔ ہمارے پاس دو دن کا راشن ، کچھ تازہ ادرک ، سرخ مرچیں اور ایندھن رہ گیا ۔

پہلا پہاڑ عبور کرنے میں پورا ایک دن لگ گیا ۔ ہوا بےحد لطیف تھی ، ڈھلانیں برف سے ڈھکی ہوئی تھیں اور درختوں سے برفانی قلمیں لٹک رہی تھیں ۔ چوٹی پر پہنچنے کے بعد کچھ سپاہی سستانے بیٹھے تو پھر اٹھنا محال ہو گیا ۔ باورچیوں نے فوراً انہیں تازہ ادرک چوسنے کو دی ، مرچوں کا شوربا پلایا اور پھر اٹھنے میں مدد دی ۔ باورچیوں نے نرسوں کے فرائض سنبھال لئے تھے ۔ میس اسکواڈ کا نعرہ تھا ، " ہم برفانی پہاڑ پر ایک بھی ساتھی کو نہیں مرنے دیں گے ! " مگر سپاہیوں کو سنبھالتے سنبھالتے دو باورچی خود بےہوش ہو کر گر پڑے ۔ ہم نے انہیں ہوش میں لانے کی ہر ممکن سعی کی مگر ان کی آنکھیں پھر کبھی نہ کھلیں ۔ یہ پہلا موقع تھا کہ میں نے میس اسکواڈ کے کامریڈوں کو اپنی آنکھوں کے

سامنے دم توڑتے دیکھا ۔

خوفناک دلدلی علاقے میں داخل ہونے سے قبل فوج نے ماؤ ار کائی کے مقام پر خاصے دن آرام کیا ۔ میس اسکواڈ نے اتنا اناج جمع کر لیا جو دس دن کے لئے کافی تھا ۔ اس کے علاوہ ہنگامی ضرورت کی غرض سے کچھ چھینگ کھہ جو بھی خریدا گیا ۔

ہمیں دلدلی علاقے میں چلتے ہوئے دوسرا دن تھا کہ اسکواڈ لیڈر چھیئن نے مجھ سے کہا ، " جناب ، اس دلدل میں تو سپاہیوں کے پاؤں کسی کام کے نہ رہیں گے ۔ ہمیں ہر رات ان کے لئے کچھ پانی ابالنا چاہیئے تاکہ وہ پاؤں دھو سکیں ۔ " میرے ذہن میں بھی یہی بات تھی ۔ مگر میں جانتا تھا کہ باربرداری اور پکانے ریندھنے کا کام پہلے ہی حد سے کٹھن تھا اور انہیں آرام کے لئے بہت کم وقت ملتا تھا ۔ میں نے انکار کر دیا مگر جب فوج نے رات کو پڑاؤ ڈالا تو باورچی پانی گرم کر چکے تھے ۔ سپاہیوں کے چہروں پر تشکر کے جذبات امڈ آئے ۔

ایک صبح میں ایک باورچی کے پیچھے پیچھے چل رہا تھا ۔ اس نے تانبے کا بڑا دیگچہ اٹھا رکھا تھا ۔ اچانک وہ ڈگمگا کر گرا اور پھر کبھی نہ اٹھ سکا ۔ دوسرے باورچی نے دیگچہ سنبھالا اور پرنم آنکھیں لئے آگے چل دیا ۔ دلدلی علاقے میں موسم ہر آن بدلتا رہتا تھا ۔ کبھی تیز ہوا چلتی تو کبھی موسلادھار بارش شروع ہو جاتی ۔ اس دوپہر اس قدر شدید مینہہ برسا کہ فوج پڑاؤ ڈالنے پر مجبور ہو گئی ۔ باورچیوں نے مناسب جگہ ڈھونڈ کر دیگچہ جمایا اور ادرک اور مرچوں کا شوربا تیار کر دیا ۔ جس باورچی نے مرنے والے باورچی

سے دیگچه تھاما تھا ، وہ شوربے کا پیالہ لے کر ایک سپاھی تک گیا اور پھر وھیں ڈھیر ھو گیا ۔ آدھے دن کے اندر اندر ھمارے دو کامریڈ دم مسافر ھو چکے تھے ۔

پانچویں روز ھمارا کمپنی کمانڈر کچھ سپاھیوں کو میس اسکواڈ میں بھیجنے کی باتیں کر رھا تھا که باورچیوں نے سن گن پالی اور ان کا لیڈر چھیئن آ کر کہنے لگا ، "کمانڈر ، مزید سپاھیوں کو لڑائی سے ھٹا کر ادھر بھیجنا مناسب نہیں ھوگا ۔ آپ کو محاذ پر آدمیوں کی اشد ضرورت ھے ۔ ھم اپنا کام کر لیں گے ۔" کمانڈر چپ ھو گیا ، اور یه حقیقت بھی تھی که کئی معرکے لڑنے کے بعد ھماری ۱۰۰ سپاھیوں کی کمپنی میں اب صرف ۴۰ سپاھی باقی رہ گئے تھے ۔

آدھی رات گزرے چھیئن نے اٹھ کر صبح کے لئے پانی ابالنا شروع کر دیا ۔ ایک دن پہلے اسے شدید بخار تھا ۔ میں نے اسے کچھ دیر اور سونے کی رائے دی مگر وہ نه مانا ، لہذا میں بھی اٹھ کر اس کا ھاتھ بٹانے لگا ۔ اس کا دبلا پتلا چہرہ ماضی کی کئی یادیں میرے ذھن میں روشن کر گیا ۔

ھم چیانگشی میں پڑوسی تھے ۔ اس کے کوئی بیوی بچے یا عزیز و اقارب نه تھے ۔ سرخ فوج وھاں آئی تو وہ انقلاب میں شامل ھو گیا ۔ وہ اکثر میرے گھر آ جاتا اور کہتا ، "شیئے ، تم سرخ فوج میں شامل نہیں ھوگے ؟ چیانگ کائی شیک ھمیں قدموں تلے روند رھا ھے اور اکثر ھمارے محاصرے اور سرکوبی کی مہمیں چلاتا ھے ۔ تم کیا یه سب کچھ دیکھتے رھوگے ؟ "

وہ ایسی ھی بہت سی باتیں کہتا رھا ۔ آخر میں سمجھ گیا که

ہم غریبوں کے لئے انقلاب ہی واحد راستہ تھا اور میں بھی انقلاب میں شریک ہو گیا ۔

لانگ مارچ کے دوران بھاری بوجھ وہ ہمیشہ خود اٹھاتا ۔ فوج پڑاؤ ڈالتی تو وہ دوسروں کو آرام کا موقع دینے کی خاطر ہمیشہ خود کام سنبھال لیتا ۔ وہ ہڈیوں کا پنجر بن چکا تھا ۔ ہم اسے صحت کا خیال رکھنے کو کہتے تو جواب دیتا ، "میری فکر مت کرو ۔ میں اچھا کھاتا ہوں ۔ مزے کی نیند سوتا ہوں ۔ میں مروں گا نہیں ۔" اس کی کوشش یہی رہتی کہ سپاہیوں کو زیادہ سے زیادہ کھانا ملے ، حتیٰ کہ ایسے میں بھی جب ہم رکے بنا ہفتوں سفر میں رہتے ، وہ اکثر و بیشتر سپاہیوں کے لئے کھانے کی کوئی اچھی سی شے بنا دیتا ۔ ہم جابر زمینداروں سے نمک لگی مچھلی اور گوشت چھینتے تو وہ سب سپاہیوں کے لئے سنبھال چھوڑتا ۔ خود کبھی چکھنا بھی گوارا نہ کرتا ۔ سپاہی اکثر کہا کرتے ، "لاؤ چھیئن باورچی خانے میں ہے تو ہمیں کھانے کی کوئی فکر نہیں ۔"

"شیئے ، جا کر کچھ دیر سو لو ، میں یہاں کام سنبھال سکتا ہوں ۔"
چھیئن کی آواز سن کر میں خیالوں کی دنیا سے نکل آیا ۔

لپکتے شعلوں کی روشنی میں مجھے اس کی پیشانی پر پسینے کے قطرے دکھائی دیئے اور میں اس کی طبیعت کے بارے میں پوچھنے ہی والا تھا کہ اس نے اچانک سرگوشی کے انداز میں کہا ، "مجھے تھوڑا سا پانی دو ۔" میں نے برتن کا ڈھکنا اٹھایا تھا کہ پیچھے ایک دھماکا سا سنائی دیا ۔ مڑ کر دیکھا تو چھیئن زمین پر گرا پڑا تھا ۔ میں جھک کر اسے ہلانے اور زور زور سے پکارنے لگا ۔ مگر اس کا

جسم بتدریج ٹھنڈا ہوتا چلا گیا ۔ بڑے سے چولہے میں شعلے ہنوز لپک رہے تھے ! ہمارے بہت سے عمدہ کامریڈ میدان جنگ میں یا دشمن کے ہاتھوں اذیتیں اٹھا کر جانیں دے چکے تھے اور میس اسکواڈ کے لیڈر چھیئن نے بھی جان دے دی تھی ۔ چولہا اس کا مورچہ تھا !

میرے یوں پکارنے پر باقی باورچی بھی جاگ اٹھے ۔ کمپنی کمانڈر اور سپاہی بھی آ گئے اور پلکوں پر آنسو لئے چھیئن کی میت کے گرد کھڑے ہو گئے ۔

اگلے روز ایک اور باورچی نے دیگچہ اپنی بہنگی میں رکھا اور ہمارا سفر پھر شروع ہو گیا ۔ شام ہوئی تو پینے اور پاؤں دھونے کے لئے حسب معمول گرم پانی تیار تھا ۔

جب ہم شمالی شینشی پہنچے تو تانبے کا دیگچہ میری بہنگی میں تھا ۔ کمپنی کمانڈر نے یہ دیکھ کر سر جھکا لیا ۔ سپاہیوں نے دیکھا تو چپکے چپکے آنسو بہانے لگے ۔ وہ جانتے تھے کہ ہمارے سارے باورچی راہ میں جان دے چکے تھے ۔ لانگ مارچ کے کٹھن دنوں میں ہمارے بہت سے کامریڈ لڑائیوں میں مارے گئے ، مگر بھوک سے کسی کی جان نہ گئی تھی ۔ ہمارے باورچیوں نے جو قربانیاں دی تھیں، تانبے کا دیگچہ ان کی ایک علامت تھا ۔ اسے ہماری کمپنی کی انمول یادگار کے طور پر سنبھال کر رکھ دیا گیا ۔

درہ لا زی کھو پر قبضہ

ہو پینگ یون

لا زی کھو سے ، جو جنوب مغربی کانسو میں ایک اسٹریٹجک درہ ہے ، زبردست فائرنگ جاری تھی ۔ سکستھ کمپنی کے سپاھی جو اس درے کے قریب جمع تھے ، حملے کے حکم کا انتظار کر رہے تھے ۔ گو ہم نے رکے بنا سو کلومیٹر کا فاصلہ طے کیا تھا اور دو بار دشمن سے جھڑپ بھی ہوئی تھی ، مگر ہمارے حوصلے ہنوز بلند تھے ۔

اسی اثنا میں حکم ملا کہ کمپنی سے اوپر کے تمام افسر فوراً رجمنٹ ہیڈکوارٹرز میں اکٹھے ہو جائیں ۔

رجمنٹ ہیڈکوارٹرز ایک گھنے جنگل میں تھا ۔ ہم جونہی وہاں پہنچے میٹنگ شروع ہو گئی ۔ رجمنٹل سیاسی کمیسار یانگ چھنگ وو نے تقریر کرتے ہوئے کہا ، " ہمارے بائیں پہلو پر یانگ شی سی کی زیر کمان دشمن کی بیس ہزار سے زیادہ گھڑسوار فوج اور دائیں پہلو پر ہو زونگ نان کی اصل فوج لگی ہوئی ہے ۔ شمالی شینشی پہنچنے کے لئے درہ لا زی کھو واحد راستہ ہے ۔ اگر ہم

دشمن کا گھیرا توڑنے میں ناکام رہے تو نہ شمالی شینشی میں سرخ فوج کے ساتھ شامل ہو سکیں گے اور نہ جاپانی حملہ‌آوروں سے لڑنے کے لئے بروقت محاذ پر پہنچنا ہی ممکن ہوگا ۔ " پھر وہ گھمبیر لہجے میں بولے ، " دریائے وو چیانگ اور دریائے تا تو سرخ فوج کی راہ نہ روک سکے ۔ ہم نے برفپوش پہاڑوں اور دلدلی علاقوں کو پار کیا ، اب کیا درہ لا زی کھو ہمارا راستہ روک لے گا ؟ "

" نہیں ! نہیں ! ہم لا زی کھو پر قبضہ کر دکھائیں گے ! "

" تلواروں کے پہاڑ اور آگ کے سمندر بھی ہماری راہ میں حائل نہیں ہو سکتے ! " افسروں نے جواب دیا اور درے پر قبضہ کرنے کا فریضہ سکستھ کمپنی کو سونپ دیا گیا ۔

" آپ لوگوں کو یقین ہے کہ اس ذمہ‌داری سے سرخرو نکلیں گے ؟ " رجمنٹ کمانڈر نے استفسار کیا ۔

" ہمیں پورا یقین ہے ! " سکستھ کمپنی کے افسروں نے جواب دیا ۔

" بہت خوب ! " کمانڈر نے کہا ، " میں کچھ اور بھاری اور ہلکی مشین گنیں آپ کو دے رہا ہوں ۔ "

ہم ناہموار پہاڑی راستے پر بعجلت قدم اٹھاتے ہوئے اپنی کمپنی کی طرف چل دیئے ۔ ڈھلتے دن اور یخ بستہ ہوا کے باوجود ہمارے دل عجیب سی حدت سے معمور تھے ۔ پارٹی ، لیڈروں اور پوری فوج نے ہم پر جس اعتماد کا اظہار کیا ، اس نے ہمارے سینوں میں ایک ولولۂ تازہ بیدار کر دیا تھا ۔ ہم نے اپنے جانبازوں کو یہ خبر دی کہ درے پر حملے کے لئے ہماری کمپنی کو چنا گیا ہے تو ان

مصور : تونگ چهن شنگ

کے چہرے کھل اٹھے اور وہ حملے کی تیاریاں کرنے لگے ۔ کسی نے دو دو تین تین دستی بم ملا کر گچھوں کی شکل میں باندھنے شروع کر دیئے تو کوئی سنگینیں اور تیغے چمکانے لگا ۔ ان کے حوصلے بےحد بلند تھے ۔ وہ ایک لا زی کھو تو کیا ایسے دس دروں پر قبضہ کرنے کی ہمت رکھتے تھے ۔

غروب آفتاب کے وقت رجمنٹ کمانڈر اور بٹالین کمانڈر ہم کمپنی اور پلاٹون افسروں کو ساتھ لے کر علاقے کا جائزہ لینے نکلے ۔ ہم نے دشمن کی نقل و حرکت کا مشاہدہ کیا اور جنگی تدابیر کا فیصلہ کیا ۔ اس کے بعد ہماری کمپنی نے سیکنڈ کمپنی کے مورچے سنبھال لئے ۔

لا زی کھو فوجی اعتبار سے زبردست اہمیت رکھتا تھا ۔ ہم نے پہاڑی سے درے کا جائزہ لیا ۔ یہ کوئی تیس میٹر چوڑا تھا ۔ دونوں جانب کھڑی چٹانیں تھیں اور بلند و بالا پہاڑوں نے اس درے کو احاطے میں لے رکھا تھا ۔ بظاہر یہاں سے گزرنے کا کوئی دوسرا راستہ نہیں تھا ۔ درے کے نیچے کھڈ میں ایک گہری تند و تیز ندی بہہ رہی تھی ۔ اس پر لکڑی کا پل بنا ہوا تھا جو درے میں داخل ہونے کا واحد ذریعہ تھا ۔ کانسو کے جنگی سردار لو تا چھانگ نے پل کی حفاظت کے لئے پوری دو بٹالینیں لگانے کے علاوہ پل پر گڑھیاں بھی تعمیر کر رکھی تھیں ۔ پل کے مغربی سرے کا دفاع بےحد مضبوط تھا ۔ مشرقی ڈھلانوں پر مثلث کی شکل میں قلعہ بندیوں کا سلسلہ چلا گیا تھا ۔ درے کے عقب میں گولہ بارود اور رسد کا بھاری ذخیرہ تھا ۔ لو کی اصل فوج لا زی کھو کے شمال کی جانب مین چو

کاؤنٹی قصبے میں مقیم تھی اور بوقت ضرورت فوراً درے تک کمک پہنچا سکتی تھی - تاهم سرخ فوج کے جانباز اس صورت حال سے قطعاً هراساں نه تھے -

" اگر لا زی کھو تلواروں کا پہاڑ بن جائے تو بھی هم لڑ کر اسے پار کر جائیں گے - اگر لو تا چھانگ سر سے پاؤں تک فولاد میں غرق سامنے آ جائے تو بھی هم اسے تہس نہس کرکے رکھ دیں گے ! " همارے جانبازوں نے عہد کر رکھا تھا -

شام ڈھلے لڑائی کا آغاز هو گیا - هماری مشین گنوں کے دهانے کھل گئے اور شدید گوله باری کی آڑ میں فرسٹ پلاٹون لیڈر اور ۳۰ جانباز دبک کر پل کے قریب پہنچ گئے جہاں انہیں رک کر هله بولنے کے حکم کا انتظار کرنا تھا - قلعه بندیوں کے پیچھے چھپے مکار دشمن نے کوئی جوابی گوله باری نه کی اور جب همارے جانبازوں نے هله بولا تو اس نے جوابی گوله باری کی اور دستی بموں کی بوچھاڑ کر دی - خطه ناسازگار هونے کے سبب همارے جانباز بکھر کر حمله کرنے کی پوزیشن میں نه تھے - انہوں نے کئی بار هله بولا اور دس باره سپاهی هلاک یا زخمی هو گئے - جواں سال فرسٹ پلاٹون لیڈر نے مشین گنیں چلانے والوں کو للکار کر کہا ، " شدید گوله باری سے دشمن کو الجھائے رکھو ! " اور رات کے سناٹے میں دشمن کے مورچوں کے اردگرد کی چٹانیں گولیوں کی آواز اور دهماکوں سے گونجنے لگیں - گولیاں پتھریلی چٹانوں سے ٹکراتیں تو ان سے چنگاریاں پھوٹ نکلتیں - ادهر دشمن کی تباه کن فائرنگ بھی جاری رهی اور همارے جانبازوں کی راه میں متواتر دستی بم پھٹتے رهے - ایک قدم آگے بڑھانا

بھی ناممکن ہو رہا تھا ۔ چیئرمین ماؤ اور آرسی گروپ کے دیگر رہنما وقفے وقفے سے آدمی بھیج کر تازہ‌ترین احوال دریافت کر رہے تھے ۔ وہ ہماری مشکلات جاننے کے لئے سخت بےچین تھے اور یہ معلوم کرنا چاہتے تھے کہ آیا ہمیں کمک درکار تھی یا نہیں ۔

لیڈروں کا یہ التفات دیکھ کر ہم جذبات سے مغلوب ہو گئے ۔ ہمارے کمپنی افسروں نے دشمن کی کمر توڑنے کے بارے میں سوچ بچار کے بعد نئے حملے کے لئے مشین گنوں اور ہلہ بولنے والی ٹیم کو ازسرنو ترتیب دیا ، لیکن بار بار کی یورش کے باوجود ہم پل کے سرے تک پہنچنے میں ناکام رہے ۔ دشمن دستی بموں کی بارش کر رہا تھا ۔ پل تک کا پچاس میٹر لمبا چٹانی راستہ دستی بموں کے ٹکڑوں اور ان پھٹے دستی بموں سے پٹا پڑا تھا ۔ کچھ دستی بم تو اتنی افراتفری میں پھینکے گئے تھے کہ ان کا فلیتہ بھی نہیں کھینچا گیا تھا ۔ یہ معرکہ آدھی رات تک جاری رہا ۔ ہم نے دس بارہ مرتبہ ہلہ بولا مگر کوئی کامیابی حاصل نہ ہوئی ۔ لگ بھگ دو بجے ہائی کمان نے آرام اور نئے حملے کی تیاریوں کے لئے عارضی پسپائی کا حکم دے دیا ۔

باورچیوں نے اس آٹے سے عمدہ کھانا تیار کیا جو درے سے سات آٹھ کلومیٹر دور دشمن سے چھینا گیا تھا ، مگر ہماری بھوک مر چکی تھی ۔ چاروں طرف گھپ اندھیرا تھا اور تند ندی کی چمکیلی موجوں کے سوا کچھ دکھائی نہیں دے رہا تھا ۔ اچانک مجھے کچھ سپاہی کی کھسر پھسر سنائی دی ۔

” دشمن نے چٹانی راستے پر بڑی مضبوط مورچہ بندی کر رکھی

ہے ۔" یہ کسی جواں سال سپاہی کی آواز لگتی تھی ۔

"میری رائے میں تو محض سامنے سے حملہ کرکے دشمن کو اس مورچے سے ہٹانا ممکن نہیں ہوگا ۔" دوسرے سپاہی نے تبصرہ کیا ۔

ان کی باتوں سے میں کچھ سوچنے پر مجبور ہو گیا ۔ میں نے رجمنٹ کی جنرل پارٹی برانچ کے سکریٹری لو ہوا شنگ سے جو اس سارے عرصے ہمارے شانہ بشانہ لڑتے رہے تھے ، صلاح مشورے کے بعد فیصلہ کیا کہ پارٹی اور یوتھ لیگ کے ممبروں کا اجلاس بلا کر ایک "کفن بدوش" دستہ تشکیل دیا جائے ۔ یہ دستہ موجوں کی صورت ھلہ بولے اور ہر ھلے میں چند ایک جانباز شریک ہوں ۔ اور جب دشمن تھک کر چور ہو جائے تو بڑے ھلے میں پل پر قبضہ کر لیا جائے ۔

سکریٹری نے پارٹی اور یوتھ لیگ کے ممبروں سے ابھی بات ختم نہ کی تھی کہ بیس سے زیادہ رضاکار "کفن بدوش" دستے میں شمولیت کے لئے تیار ہو گئے ۔ ہم نے ان میں سے پندرہ جانبازوں کو چن کر تین گروپوں میں منظم کیا ۔ فرسٹ پلاٹون لیڈر نے بیک وقت دو اطراف سے پیش قدمی کی رائے بھی دی ۔

اسی اثنا میں ہمیں یہ خوش کن خبر ملی کہ فرسٹ اور سیکنڈ کمپنی نے درے کے دائیں جانب چٹان پر چڑھ کر دشمن کو عقب سے جا لیا ہے تو ہماری توانائیاں اور حوصلے دوچند ہو گئے ۔ "کفن بدوش" دستے کے جانبازوں نے یک زبان ہو کر کہا ، "ہم اپنے شہید کامریڈوں کا انتقام لینے کی خاطر درے پر قبضہ کرکے دم لیں گے ۔"

هر جانباز کے پاس ایک پستول اور سو گولیاں تھیں ، کمر سے دستی بم بندھے ہوئے تھے اور پیٹھ پر تیغہ تھا ۔ انہوں نے دو اطراف سے پیش قدمی شروع کی ۔ ایک گروپ ندی کے کنارے چٹانوں کے ساتھ ساتھ بڑھنے لگا ۔ اس کا مقصد پہلے پشتے پر پہنچنا اور پھر پل کی ڈاٹیں پھلانگتے ہوئے ندی پار کرنا تھا ۔ باقی دو گروپوں کو پل کے قریب پہنچنا اور پھر پہلے گروپ کی طرف سے اشارہ ملتے ھی دو اطراف سے ھلہ بول کر دشمن کا صفایا اور پل پر قبضہ کرنا تھا ۔

آخر شب کا عمل تھا اور ہر شے تاریکی میں ڈوبی ہوئی تھی ۔ ندی کی پرشور لہر میں باقی ہر آواز ڈوب کر رہ جاتی تھی ۔ دشمن اس خیال سے کہ ہم ایک دن اور نصف رات کے بےنتیجہ حملوں کے بعد غالباً تھک ہار کر بیٹھ رہے ھیں ، سستانے کی غرض سے اپنی قلعہ بندیوں میں جا چکا تھا ۔ ھمارے پہلے گروپ کے جانباز چٹانوں کے شگافوں میں اگی جھاڑیوں کے سہارے قدم قدم آگے بڑھ رہے تھے ۔ پسینے اور پانی کی پھوار سے ان کے کپڑے بھیگ چکے تھے اور خاردار جھاڑیوں کے باعث ھاتھوں اور چہروں سے خون رسنے لگا تھا ۔ تاھم وہ متواتر پشتے کی جانب بڑھتے رہے ۔ ہر جانباز کی نظریں اگلے ساتھی کی گردن میں لپٹے سفید تولیے پر ٹکی ہوئی تھیں ۔ یہ گروپ پشتے کے قریب پہنچا تو ایک جھاڑی ایک جانباز کے بوجھ کی تاب نہ لاتے ہوئے تراخ سے ٹوٹ گئی ۔ وہ یہ سوچ کر کہ ممکن ہے دشمن نے آواز سن لی ہو ، لڑائی کے لئے تیار ہو گئے ۔ مگر کوئی نقل و حرکت دیکھنے میں نہ آئی اور وہ پھر آگے بڑھنے لگے ۔ وہ جوں جوں پل کے قریب ہوتے جا رہے تھے ان کے دلوں کی دھڑکن تیز ہوتی جا

رھی تھی - آخر وہ پل کے نیچے پشتے پر پہنچ گئے اور پھر شہتیر پکڑتے ھوئے ڈاٹیں پھلانگنے لگے - اچانک ایک جانباز کا ھاتھ چھوٹ گیا اور وہ زوردار چھپاکے کے ساتھ ندی میں جا گرا - اس بار دشمن کے سپاھیوں نے آواز سن لی اور ندی میں اندھا دھند دستی بم پھینکنے لگے اور مشین گنوں کے منہ کھول دیئے - باقی چار جانبازوں کے لئے اب آگے بڑھنا ممکن نہ رھا لہذا وہ پل کے نیچے دبک کر مناسب موقع کا انتظار کرنے لگے -

میں نے جب گولیاں چلنے کی آواز سنی اور دیکھا کہ دشمن نے مشین گنوں کا رخ ندی کے پانی کی طرف کر رکھا ھے تو فرسٹ پلاٹون کے دس جوانوں کو ساتھ لے کر پل پر یورش کر دی - ھم نے دشمن کے مورچوں میں دستی بموں کی بارش کر دی اور پل کے قریب دشمن کی قلعہ بندیوں پر قبضہ کر لیا - دشمن اس اچانک افتاد پر حواس باختہ ھو گیا -

جب ھم لڑتے بھڑتے پل کے اگلے حصے میں داخل ھوئے تو ھمارے چاروں جانباز گولیوں کی بارش کے باوجود نیچے سے اوپر آ گئے اور للکار کر دشمن کے سپاھیوں کو اپنے تیغوں کی باڑ پر رکھ لیا - تنگ اور پرھجوم پل پر دست بدست لڑائی میں انہوں نے کمال کر دکھایا - فرسٹ پلاٹون لیڈر شمشیر زنی کے جوھر دکھا رھا تھا کہ ایک گولی اسے آن لگی - وہ لمحے بھر کے لئے لڑکھڑایا اور پھر قدم جما کر چلا اٹھا ، "کامریڈو ، حملہ جاری رکھو ، دشمن بھاگنے کو ھے -" فرسٹ پلاٹون لیڈر کو زخمی ھوتے دیکھ کر ھماری آنکھوں میں خون اتر آیا اور ھم نے دشمن کے بہت سے سپاھیوں کو موت کے

گھاٹ اتار دیا ۔ اب دشمن کے قدم اکھڑ چکے تھے ۔

شدید دست بدست لڑائی جاری تھی کہ سفید روشنی کا سگنل فضا میں لہرا اٹھا ۔ یہ اشارہ تھا کہ فرسٹ اور سیکنڈ کمپنی دشمن کے عقب میں پہنچنے میں کامیاب ہو گئی تھی ۔ اس کے فوراً بعد ہمارے عقب سے یکے بعد دیگرے تین سرخ سگنل بلند ہوئے ، جن سے مراد یہ تھی کہ اب عام حملہ شروع ہونے والا تھا ۔ ابھی ان سگنلوں کی روشنی معدوم نہ ہوئی تھی کہ فضا بگل ، بھاری اور ہلکی مشین گنوں اور مارٹروں کی فائرنگ اور جنگی نعروں سے لرز اٹھی ۔ ہمارے جانبازوں کے بازوؤں میں گویا بجلی بھر گئی اور ان کے تیغوں نے دشمن کے چھکے چھڑا دیئے ۔ دشمن کے سپاہی یہ دیکھ کر کہ وہ دونوں طرف سے گھر چکے ہیں ، ہتھیار پھینک کر جدھر منہ اٹھا ، بھاگ نکلے ۔

پو پھٹے ہمارے "کفن بدوش" دستے کے جانبازوں نے دشمن کا تعاقب شروع کر دیا جو پیچھے کی طرف بھاگ رہے تھے ۔ اور جب ان بھگوڑوں نے عقبی سمت سے بھی اپنے ہی فوجیوں کو بھاگ کر آتے دیکھا تو ان میں گولی چلانے کی ہمت بھی نہ رہی ۔ سارا راستہ ہتھیاروں اور گولہ بارود سے اٹا پڑا تھا ۔ ہمارے جانباز بھوک پیاس اور تھکن سے بےنیاز ہو کر لڑ رہے تھے ۔ کچھ جانبازوں نے بوجھ ہلکا کرنے کے لئے دستی بم پھینک دیئے اور تلوار کے جوہر دکھانے لگے ۔ وہ تعاقب کرتے کرتے دشمن کو اس کی بیرکوں تک لے گئے اور آخرکار پورے درہ لا زی کھو پر قبضہ کر لیا ۔

اسی دوران پہاڑ کی جانب سے فرسٹ اور سیکنڈ کمپنی کے جوان

بھی آ گئے - فتح کے احساس سے ان کے چہرے دمک رہے تھے اور وہ نعرے لگا رہے تھے : ”کاسریڈو ، ہم نے ہیبت‌ناک درہ لا زی کھو کو مطیع کر لیا ! “

ایک بیدار پہاڑی شہر

زو چھی

سرخ فوج کے سیکنڈ اور سکستھ آرمی گروپوں نے دریائے وو چیانگ کا ایک بالائی معاون دریا یا چھی عبور کرنے کے بعد یکے بعد دیگرے متعدد اہم قصبوں پر قبضہ کر لیا جن میں چھیئن شی ، تا تینگ اور پی چیئے بھی شامل تھے - بیس دن کے اندر اندر سرخ فوج ایک نیا وسیع گوریلا علاقہ قائم کر چکی تھی -

ان سازگار حالات کا ایک اہم سبب یہ رہا کہ سیکنڈ فرنٹ آرمی کی پارٹی تنظیم نے کامریڈ ژن پی شی اور ہو لونگ کی سربراہی میں صحیح اور لچکدار اسٹریٹجی اور تدابیر اپنا رکھی تھیں - اس وقت دشمن نے ہم سے دوبدو تصادم کی غرض سے اپنی بہترین مسلح افواج ہمارے راستے پر تعینات کر رکھی تھیں - گو صوبہ ہونان میں سانگ چی سے نکلنے کے بعد ہم نے مشرق میں جھلک دکھا کر مغرب میں حملہ کرنے کا طریقہ اپنایا ، دشمن کی اصل فوج سے دامن بچایا اور جرأت‌مندی کے ساتھ پیش قدمی کرتے رہے ، لیکن جب بھی مناسب موقع ملتا تعاقب میں آنے یا سامنے سے حملہ کرنے والے

دشمن پر کاری ضرب لگا دیتے - دشمن عجلت میں کوئی کارروائی کرنے سے گھبراتا تھا - ۹ فروری ۱۹۳۶ء کو ہمارے سکستھ آرمی گروپ کے ہراول یونٹ نے برق رفتاری سے کارروائی کرکے پی چیئے پر قبضہ کر لیا اور وہاں تعینات دشمن کی "تحفظ امن کور" کا صفایا کر دیا - اس کے بعد ہماری فوج شہر میں داخل ہوئی - یہی سنہری زمانہ تھا جب چھیئن شی ، تا تینگ اور پی چیئے پر قبضہ کیا گیا -

پی چیئے صوبہ کوئیچو اور صوبہ یون نان کی سرحد کے قریب ایک کاؤنٹی قصبہ ہے اور یہاں یون نان ، کوئیچو اور سیچھوان سے آنے والی اہم شاہراہیں ملتی ہیں - یہ قصبہ پہاڑوں میں گھرا ہوا ہے ، جن کے دامن میں زینہ نما کھیتوں کا سلسلہ دور تک چلا گیا ہے - اس زمانے میں ان پہاڑوں کی اونچائی معلوم کرنے کا ہمارے پاس کوئی طریقہ نہ تھا - ہم لوگوں سے مسافت پوچھتے تو وہ یوں جواب دیتے کہ پہاڑ کے اس طرف ۳۰ کلومیٹر اور دوسری طرف ۲۰ کلومیٹر سے زیادہ -

یہاں لوگ بےحد مفلوک‌الحال اور کٹھن زندگی گزارتے تھے - ذرائع آمدورفت نہ ہونے کے سبب ایندھن اور پہاڑی نمک کی باربرداری لوگوں کا واحد ذریعۂ معاش تھا اور اس سے جو آمدنی ہوتی وہ گزر بسر کے لئے ناکافی تھی - اناج ختم ہو جاتا تو وہ جنگلی جڑی بوٹیوں سے پیٹ کی آگ بجھاتے - مجھے یاد ہے کہ جب ہم پی چیئے میں داخل ہوئے اور ایک مقامی باشندے کے گھر گئے تو سترہ اٹھارہ سال کی ایک نوجوان لڑکی بوسیدہ سے کپڑے کا ایک ٹکڑا

مصور : تونگ چهن شنگ

اوڑھے بیٹھی تھی - یہی اس کا لباس تھا ! ھمیں آتے دیکھ کر وہ شرم سے سر جھکائے اندرونی حصے میں چلی گئی - یہ دیکھ کر ہم نے کچھ کپڑے ایک عورت کے حوالے کئے کہ اس لڑکی کو پہننے کے لئے دے دے - اس علاقے کے زمیندار اور جابر حاکم لوگوں کو افیون اگانے پر مجبور کرتے اور ان پر اس قدر استحصال روا رکھتے کہ وہ روٹی کپڑے سے ھی محروم نہ تھے بلکہ ان کی صحت بھی تباہ ہو چکی تھی - لوگ عموماً دکھ بھرے انداز میں یہ گیت گاتے تھے :

کبھی متواتر تین دن تک مطلع صاف نہیں رہا -
کہیں تین فٹ زمین بھی ہموار نہیں ملتی -
کبھی لوگوں کے ھاتھ میں تین پیسے نہیں آئے -

ابھی ہم نے پڑاؤ ڈالا تھا کہ معلوم ہوا ھائی کمان جاپانیوں کی مزاحمت کے لئے مقامی مسلح قوت قائم کرنا چاھتی ھے اور اس بات کی بھی خواھاں ھے کہ عوام کو اس سلسلے میں منظم کیا جائے - تمام کامریڈوں نے اس کا خیرمقدم کیا - پھر ساری فوج حرکت میں آ گئی - ہر ڈویژن اور رجمنٹ نے جارحین کے خلاف پروپیگنڈا ٹیمیں ترتیب دیں - آرمی گروپ ھیڈکوارٹرز کے عملے نے خود کو کئی ورک ٹیموں میں منظم کیا - کامریڈ یہہ چھانگ کنگ اور میں ایک گروپ میں تھے - ھم میں سے ہر کوئی ھدایت کی پیروی کرتے ہوئے لوگوں کو جاپانی جارحین کا مقابلہ کرنے پر ابھارنے لگا - ہمارے

درمیان یہ مسابقت بھی شروع ہو گئی کہ کون زیادہ پروپیگنڈا کرتا ہے ، کون سب سے زیادہ پیسہ اکٹھا کرتا ہے اور کون زیادہ لوگوں کو سرخ فوج میں بھرتی کرتا ہے - سرخ فوج کا ہر کمانڈر اور سپاہی اس نوع کے پروپیگنڈے سے واقف تھا اور حقیقت تو یہ ہے کہ ایسا پروپیگنڈا ہمیشہ جاری رہا تھا - یہ خاص طور پر پارٹی کی اس دعوت عمل سے متعلق ہوتا تھا : " جاپان کی مزاحمت کرو اور وطن کو بچاؤ - " لانگ مارچ کے دوران ہم اس وقت تک جانے کتنے خوابیدہ پہاڑی دیہاتوں اور شہروں کو بیدار کر چکے تھے - مجھے پچھلی سردیوں کا زمانہ یاد تھا جب ہم صوبہ ہونان میں چھن شی ، شوی پھو ، شین ہوا اور شی کھوانگ شان سے گزرے تھے - ہم نے دو تین دن کے اندر اندر جاپان دشمن عظیم انجمن ، جاپان دشمن رضاکار ، اور مزدور ایسوسی‌ایشن وغیرہ قائم کر دی تھیں - اور شی کھوانگ شان سے روانگی کے وقت ہم نے وہاں ایک ہزار سے زائد افراد پر مشتمل مزدوروں کا دستہ منظم کیا تھا - اس وقت میں اگرچہ پروپیگنڈے کا کام کرتا تھا اور اس کے ہمہ‌جہت مقصد سے نابلد تھا ، تاہم یہ مبہم سا تصور میرے سامنے تھا کہ جاپان کی مزاحمت کے لئے شمال کی طرف روانگی ، ایک عظیم انقلابی ابھار میں محض تمہید کا درجہ رکھتی تھی -

سرخ فوج کی پروپیگنڈا ٹیمیں اور ورک ٹیمیں کام میں جٹ گئیں - پی چیئے میں بھرپور زندگی کروٹیں لینے لگی - یہ ٹیمیں صبح سے رات گئے تک شہر کی گلیوں ، سڑکوں اور چوراہوں میں طرح طرح کے پروگرام پیش کرتیں اور گیتوں ، ناچوں ، نعروں اور تقریروں

کے ذریعے لوگوں پر سرخ فوج کی پالیسیاں واضح کرتیں ۔ تاھم مرکزی تنظیموں سے دور ھونے کے سبب بین الاقوامی اور ملکی سیاسی صورت حال کے بارے میں ھمارے پاس بہت کم معلومات تھیں ۔ ھم کومنتانگ علاقوں کے اخبارات (جن میں سے چند ایک ترقی پسند تھے) کھنگال ڈالتے اور ان میں پئچنگ ، نانچنگ ، شنگھائی اور ملک بھر کے دوسرے علاقوں میں جاپان دشمن اور وطن کو بچانے کی تحریک سے متعلق مضامین تلاش کرتے ، پھر ان کا مناسب تجزیہ کر کے سادہ پروپیگنڈے کے لئے نعرے ، اپیلیں اور رھنما اصول وضع کرتے ۔ کاغذ نایاب تھا ، لہذا ھم ردی اور گھروں میں بنایا ھوا کاغذ کام میں لاتے ۔ ھم دیواروں ، دروازوں اور بانس کی کھپچیوں پر نعرے لکھتے تو راکھ اور کوئلے سے روشنائی کا کام دیتے ۔ ھم عام طور پر مزدوروں اور کسانوں کے سامنے تقریریں کرتے ۔ سڑکوں یا محلوں میں تقریریں کرنے سے قبل ھم لوگوں سے ان کی روزمرہ زندگی کے تفصیلی احوال پوچھتے اور دوست بناتے ۔ لوگ جذباتی اعتبار سے ھمارے قریب تر آنے لگے ۔ ھم جو کچھ کہتے وہ آسانی سے قبول کر لیتے ۔ آھستہ آھستہ جلسوں میں حاضرین کی تعداد بڑھنے لگی اور ھمارے مقرروں کے حوصلے بلند سے بلندتر ھوتے چلے گئے ۔

۱۹۳۵ء کے اوائل میں مرکزی سرخ فوج اس علاقے میں داخل ھوئی تو مزدوروں ، کسانوں اور طالب علموں نے پارٹی کی طرف سے تعلیم پر جداگانہ ردعمل ظاھر کیا تھا ۔ یہی سبب تھا کہ جب ھم جاپان کے خلاف کومنتانگ کی عدم مزاحمت کی پالیسی کا ذکر کرتے تو اکثر و بیشتر ھجوم سے یہ نعرے بلند ھونے لگتے : " جاپانی سامراج

مردہ باد ! " ہم نے نہ صرف جاپان کی مزاحمت اور وطن کو بچانے کی تحریک پھیلائی بلکہ مثالیں دے کر یہ بھی عیاں کیا کہ " غریبوں کی غربت اور امیروں کی امارت کا سبب کیا ہے ۔ " ہم نے مظلوموں کو دعوت عمل دی کہ وہ متحد ہو کر اپنے آپ کو استحصال سے نجات دلائیں ۔

چند دن کے اندر اندر عوام بیدار ہو گئے ۔ طلبا خاص طور پر بڑے سرگرم اور مستعد نکلے ۔ وہ کمیونسٹ پارٹی کی متحدہ محاذ کی پالیسی کو پھیلانے اور چیانگ کائی شیک کی " بیرونی حملہ آوروں کی مزاحمت سے قبل اندرونی امن کا قیام " کی غدارانہ پالیسی کو بےنقاب کرنے میں ہمارے ساتھ شامل ہو گئے ۔ وہ اکثر اپنی الگ میٹنگیں کرتے اور اپنے ساتھی طلبا پر زور دیتے کہ وہ اٹھ کھڑے ہوں ، چیانگ کی مخالفت اور جاپان کی مزاحمت کریں ۔ وہ اپنے ساتھی طلبا کو سرخ فوج میں شمولیت پر ابھارتے ۔ زمینداروں کے کھیت مزدور بھی رات میں چپکے سے آ جاتے ، کسانوں پر ان کے مظالم اور استحصال کی داستانیں سناتے اور یہ بھی بتا دیتے کہ زمینداروں نے نقرئی ڈالر ، کپڑا ، اناج اور دیگر قیمتی اشیا کہاں چھپا کر رکھی تھیں ۔ ان اطلاعات کی بنیادوں پر ، اور بخوبی تحقیقات اور سیاسی محکمے کی منظوری کے بعد ہم نے برآمد شدہ اشیا کا ایک حصہ عوام میں بانٹ دیا ۔ اس پر عوام اکثر کہتے ، " حق بحقدار رسید ۔ " یوں نہ صرف انقلابی جوش و ولولے میں ایک ابھار پیدا ہوا بلکہ سرخ فوج میں شمولیت کی زبردست لہر بھی چل نکلی ۔ انہوں نے زمینداروں ، جابر حاکموں اور کومنتانگ کے خلاف دم واپسیں تک

جدوجہد کا عہد کیا - سرخ فوج میں رنگروٹوں کی تعداد تیزی سے بڑھنے لگی اور صرف ہمارے آرسی گروپ کے ہیڈکوارٹرز اسٹاف میں ایک ہزار افراد کا اضافہ ہو گیا - ڈویژنوں میں رنگروٹوں کو ملا کر مجموعی تعداد تین ہزار سے زیادہ تک جا پہنچی - پی چیئے سے روانگی سے قبل ہم نے خودمختار فرسٹ اور فورتھ رجمنٹ قائم کی - کچھ طالبات بھی سرخ فوج میں شمولیت کی متواتر درخواست کر رہی تھیں ، مگر ہم چونکہ مسلسل سفر میں تھے لہذا ان کا شکریہ ادا کرتے ہوئے یہی تلقین کرتے کہ وہ گھروں کو لوٹ جائیں -

پی .پیئے میں بیس روزہ قیام کے دوران ہم نے جاپان کے خلاف قومی متحدہ محاذ کی تشکیل کے لئے بالائی حلقے میں بھی کام کیا - قصبے اور قرب و جوار کے علاقے میں متعدد ایسے روشن خیال افراد اور مقامی مسلح دستے موجود تھے جو ملک کو بچانے کے اس نازک مرحلے پر جاپان کی مزاحمت کا احساس رکھتے تھے اور چیانگ کائی شیک سے غیر متفق لوگوں کے خلاف کومنتانگ کی غدارانہ پالیسی پر کم و بیش عدم اطمینان کا اظہار کرتے تھے - پارٹی نے اس سنہری موقع سے فائدہ اٹھایا اور جلسوں اور نجی ملاقاتوں کے ذریعے ان پر یہ عیاں کیا کہ جاپان کی مزاحمت کے بارے میں کمیونسٹ پارٹی کا موقف کیا تھا - مزیدبرآں پارٹی کی دیگر پالیسیاں بھی واضح کیں ، اور انہیں اس بات پر ابھارا کہ قومی نجات کی خاطر مل جل کر جاپان کے خلاف مسلح دستہ تشکیل کرنے کے لئے ہر شعبۂ زندگی کے لوگوں سے اتحاد قائم کریں - ساتھ ہی ساتھ ہم نے کومنتانگ علاقوں میں ڈاکخانوں کے توسط سے مختلف حلقوں سے تعلق رکھنے

والے لوگوں کے نام خطوط بھیجے اور جنوب مغربی صوبوں میں کومنتانگ کے اعلیٰ افسروں سے اپیل کی کہ وہ جاپان کی مزاحمت کے لئے ہمارے ساتھ جنگ بندی کا سمجھوتہ کریں ۔

کئی دنوں کے پروپیگنڈے کے نتیجے میں بہت سے لوگ پارٹی کے موقف سے آگاہ ہو گئے ۔ ان لوگوں میں کومنتانگ کے ایک ممتاز رکن مسٹر چو سو یوان بھی شامل تھے ۔ انہوں نے ہمارے ساتھ مل کر پروپیگنڈے کا کام بھی کیا ۔ بعدازاں جب کوئیچو میں " مزاحمت جاپان اور تحفظ وطن " فوج قائم ہوئی تو وہ اس فوج کے کمانڈر انچیف مقرر ہوئے ۔ جب سرخ فوج پی چیئے سے روانہ ہوئی تو انہوں نے ہمارے ساتھ لانگ مارچ کیا ، دشوار گزار برفپوش پہاڑ اور دلدلی علاقہ عبور کئے اور بالآخر شینشی ۔ کانسو سرحدی علاقے میں آ پہنچے ۔

جون میں برفباری

تھیئن کو ھاؤ

دریائے چن شا عبور کرکے کئی دن کی کٹھن مسافت کے بعد ہماری سرخ فوج برفانی پہاڑوں کے خطے میں پہنچ گئی - تپتی گرمیوں کے دن تھے - سورج شعلے اگلتا اور چوٹی سے ایڑی تک پسینہ بہتا رہتا - لیکن ہمارے نتھنے اور ہونٹ خشکی سے پھٹنے لگے تھے - بل کھاتا راستہ قدم قدم بلندی کی طرف جا رہا تھا - آخر ہم اس پہاڑ کے دامن میں آ پہنچے جو پندرہ دن سے نظروں کے سامنے تھا - یہ پہاڑ بےحد اونچا تھا اور برف کی چمک آنکھوں کو خیرہ کئے دے رہی تھی -

مقامی لوگوں نے بتایا کہ اس پہاڑ کے پار اترنے کے لئے ہمیں ۳۰ کلومیٹر کا فاصلہ طے کرنا ہوگا - شام ڈھلے ہم نے مدھم چاندنی میں پہاڑ پر چڑھنا شروع کیا - سپاہیوں کی ایک لمبی قطار تھی جو آگے پیچھے حد نظر تک چلی گئی تھی - پروپیگنڈا ٹیم کے نعرے اور گیت ، جن میں کبھی کبھی گھوڑوں کی ہنہناھٹ بھی شامل ہو جاتی ، ہمارے حوصلے بڑھا رہے تھے - تاہم رفتار بہت سست تھی -

بل کھاتے راستے پر ہم سنبھل سنبھل کر قدم اٹھا رہے تھے کہ بے احتیاطی سے اٹھایا ہوا ایک قدم کسی گہرے کھڈ میں لے جا سکتا تھا ۔

ہم رات بھر چلتے رہے مگر پو پھٹے اندازہ ہوا کہ ابھی چوٹی تک کا نصف راستہ بھی طے نہیں کر پائے تھے ۔ ہمیں تھوڑی دیر سستانے کا حکم ملا اور سوکھے آٹے کے چند پھنکے مار کر پھر آگے چل دیئے ۔

چڑھائی سخت سے سخت تر ہوتی چلی گئی ۔ گو ہمارے ہراول دستے نے راہ ہموار کر دی تھی تاہم گھوڑوں اور خچروں کو اوپر لے جانا آسان کام نہ تھا ۔ معلق چٹانیں ایسی تھیں کہ ہم ذرا سا بھی ان سے چھو کر گزرتے تو وہ اڑاڑدھم سروں پر آ گرتیں ۔ ادھر پرشور پہاڑی نالے پھوار کے بادل چھوڑ رہے تھے ۔

دوپہر کے لگ بھگ ہم ادھ راہ میں پہنچے اور پھر ایک موڑ مڑے تو سامنے دو اونچی چوٹیاں تھیں ۔ ہمارا تنگ راستہ انہی چوٹیوں کے بیچ سے ہو کر گزرتا تھا ۔ دونوں طرف کی چٹانوں پر زمردی صنوبر اگے ہوئے تھے ۔ راستے کے ساتھ ساتھ ہری ہری دوب تھی اور یہاں وہاں زرد پھول ہلورے لے رہے تھے ۔ ٹھنڈی ہواؤں کے جھونکے نہ ہوتے تو بالکل بہار کا سا سماں تھا ۔

مزید دو گھنٹے کی مسافت کے بعد یوں لگا جیسے شدید سردی کا موسم ہو ۔ برف کی تہہ دبیز تر اور راہ زیادہ پھسلواں ہوتی چلی گئی ۔ میرے پیچھے پیچھے ایک بوڑھا بیمار کامریڈ تھا ۔ وہ کوئیچو کا رہنے والا تھا ۔ میں نے اس کی پھولی سانسوں کی آواز سنی تو اس

مصور : تونگ چهن شنگ

کی رائفل تھامنے کو ہاتھ بڑھایا ۔ اس وقت اس کا بستر تھامنے کے لئے میرا ڈپٹی اسکواڈ لیڈر آ گیا مگر اس کامریڈ نے انکار کر دیا اور اپنا بوجھ خود اٹھائے بدقت قدم اٹھاتا رہا ۔

اب ہم ایک ایسے مقام پر پہنچے جہاں برف کی کوئی دو فٹ موٹی تہہ جمی ہوئی تھی اور اس کے نیچے پانی موجیں مار رہا تھا ۔ راستہ مزید تنگ اور عمودی شکل اختیار کر گیا ۔ بے احتیاطی سے اٹھا ہوا ایک قدم ہمیں صفحۂ ہستی سے مٹا سکتا تھا ۔ گھاس کے جوتوں میں ہمارے پاؤں بالکل سن ہو چکے تھے ۔

ہوا بےحد لطیف ہو گئی اور مجھے یوں محسوس ہونے لگا جیسے کسی نے میرے سینے پر بھاری سل رکھ دی ہو ۔ ہم دھیرے دھیرے قدم اٹھاتے اور ہر چند قدم پر دم لینے کو رک جاتے ۔ میں نے پیچھے مڑ کر اس بوڑھے کامریڈ کو دیکھا تو اس کی پیشانی سے پسینے کی ندیاں بہہ رہی تھیں ۔ اس کے لئے قدم اٹھانا دوبھر ہو رہا تھا اور آخرکار وہ زمین پر ڈھیر ہو گیا ۔ ہمارے سیاسی کمیسار نے لپک کر اسے اٹھایا اور اس کا بازو اپنے شانے پر رکھ کر کہنے لگا :

”کامریڈ ، بس تھوڑی سی ہمت اور کرو ۔ اس پہاڑ کو عبور کرنے کا مطلب ہے ہمیں فتح حاصل ہو گئی ۔ ہم کیا یہاں تک آ کر حوصلہ ہار دیں گے ؟ “

”میں خود چل سکتا ہوں ۔ “ بوڑھا کامریڈ سیاسی کمیسار کا بازو ہٹاتے ہوئے جذبات سے مغلوب لہجے میں بولا اور لڑکھڑاتے قدموں سے آگے بڑھتا رہا ۔

تین بجے سہ پہر ہم چوٹی پر پہنچے تو ہمارے حوصلے بلند

ہو گئے ۔ لیکن اچانک جنوب مغرب سے سیاہ بادل اٹھے ۔ پہلے شدید ژالہ باری ہوئی اور پھر برف گرنے لگی ۔ آن کی آن میں موسم بدل گیا تھا ! ہماری پتلی وردیاں بھیگ کر جگہ جگہ سے اکڑ گئیں ۔ یخ بستہ ہواؤں میں ہمارے دانت بج رہے تھے ۔ ہمارے سیاسی کمیسار اور کمانڈر نے ہدایت دی کہ لحافوں کی بکل مار لیں ۔ لیکن ہواؤں کے جھکڑ تو گویا ہماری مشکلات دونی کر رہے تھے ۔ گھٹنوں گھٹنوں برف میں قدم اٹھانا ایک عذاب تھا ۔ ادھر تیز ہواؤں نے ہمارے لحافوں کو دھونکنی کی مانند پھلا رکھا تھا اور ہم ایک دوسرے کا سہارا لئے لڑکھڑاتے ہوئے آگے بڑھ رہے تھے ۔

" زمانۂ قدیم کے ایک شاعر نے ایک نظم میں کہا کہ سیچھوان تک پہنچنا آسمان پر چڑھنے سے زیادہ دشوار ہے ، مگر یہ جگہ تو اس سے بھی بدتر ہے ۔ " ہمارا سیاسی کمیسار بڑبڑا اٹھا ۔

پیچھے پیچھے آتے ایک ہرکارے نے اس کی بات سن کر کہا ، " کمیسار ، ہم آسمان پر ہی تو جا رہے ہیں ، دیکھئے بالکل بادلوں پر قدم اٹھا رہے ہیں ! " اور ہم سب کے قہقہے چھوٹ گئے ۔

شام ہوتے ہوتے برف کا طوفان دب گیا ۔ ڈوبتے سورج کی شعاعوں میں برفانی چوٹی جگمگا اٹھی اور ہماری آنکھیں خیرہ ہو گئیں ۔

میرا خیال تھا کہ اترائی آسان ہوگی مگر جلد ہی مجھے اپنی غلطی کا احساس ہو گیا ۔ ہم بےحد سنبھل سنبھل کر قدم اٹھا رہے تھے ، مبادا پھسل جائیں ۔ ہمارے ایک ساتھی سے لمحے بھر کی بےاحتیاطی ہوئی اور وہ پھسلتا ہوا کوئی تیس میٹر نیچے چلا گیا ۔ ہم سب بےچین نظروں سے اسے دیکھ رہے تھے کہ وہ اٹھ کر بڑے

زندہ دلانہ انداز میں چلایا ، " آؤ ساتھیو ، ذرا اس ڈھال پر پھسل کر دیکھو ! " اور ہم سب نیچے کی طرف پھسلنے لگے ۔

رات تک ہم سب صحیح سلامت ، ہوا اور برف کے طوفان سے فاتحانہ انداز میں باہر آ چکے تھے ۔ ہم نے ایک دن کے اندر اندر بہار ، خزاں ، اور برف بدوش سردی کا سماں دیکھا تھا ۔ پہاڑ کے دامن میں ہمیں پھر گرمی نے آ لیا ۔

پارٹی برانچ کمیٹی کی میٹنگ

چھیئن چی آن

پوری کمپنی کے پاس چاولوں کا ایک دانہ نہ بچا تھا اور ابھی تہہ ژونگ * کئی دن کی مسافت پر تھا ۔ یہ پہلا موقع تھا کہ ہمیں فاقہ کشی کا سامنا کرنا پڑا ۔ ہم سے آگے جانے والے دستوں کو معلوم ہو چکا تھا کہ گھوڑے کی ھڈیاں اور گھوڑے کی لید میں غیر ھضم شدہ چھینگ کیہ جو خوراک کے طور پر استعمال کئے جا سکتے ھیں ۔ مگر ہم چونکہ عقب میں تھے لہذا یہ چیزیں بھی ہماری دسترس سے باھر تھیں ۔ ایک کے بعد ایک کامریڈ پیچھے رھا جا رہا تھا اور بھوک کے سائے لمبے ھوئے جا رہے تھے ۔ ھمیں جنگلی بوٹیوں اور گھاس کا شوربا بھی مل جاتا تو پھولے نہ سماتے کیونکہ خالی پانی سے تو یہ شوربا بہرحال بہتر تھا ۔

ھمارا نعرہ تھا ، "بھوک برداشت کرو اور انقلاب اور فتح کی خاطر پیش قدمی جاری رکھو ! " تاھم ساتھ ھی ساتھ یہ تصور بھی دل میں چٹکیاں لیتا رھتا تھا کہ تہہ ژونگ پہنچتے ھی زبردست

* مغربی سیچھوان کی ایک بستی ۔

مصور : فان چهنگ

" ضیافت " اڑائیں گے - ہمارے بیمار کامریڈ گرتے پڑتے پیچھے پیچھے چلے آ رہے تھے - جن میں چلنے کی سکت بھی نہ رہی تھی ، انہوں نے دوسرے کامریڈوں کا سہارا لے رکھا تھا - تہہ ژونگ ہمارے تصورات میں " ارض افراط اناج " کا روپ دھار چکی تھی - ہم نے اس سے بےشمار امیدیں وابستہ کر رکھی تھیں ، مگر جب وہاں پہنچے تو ساری امیدوں پر اوس پڑ گئی - یہ ایک اجاڑ اور ویران بستی نکلی جہاں صرف تین کنبے آباد تھے - ہم نے تمام جگہیں چھان ماریں لیکن پاؤ بھر اناج ہاتھ نہ آیا -

میں نے سپاہیوں کے ستے ہوئے اور کمزور چہرے دیکھے تو دل مسوس کر رہ گیا - میں جانتا تھا کہ ہمارے کامریڈ آہنی جذبے کے مالک ہیں - وہ آخری دم تک قدم بڑھاتے رہیں گے - مگر ابھی ہمیں ان گنت منزلیں طے کرنی تھیں اور میں یہ سوچ سوچ کر پریشان ہوا جا رہا تھا کہ جنگلی نباتات پر آخر کب تک گزارہ ہوگا ؟

کمپنی کمانڈر چانگ شیئن یون اور میں خوراک کی تلاش میں مارے مارے پھر رہے تھے کہ اچانک کمپنی سارجنٹ لپک کر مویشیوں کے باڑے سے نکلا - اس کا چہرہ شدت جذبات سے تمتما رہا تھا گویا کوئی بہت بڑا خزانہ ہاتھ لگ گیا ہو -

اس نے خوشی سے چلا کر کہا ، " کمپنی کمانڈر اور سیاسی کمیسار ، یہاں آئیے اور دیکھئے یہ کیا ہے ؟ "

ہم لمبے لمبے ڈگ بھرتے ہوئے باڑے میں پہنچے تو ایک گوشے میں بھوسہ رکھا ہوا تھا - سارجنٹ زمین پر بکھرے چھینگ کھہ جو کے چند دانوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولا ، " یہ دیکھئے - " اس نے

دھیرے دھیرے گوبر کی سوکھی تہہ ہٹا کر تھوڑی سی کھدائی کی تو لکڑی کا ایک تختہ دکھائی دیا ۔ اس نے بعجلت تختہ ہٹا دیا ۔ نیچے جو سے لبالب ایک بڑا سا مرتبان رکھا تھا ۔

اس نے خوشی سے ناچتے ہوئے کہا ، "کدال لے آؤں ؟ "

"ٹھہر جاؤ ! " میں نے اسے روک دیا ، "ہمیں ڈسپلن کی پابندی کرنی چاہیئے ۔ ہم تبتی قومیت کے کسی شخص کی کوئی شے بلا اجازت نہیں لے سکتے ۔ "

کمپنی کمانڈر منہ سے تو کچھ نہ بولا ، مگر اس کے چہرے سے میں نے اندازہ لگا لیا کہ وہ بھی اسی مسئلے پر سوچ بچار میں غرق تھا ۔

سارجنٹ کے چہرے سے پریشانی ٹپک رہی تھی ۔ وہ کہنے لگا ، "تو پھر کیا کیا جائے ؟ ہمارے سپاہی بھوک سے بےحال ہیں ! "

میں بھی مخمصے میں تھا ۔ میری نظریں اناج پر تھیں مگر کوئی فیصلہ نہ کر پا رہا تھا ۔

سارجنٹ کمپنی کمانڈر اور میری آنکھوں سے جھلکتے شش و پنج میں اپنی بات کا جواب ڈھونڈنے کی کوشش کر رہا تھا ۔

"اس معاملے پر سوچ بچار کے لئے پارٹی برانچ کمیٹی کی میٹنگ بلا لیں ۔ " میں نے رائے دی ۔ کمپنی کمانڈر راضی ہو گیا اور باڑے کے دروازے پر ہی ہنگامی میٹنگ شروع ہو گئی ۔

جب پارٹی برانچ کے لیڈروں کو اناج کا پتہ چلا تو وہ خوشی سے ناچ اٹھے ۔ لیکن میں نے ڈسپلن قائم رکھنے کو کہا تو ان کے چہرے اتر گئے ۔ سب سے پہلے فرسٹ پلاٹون لیڈر یانگ چھنگ ہائی نے بحث کا آغاز کیا ، "تبتی عوام بالکل نہیں جانتے

که سرخ فوج کی حقیقت کیا ہے - وہ رجعت پسند پروپیگنڈے کے بہکاوے میں آ کر کہیں جا چھپے ہیں - اگر ہم نے اناج لے لیا تو وہ ہمارے متعلق بہت خراب رائے قائم کریں‌گے جس سے انقلاب دشمنوں کے عزائم کو تقویت ملے گی ، کیونکہ وہ طرح طرح کی افواہیں پھیلا رہے ہیں - ہم سے آگے جانے والے دستے کے سپاہی بھی ہماری طرح بھوک سے نڈھال ہیں - انہوں نے یہاں اناج کو ہاتھ تک نہیں لگایا - اگر ان میں ضبط کا مادہ ہے تو ہم بھی ضبط سے کام لے سکتے ہیں - اخلاقی دیانت سرخ فوج کے سپاہیوں کا خاصہ ہے - ہم اناج کو ہاتھ لگانے کی بجائے بھوک سے مر جانے کو ترجیح دیں‌گے - "

فرسٹ پلاٹون لیڈر نے حق بات کہی تھی - لہذا ہر کوئی خاموش تھا - کچھ توقف کے بعد سیکنڈ پلاٹون لیڈر ھان یاؤ چی نے دھیمی آواز میں کہنا شروع کیا ، "میں کامریڈ یانگ کے خیالات سے اتفاق کرتا ہوں ، لیکن ہمارے ساتھ دس پندرہ بیمار کامریڈ ہیں - وہ اب خالی پیٹ قدم اٹھانے کی سکت نہیں رکھتے - کیا یہ ممکن نہیں کہ ہم ان کے لئے کچھ اناج نکال لیں ؟ "

ہم بخوبی جانتے تھے کہ بہت سے کامریڈ بھوک سے بیمار ہو گئے تھے اور ان کے لئے دوا سے زیادہ روٹی کی ضرورت تھی - آخر خاصی سوچ بچار کے بعد فیصلہ کیا گیا کہ نقرئی ڈالروں میں ادائیگی کرکے اناج لے لیا جائے -

پارٹی برانچ کمیٹی کے کامریڈوں نے کھدائی کی تو کوئی ۲۰۰ کلوگرام جو نکلا - یہ اناج ہماری پوری کمپنی کے لئے کافی تھا -

سپاهیوں کے چہروں پر مسکراهٹ لوٹ آئی اور بستی میں چہل پہل شروع هو گئی ۔

پارٹی برانچ کمیٹی نے بیمار کامریڈوں کو جو کے آٹھ باقی سپاهیوں کو پانچ اور افسروں کو تین چھوٹے پیالے فی کس دینے کا فیصلہ کیا اور همارے اناج کے تھیلے ایک بار پھر همارے کندھوں پر لٹکے نظر آنے لگے ۔

هم نے فیصلہ کیا کہ اناج کی قیمت کے طور پر دیئے جانے والے نقرئی ڈالر اسی جگه دفن کر دیئے جائیں جہاں سے اناج برآمد هوا تھا ۔ میں نے کلرک سے ایک نوٹ لکھنے کو کہا اور اس نے سرخ کاغذ پر یه عبارت لکھی :

جناب ،

هم آپ کا اناج یوں لینے پر معذرت‌خواہ هیں ۔

پچاس نقرئی ڈالر بطور قیمت قبول فرمائیں ۔

سیکنڈ کمپنی ،

چینی مزدوروں اور کسانوں کی سرخ فوج

هم نے نیلے کپڑے کے ایک ٹکڑے میں رقم لپیٹی اور اس پر تحریر چسپاں کرکے خالی مرتبان میں رکھ دی ۔ سارجنٹ نے اس خیال سے که ممکن هے قیمت کم هو ، مزید باره نقرئی ڈالر اس میں شامل کر دیئے ۔ یه مسئله حل هو گیا تو پارٹی برانچ کمیٹی کے ممبروں نے اپنی نگرانی میں مرتبان پہلے کی طرح زمین میں دفن کروا دیا ۔

کان زی میں فوجوں کا ملاپ

تھان شانگ وی

ہماری فوج مغربی سیچھوان میں تاؤ چھنگ کے مقام پر پہنچی تو آدھا مئی بیت چکا تھا ۔

ہم لگ بھگ دو سو دن کے عرصے میں لڑتے بھڑتے پانچ صوبوں یعنی ہونان، ہوپے، کوئیچو، یون نان اور شیکھانگ سے گزرے ۔ مجھے نہ تو یہ یاد رہا کہ ہم نے کتنے فلک بوس پہاڑ، سنگلاخ چوٹیاں اور دریا عبور کئے اور نہ اس کا حساب کہ گھاس کے کتنے جوتے گھس کر جواب دے گئے، کتنا کچا اناج اور تلخ جنگلی پھل کھا کر ہم نے پیٹ کی آگ بجھائی ۔ ہم نے موسلادھار بارشوں اور تپتی دھوپ کے تھپیڑے کھائے، اور یہ ساری کیفیتیں اپنا اثر چھوڑ گئی تھیں ۔ ہم میں سے کون تھا جو ناتوانی اور تھکان سے بےدم نہ تھا ؟ ہمارے لباس بوسیدہ ہو چکے تھے کہ انہیں مرمت کرنے کی مہلت ہی نہ ملی تھی ۔ ہمارے بال لمبے اور پریشان تھے کہ کہیں رک کر کٹوانے کا موقع نہ پا سکے تھے ۔ گو دشمن نے ہماری پیش قدمی روکنے کے لئے ہر جتن کر مارا تھا اور اکثر عقب سے

حملے بھی کئے تھے ، مگر پارٹی اور سیکنڈ فرنٹ آرمی کے کمانڈروں کی زیر قیادت ہم نے تمام حصار اور ناکہ بندیاں توڑ دی تھیں - ہم نے اپنا خون دے کر فتح کی راہ استوار کی تھی -

ھونان - ھوپے - سیچھوان - کوئیچو سرحدی علاقے سے روانگی کے بعد ہم کن کن افتادوں سے دوچار ہوئے ، ان کا اظہار الفاظ میں ممکن نہیں - پھر بھی اس سارے سفر میں ہر کسی کے حوصلے بلند رہے - طویل مسافتوں کے دوران بھی کوئی کامریڈ دبے لہجے میں شکوہ کرتا تو بس یہی کہ " اگر ایک دن آرام کا مل جاتا تو ہم گھاس کے جوتوں کی ایک دو جوڑیاں ہی بنا لیتے - " تاہم ایسے مواقع کم ہی ملتے تھے -

ایک صبح ہم روانگی کے لئے تاؤ چھنگ کے چوک میں صفیں درست کر رہے تھے کہ سیاسی کمیسار وانگ چن اچانک نمودار ہو گئے - ان کے چہرے سے خوشی جھلک رہی تھی - وہ مٹی کے چبوترے پر چڑھ کر بھاری بھرکم ھونانی لہجے میں گویا ہوئے :

" کامریڈو ، میں آپ کے لئے ایک خوشخبری لایا ہوں .. "

چوک میں ایک سکوت طاری ہو گیا اور انہوں نے بات جاری رکھی ، " فورتھ فرنٹ آرمی شمال مغربی سیچھوان میں کان زی کے مقام پر پہنچ چکی ہے اور اس نے ۳۲ ویں کور کو ہمارے خیر مقدم کے لئے لی ہوا روانہ کر دیا ہے - آئیے اپنی تمام تر توانائیوں کے ساتھ کان زی تک پیش قدمی کریں اور فورتھ فرنٹ آرمی سے جا ملیں ! "

" کان زی میں فوجوں کا ملاپ ! " سپاہیوں کے چہرے کھل

مصور : هوانگ چیا یو

اٹھے اور کچھ کامریڈ تو خوشی سے ناچنے لگے - ہم اتنے عرصے سے آرام کر پائے تھے نہ جوتوں اور خوراک کی رسد کا مسئلہ حل ہوا تھا اور اب پلک جھپکنے میں امید کی کرن جگمگا اٹھی تھی -

ہمارے سپاھی خوشی سے تمتماتے چہرے لئے لی ھوا کی جانب روانہ ہوئے - سارا علاقہ سپاٹ اور سرسبز و شاداب تھا - یہاں وھاں تبتیوں کے مویشیوں کے گلے چر رہے تھے - دور کوئی گڈریا گیت چھیڑتا تو مدھر تان ہمارے کانوں میں رس گھول جاتی - سنہری چھتوں والی لاما خانقاھیں ، حدنظر پر پھیلے برفپوش پہاڑوں کے ساتھ مل کر بڑا سہانا سماں پیش کر رھی تھیں - تاؤ چھنگ سے لی ھوا تک راستے کے دونوں جانب تبتی گھڑسواروں نے ھمارا خیرمقدم کیا اور مکھن اور زاسبا (بھنا ھوا جو) سے تواضع کی - ہمارے رسالے کے گھڑسواروں کو روک کر وہ انہیں مرغیاں پیش کرتے - ہم چونکہ تبتی زبان سے بالکل ناواقف تھے ، لہذا کسی مترجم کو بلا کر شکریہ ادا کرتے تو تبتی رسمی انداز میں انگوٹھا بلند کرکے کہتے ، ”بہت خوب !“

ہمارے زخمی ساتھی چلنے سے معذور تھے ، چنانچہ تبتیوں نے انہیں گھوڑوں پر بٹھا کر اگلے پڑاؤ تک پہنچا دیا - ان کا برتاؤ ہمارے ساتھ بالکل بھائیوں جیسا تھا - اور یوں ہم نے دن بھر کا سفر آدھے دن میں طے کر لیا - لی ھوا کے جنوب میں واقع ایک مقام چیاوا میں ۳۲ویں کور کا ھراول دستہ ہم سے آملا -

ہم نے آدھا دن لی ھوا میں آرام کیا ، گرد سفر جھاڑی اور اقلیتی قومیتوں کے بارے میں پارٹی کی پالیسیوں اور فورتھ فرنٹ آرمی

سے ملاپ کے سلسلے میں ضروری نکات کا مطالعہ کیا ۔

ہمارا ۷۰واں ڈویژن کان زی کے قریب کان ھائی زی کے پڑاؤ پر پہنچا تو ہم نے دیکھا کہ تمام کمرے صاف ستھرے تھے اور فرش پر پیال بچھا ہوا تھا ۔ پتہ یہ چلا کہ فورتھ فرنٹ آرمی یہیں مقیم تھی اور اس صبح سپاھیوں نے ہمارے لئے ساری جگہ صاف کر دی تھی ۔ باورچی لاؤ یانگ کہنے لگا ، "فورتھ فرنٹ آرمی کے کامریڈ ہمارے لئے بہت سا ایندھن بھی اکٹھا کر گئے ھیں ۔ پانی کے دو بڑے مٹکے لبالب بھرے ہوئے ھیں اور ابلا ھوا پانی بھی رکھا ہے ۔"

ھمیں وھاں پہنچے زیادہ دیر نہ بیتی تھی کہ عظیم‌الشان پیمانے پر "فوجوں کے ملاپ کے جلسے" کی اطلاع آ گئی ۔ اس روز ہم نے کمال سرعت سے صف بندی کی ۔ ھیڈکوارٹرز کے اعلان میں کہا گیا تھا کہ تمام سپاھی صاف ستھری وردیوں میں قد کے مطابق صف بندی کریں اور چار کالموں میں جلسے میں پہنچیں ۔

ہم نے دور ھی سے دیکھ لیا کہ ایک خانقاہ کی سرخ دیوار پر بینر لگا ھوا تھا اور اس پر لکھا تھا : "سیکنڈ فرنٹ آرمی کے جانبازوں کو سلام !" جلسہ گاہ میں کئی بٹالینیں اکٹھی ہو چکی تھیں ۔ فضا میں بکھرتی دھنوں میں نسوانی آوازیں نمایاں تھیں ۔ مجھے اس گیت کے صرف دو مصرعے یاد رہ گئے ھیں : "سیکنڈ اور سکستھ کور یکجا ھو جاؤ ! اپنے سرخ پرچم لہراتے ہوئے پیش قدمی جاری رکھو !"

ہم جلسہ گاہ میں داخل ہوئے تو وھاں موجود سب سپاھیوں نے

بازو لہرا لہرا کر نعرے لگانے شروع کر دیئے : " ہم ہونان ۔ ہوپے ۔ سیچھوان ۔ کوئیچو ۔ یون نان علاقے سے لڑ کر آنے والی سیکنڈ فرنٹ آرمی کا خیر مقدم کرتے ہیں ! " " چینی مزدوروں اور کسانوں کی سرخ فوج زندہ باد ! "

تبتی لوگ بھی راستے کے دونوں جانب مکھن اور زاسبا لئے ہمارے خیر مقدم کو کھڑے تھے ۔ فورتھ فرنٹ آرمی کے کامریڈوں کے چہروں سے جھلکتی دوستی دیکھ کر اور حوصلہ افزائی کی باتیں سن کر ہم اپنی ساری تھکن اور کلفت بھول گئے ۔

یوں دو برادر فوجیں ایک نازک سرحلے پر یکجا ہو گئیں ! دونوں باہم اجنبی تھیں ، مگر ان گنت خطرات سے گزری تھیں اور بے شمار جھڑپوں میں دشمن کے دانت کھٹے کر چکی تھیں ۔ ہر کوئی جذبات سے مغلوب ہوا جا رہا تھا ۔ ہم لوگ ایک دوسرے سے بہت کچھ کہنا سننا چاہتے تھے مگر یہ جان نہیں پا رہے تھے کہ ابتدا کہاں سے کریں ؟

" کامریڈو ، اب کمانڈر انچیف چو تہہ حاضرین سے خطاب کریں گے ۔ "

جلسہ گاہ میں اچانک خاموشی چھا گئی ۔

کمانڈر انچیف چو تہہ چبوترے پر آئے تو سپاہیوں نے تالیوں سے آسمان سر پر اٹھا لیا ۔ ان کا قد کوئی زیادہ لمبا نہ تھا اور نہ ہی وہ اتنے بارعب اور سنجیدہ تھے جتنا کہ میں نے سوچ رکھا تھا ۔ ان کا چہرہ دبلا پتلا مگر ایک مشفقانہ مسکراہٹ لئے ہوئے تھا ۔ لباس بھی بےحد سادہ تھا ۔ بھورے رنگ کی کھادی کی جیکٹ اور ہمارے

جیسے گھاس کے جوتے ۔ دیکھنے میں وہ بالکل معمولی سپاهی لگتے تھے ۔

انهوں نے حاضرین پر ایک اچٹتی هوئی نظر ڈالی اور پھر گرجدار سیچھوانی لہجے میں گویا هوئے :

"کامریڈو ! میں آپ کو برفپوش پہاڑ فاتحانه انداز میں عبور کرنے پر مبارک باد پیش کرتا هوں اور کان زی میں فورتھ فرنٹ آرمی سے ملاپ کا خیر مقدم کرتا هوں ۔ تاهم یه هماری منزل مقصود نہیں ۔ همیں شمال کی سمت سفر جاری رکھنا هے اور اس غرض سے همیں فرد واحد کی طرح متحد هونا هوگا ۔ اتحاد کے بغیر هم کوئی کامیابی حاصل نہیں کر سکتے ۔ مزیدبرآں ، همارے سامنے اب بےآباد دلدلی علاقه هے ۔ یه علاقه عبور کرنے کے لئے همیں هر قسم کی مشکلات پر قابو پانے کی پوری تیاری کرنی هوگی ۔ "

اس کے بعد انهوں نے همیں کان زی کے بارے میں بتایا اور یه خوشخبری بھی سنائی که چیئرمین ماؤ کی قیادت میں فرسٹ فرنٹ آرمی پہلے هی دلدلی علاقه پار کرکے شینشی ۔ کانسو خطے میں جاپان دشمن مورچے پر پہنچ چکی هے ۔

کمانڈر انچیف چو تہه کی باتیں همارے دلوں میں گھر کر گئیں ۔ شام کے کھانے کے بعد فورتھ فرنٹ آرمی کے سیاسی شعبے کے تھیٹریکل طائفے نے همارے لئے پروگرام پیش کیا ۔ پروگرام بہت عمده تھا ، خاص کر گیت "بھائیوں کا خیر مقدم" اور "سرخ فوج کا رقص" ۔ سیکنڈ فرنٹ آرمی کے هر سپاهی کے چہرے پر مسکراهٹ تھی ۔ پچھلے سات آٹھ مہینوں میں هم نے پہلی بار آرام سے بیٹھ کر کوئی پروگرام دیکھا تھا ۔

هم میں سے ہر کسی کو ایک ایک اونی سویٹر یا موزوں کا جوڑا دیا گیا ، جو هم جنوب کے باسیوں کی نظروں میں بڑی پرتعیش اشیا تھیں - همارے بعض دیہاتی ساتھیوں نے تو ایسی چیزیں پہلے کبھی دیکھی تک نہ تھیں - کسی نے هماری کمپنی کے سیاسی کمیسار سے پوچھ ھی لیا ، "یه چیزیں کہاں سے آ گئیں ؟"

سیاسی کمیسار نے جواب دیا ، "فورتھ فرنٹ آرمی کے کامریڈ فکرمند تھے کہ دلدلی علاقه پار کرتے ہوئے هم سردی سے دم توڑ دیں گے ، چنانچه انہوں نے یه سویٹر اور موزے همارے لئے بنائے ھیں - پچھلے چند دن وہ بےحد مصروف رہے -"

تاؤ چھنگ میں ناکافی کپڑوں کی وجه سے هم بولائے بولائے پھر رہے تھے مگر اب ضرورت کی ہر شے میسر تھی - هم جذبات سے مغلوب ہو گئے - ہر کوئی بار بار اپنے اونی سویٹروں اور موزوں کو پہن پہن کر دیکھ رہا تھا - کچھ ساتھیوں نے تجویز پیش کی که یه چیزیں سنبھال کر رکھ لی جائیں اور شمالی شینشی پہنچ کر فرسٹ فرنٹ آرمی کے کامریڈوں کو دے دی جائیں تو تھوڑے سے بحث مباحثے کے بعد یه تجویز سب نے قبول کر لی -

اس شب ہر کمپنی میں کادروں اور پارٹی گروپوں کی میٹنگیں ہوئیں جن میں اتحاد کو مستحکم تر کرنے اور مشکلات پر قابو پا کر منزل مقصود پہنچنے پر غور کیا گیا - تمام سپاهیوں نے عہد کیا که وہ مجاهدانه جذبوں کے ساتھ ہر مشکل اور قدرتی رکاوٹ کا سامنا کرتے ہوئے جاپانی جارحین سے لڑنے کی خاطر شمال کی سمت سفر جاری رکھیں گے -

دلدلی علاقے میں ہمارا سپلائی اسٹیشن

یانگ ای شان

(۱)

۱۹۳۶ء کے اوائل خزاں کا زمانہ تھا ۔ ہم کئی دن کی مسلسل مسافت کے بعد دریائے زرد کے بالائی حصے کے دلدلی علاقے میں دریائے کہہ چھوی تک پہنچ چکے تھے ۔ ہم نے دریا کے کنارے ذرا آرام کیا ، پھر پو پھٹے سپاہیوں نے تمبو گرائے ، دریا کے ٹھنڈے پانی سے ہاتھ منہ دھویا ، یاکوں کو پانی پلایا اور ان پر سامان بار کرکے سفر کی تیاری شروع کر دی ۔ اسی اثنا میں میں نے عقب میں تیز تیز قدموں کی آواز سنی ۔ مڑ کر دیکھا تو ایک اردلی لڑکا کچھ کہتا ہوا ہماری طرف چلا آ رہا تھا ۔ میں پہلے تو یہ سمجھا کہ شاید دوسرے کامریڈوں سے علیک سلیک کر رہا ہے ۔ لیکن پھر احساس ہوا کہ وہ تو مجھے بلا رہا تھا ۔

”کامریڈ ! یانگ ای شان آپ ہی ہیں ؟ “

” ہاں ! “

” فوراً میرے ساتھ چلئے ۔ کمانڈر انچیف چو تہہ آپ سے بات کرنا چاہتے ھیں ۔ “ اس نے ایک طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا ۔

میں لمبے لمبے ڈگ بھرتا ھوا ادھر گیا تو دریا کے کنارے ایک تنومند شخص کھڑا تھا ۔ یہ ھمارے کمانڈر انچیف تھے ۔ ان کی کھال کی قبا ھوا میں پھڑپھڑا رھی تھی ۔ میرے تیز قدموں کی آواز سن کر انہوں نے پیچھے دیکھا اور پوچھا :

” کامریڈ ، رسد کے انچارج آپ ھی ھیں ؟ “

” جی ھاں ! “ میں نے جواب دیا ۔

” تو پھر آپ یہاں سپلائی اسٹیشن کے انچارج بھی ھوں گے ؟ “

” جی ! جناب ۔ “

” بہت خوب ، کامریڈ ، یہ ایک بہت بڑا ذمہ‌داری کا کام ھے ۔ سرخ فوج کے ھزارھا سپاھی پیچھے آ رھے ھیں اور ھیڈ کوارٹرز نے فیصلہ کیا ھے کہ فورتھ فرنٹ آرمی کے براہ راست ماتحت دستے اپنے سارے باربرداری کے یاک یہاں چھوڑ دیں ۔ ھمیں دلدلی علاقے پار کرنے میں ابھی اور چھ سات دن لگیں گے ، لہذا ھر سپاھی کو کھال سمیت نصف کلوگرام گوشت روزانہ سے زیادہ نہ دیا جائے اور باقی سارے یاک یہاں چھوڑ دیئے جائیں ۔ بصورت دیگر پیچھے آنے والے سپاھی دلدلی علاقہ عبور نہ کر سکیں گے ۔ “ انہوں نے ایک ایک لفظ پر زور دیتے ہوئے بات جاری رکھی ، ” بھیڑوں کو ذبح کرکے اس طرح ابالا جائے کہ گوشت کے ساتھ ساتھ کھال بھی کھائی جا سکے ۔ بیلوں کی کھالوں کو خاص کر زیادہ دیر ابالنا پڑے گا ۔ انتڑیاں اور اوجھڑیاں بھی کھائی جائیں گی ۔ “

اس کے بعد چو تہہ ایک اونچی جگہ کھڑے ھو کر سپاھیوں سے خطاب کرنے لگے :

"کامریڈو ، آپ سب جانتے ھیں کہ دلدلی علاقہ ھمارے لانگ مارچ کا مشکل‌ترین حصہ ھوگا - ھمارے پیچھے پیچھے آنے والی سیکنڈ فرنٹ آرمی کا حال ھم سے بھی پتلا ھے - انہیں تو کھانے کو جنگلی نباتات بھی دستیاب نہیں ، کیونکہ آگے جانے والی فوج ساری جڑی بوٹیاں کھا چکی ھے -

"کل دشمن سے جو بھیڑیں اور یاک چھینے گئے تھے ، ھیڈکوارٹرز نے فیصلہ کیا ھے کہ وہ سیکنڈ فرنٹ آرمی کے لئے چھوڑ دیئے جائیں - ھم اپنے باربرداری کے یاک بھی ان کے لئے چھوڑ جائیں‌گے - لہذا آپ کو اپنا اسباب خود اٹھا کر چلنا پڑےگا - "

ان کی تقریر ختم ھونے سے پہلے ھی سپاھیوں نے تالیاں بجا کر رضامندی کا اظہار کر دیا اور دھڑادھڑ اسباب اتار کر یاک ھمارے حوالے کئے اور کوچ شروع ھو گیا -

چو تہہ نے روانگی سے قبل مجھے یاد دھانی کرائی ، "کامریڈ ، آپ کا کام بےحد دشوار ھوگا - اپنے افسروں کو بتا دینا کہ رتی بھر گوشت ضائع نہ ھو - کھال کا چھوٹا سا ٹکڑا بھی بڑا انمول ھوگا - "

(۲)

یوں ۳۰ ویں کور کی ایک بٹالین کے سپاھیوں سمیت ھم تین سو سے زائد آدمی سپلائی اسٹیشن قائم کرنے کے لئے پیچھے رہ گئے -

ہم نے اپنے تمبو کھڑے کئے ، مویشیوں کو بھی اونچی گھاس میں چھپایا اور ایک رجمنٹل سیاسی کمیسار کی قیادت میں پہریدار تعینات کر دیئے ۔

فورتھ فرنٹ آرمی ساری کی ساری گزر چکی تھی اور ہم اس خیال سے کہ جلد ھی سیکنڈ فرنٹ آرمی کا ہراول دستہ آ پہنچے گا ، تیاریوں میں مصروف تھے کہ صبح تڑکے دشمن کے رسالے نے اچانک حملہ کر دیا ۔ ہم نے حملہ تو پسپا کر دیا مگر وہ جاتے جاتے بہت سے یاک لے گئے ۔

کمانڈر ھو لونگ کی قیادت میں سیکنڈ فرنٹ آرمی کا ھیڈکوارٹرز کوئی پانچ روز بعد آیا ۔ فوج ابھی ھماری نظروں سے اوجھل ھی تھی کہ ھمیں ان کے نعرے سنائی دینے لگے ۔ انہوں نے شاید ھمارے تمبو دیکھ لئے تھے ۔ ہم گو اتنے دنوں سے ان کی راہ دیکھ رہے تھے ، لیکن اب جو وہ آ پہنچے تو ہم بےچینی سی محسوس کرنے لگے کیونکہ دشمن بہت سے قیمتی یاک چھین کر لے جا چکا تھا ۔

ھو لونگ نے آتے ھی پوچھا ، " یہاں سپلائی کا انچارج کون ھے ؟ "

" کمانڈر ، میں انچارج ھوں ۔ " میں نے لپک کر آگے بڑھتے ہوئے جواب دیا ۔ اس کے بعد انہوں نے گوشت کی تقسیم کے بارے میں تفصیلات معلوم کیں ۔ میں نے انہیں چو تہہ کی ھدایات سے مطلع کیا اور یہ بھی بتا دیا کہ دشمن بہت سے یاک چھین کر لے جا چکا ھے ۔

" کوئی بات نہیں ، " ھو لونگ نے ھاتھ کو جنبش دیتے ہوئے

کہا ، " کوئی مشکل ہماری راہ نہیں روک سکتی ۔ "پھر انہوں نے سپلائی کے مسئلے پر ہمارے ساتھ بحث کر کے یہ فیصلہ کیا کہ راشن نصف کلوگرام سے کم کر دیا جائے اور کمی مچھلیاں پکڑ کر پوری کی جائے ۔

سپاہیوں میں گوشت بانٹنے کے بعد ، ہم نے کمانڈر کا راشن تیار کیا اور میں خود لے کر محافظ کے پاس پہنچا تو ہو لونگ نے راشن لینے سے انکار کر دیا اور کہا ، " یہ راشن واپس لے جاؤ ۔ " میں نے جب اصرار کیا اور پوچھا کہ وہ سفر میں کیا کھائیں گے تو انہوں نے گوشت لے کر خود سپلائی اسٹیشن کو واپس کر دیا ۔

" کامریڈ ، فکر نہ کرو ۔ میں اپنے راشن کا خود انتظام کر لوں گا ۔ " انہوں نے کہا ۔ ساتھ ھی انہوں نے میرے چہرے سے عیاں الجھن پڑھ لی اور ہاتھ کو یوں جھٹکا دیا گویا مچھلی پکڑ رہے ہوں اور مذاق کے انداز میں گویا ہوئے ، " بس دیکھتے رہو ۔ ہم اپنے راشن کا خود بندوبست کر لیں گے ۔ " اور واقعی ایسا ھی ہوا ۔ فوج جہاں پڑاؤ ڈالتی ، ہو لونگ مچھلیاں پکڑنے نکل جاتے ۔

(۳)

سیکنڈ فرنٹ آرمی کا آخری دستہ گزرنے کے ساتھ ھی ہمارا کام ختم ہو گیا اور ہم اپنے کامریڈوں کے نقش پا پر چل دیئے ۔

کوئی تین دن کی مسافت طے کرنے کے بعد ایک گھنا جنگل سامنے آ گیا اور ہم ایک کیچڑ بھرے راستے پر چلتے رہے جو غالباً جنگلی

درندوں کی گزرگاہ تھی ۔ مگر جلد ھی ھمارے گائڈ بھی ھمت ھار بیٹھے"۔ " آگے کوئی راستہ نہیں ھے ، اب کیا کریں ؟ " کسی کامریڈ نے کہا ۔ بہرحال ھم اس خیال سے آگے بڑھتے رھے کہ اگر رک گئے تو اپنی فوج سے بہت پیچھے رہ جائیں گے اور ھماری مشکلات بڑھ جائیں گی ۔ آخر چلتے چلتے دور ھمیں کچھ سپاھی نظر آ گئے ۔ قسمت نے یاوری کی تھی ۔ یہ سکستھ آرمی گروپ کی ایک کمپنی تھی جسے سنتری کے فرائض سونپے گئے تھے ۔ ان کا راشن ختم ھو چکا تھا ، مگر وہ اپنے فرض سے سرخرو نکلے تھے ۔ وہ بھوک سے نڈھال ھو رھے تھے اور بعض تو زمین پر بےھوش پڑے تھے ۔

ھم لپک کر آگے بڑھے تو ان کے سیاسی کمیسار نے بڑی کمزور آواز میں کہا ، " کامریڈو ، آگے بڑھتے رھو ۔ ھماری وجہ سے مت رکو ۔ جب اصل فوج تک پہنچو تو لیڈروں کو بتا دینا کہ ھم نے وہ فرض پورا کیا جو پارٹی نے ھمیں سونپا تھا ۔ "

لیکن ھم انہیں یوں بھوک کے خونخوار جبڑوں میں چھوڑ کر کیسے جا سکتے تھے ۔ ھمارے پاس ھنوز ایک یاک موجود تھا جس پر بندوقیں بار تھیں ۔ ھم نے وہ یاک انہیں دے دیا ۔

ھمیں دلدلی علاقے پار کئے زیادہ دن نہ بیتے تھے کہ پھر اس کمپنی سے میل ھو گیا ۔ کمپنی کے سپاھی شاداں و فرحاں ، اچھلتے کودتے آئے اور ھم سے بغل گیر ھو گئے ۔ ھم نے بیک زبان نعرے لگانے شروع کر دیئے : " ھم سرخرو نکلے ! ھم نے دلدلی علاقہ پار کر لیا ! "

کوہ تانگ لینگ پر

وو شیئن ان

ہم کوہ تانگ لینگ کے دامن میں پہنچے تو ہیڈکوارٹرز نے ہمارے سپلائی ڈپارٹمنٹ کو اگلے روز سہ پہر ڈھائی بجے سے پہلے پہلے دوسری جانب پہنچ کر فوج کے لئے کھانا تیار رکھنے کا حکم دیا ۔

علی‌الصباح تین بجے اٹھ کر ہم نے اپنے دو تہائی راشن — فی کس چھ اونس سے بھی کم — کو جنگلی نباتات کے ساتھ ابال کر " پیٹ بھر " ناشتہ کیا اور ساڑھے تین بجے ڈوبتے چاند اور تاروں کی چھاؤں میں سفر پر چل دیئے ۔ سب سے آگے ہراول بٹالین ، اس کے بعد گھوڑوں پر سوار زخمی اور آخر میں اسٹریچروں پر شدید زخمی سپاہی تھے ۔ ہم بل کھاتے پہاڑی راستے پر ایک قطار میں چل رہے تھے اور راستہ اتنا سنگلاخ کہ نوکیلے پتھر ہمارے جوتوں میں کھبے جاتے تھے ۔

وادی سے اٹھنے والی یخ ہوا کا جھکڑ چہروں سے ٹکرایا تو ہم جان گئے کہ طوفان آنے کو تھا ۔ ہمیں جلد از جلد پہاڑ پار کرنا

مصور : چهن يو شيڭ

تھا ، بصورت دیگر نہ صرف رات خالی پیٹ آندھی اور برف میں بتانی پڑتی بلکہ ہم اپنے مشن میں بھی ناکام ہو جاتے ۔ میں بار بار گھڑی دیکھتا اور ساتھیوں کو تیز قدم اٹھانے پر ابھارتا رہا ۔ مگر وقت کے گویا پر نکل آئے تھے ، اور ہماری رفتار سست تر پڑتی جا رہی تھی ۔ ہمارے آدمیوں کی ٹانگیں جواب دینے لگیں ۔ ان کے سوجے ہوئے پاؤں من من بھر کے ہو رہے تھے ۔ قدم اٹھانا دوبھر ہو گیا ۔

یہ کوئی تعجب‌خیز بات نہ تھی ، کیونکہ مہینے بھر سے ہمارے ساتھیوں نے نہ پیٹ بھر کھانا کھایا اور نہ رات بھر آرام سے سو ہی سکے تھے ۔ بھوک ستاتی تو اپنی پیٹیاں اور کس لیتے اور چلتے چلتے غنودگی طاری ہونے لگتی تھی ۔ وہ کبھی ایک کندھے کا بوجھ دوسرے پر لادتے اور کبھی چھڑی ایک ہاتھ سے دوسرے میں لے لیتے ۔ اکثر اوقات تو ایک مگ کا وزن بھی من بھر محسوس ہوتا تھا ۔ اسٹریچر اٹھانے والوں کی حالت تو اور بھی دگرگوں تھی ۔ ان کے کندھوں سے ٹیسیں اٹھتیں مگر وہ عقابوں کی مانند آگے راستے پر نظریں جمائے رکھتے تاکہ اسٹریچر کسی طرف کو جھک نہ جائے ۔

کوئی بات کرنے کی ہمت نہ کرتا ، اس ڈر سے کہ منہ کھولا تو ہوا ساری بچی کھچی طاقت لے اڑے گی ۔ اور تو اور " داستان گو " وانگ اور سون تا کانگ جیسے باتونی ہرکارے بھی چپ سادھے ہوئے تھے ۔ صرف ان کی پھولی سانسوں کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں ۔

" سون تا کانگ ، اتنے چپ چپ کیوں ہو ؟ " سیاسی کمیسار چانگ نے جو میرے پیچھے پیچھے آ رہا تھا ، اچانک پوچھ لیا ۔

"میں جانتا ہوں ،" وانگ بیچ میں بول پڑا ، "اسے گھر کی یاد ستا رہی ہے ۔"

میں اچنبھے میں پڑ گیا ۔ سون تیرہ سال کی عمر میں سرخ فوج میں شامل ہوا تھا اور اس نے کبھی ایسا تاثر نہیں دیا تھا جس سے گھر کی یاد ستانے کا شائبہ بھی ملتا ہو ۔ سون بھی حیران سا ہو کر وانگ کو دیکھنے لگا ، مگر وانگ دھیرے دھیرے بولتا رہا ، "کوہ تانگ لینگ کو دیکھ کر اسے گھر یاد آگیا ہے — پھولوں اور پھلوں کا پہاڑ * ۔" یہ سن کر میں اور سیاسی کمیسار چانگ ہنس دیئے ۔

سون ، وانگ کے اس مذاق کے جواب میں ایک نئی توانائی کے ساتھ بھاگنے لگا ۔ پیچھے والے لوگ بھی لطیفہ سننے کے لئے آگے بڑھ آئے اور وانگ نے اپنی رفتار تیز کرتے ہوئے چلا کر کہا ، "سون تا کانگ بندر بادشاہ سون سے یہ درخواست کرنے جا رہا ہے کہ وہ ہمارے سپاہیوں کی خاطر کوہ تانگ لینگ کو یہاں سے ہٹا دے ۔" اور ساتھ ہی ساری وادی قہقہوں سے گونج اٹھی ۔

میں نے وقت دیکھنے کو گھڑی نکالی تو سیاسی کمیسار چانگ اپنی گھڑی کو چابی دے رہا تھا ۔ اس کی نظروں میں اطمینان کی جھلک تھی ۔ ہمارا ہر قدم ہمیں فتح کی جانب لے جا رہا تھا ۔

اچانک آگے آدمیوں میں ہلچل پیدا ہو گئی اور پھر ایک بری خبر ہم تک آ پہنچی : پہاڑ پر طوفان اٹھ رہا تھا !

---

* سولھویں صدی کے ایک دیومالائی ناول "مغرب یاترا" کے ہیرو بندر بادشاہ سون کا آبائی پہاڑ ۔ بندر سون سے بہت سی جادوئی کرامات منسوب ہیں ۔

دیکھتے ہی دیکھتے پہاڑ کے عقب سے بگولا سا بلند ہوا اور سورج اس کے پیچھے چھپ کر رہ گیا - ہوا میں جنگلی درندوں کی سی چنگھاڑ تھی - برف اور سنگریزے ہمارے چہروں سے ٹکرا رہے تھے - ہمارے ساتھی ایک دوسرے کا ہاتھ تھام کر زمین پر لیٹ گئے - سنگریزے ہماری پیٹھوں پر لٹکتے مگوں سے ٹکرا ٹکرا کر جلترنگ کا سماں پیدا کر رہے تھے - گو دوپہر کا وقت تھا مگر اندھیرے کی چادر تنی ہوئی تھی - اسی اثنا میں ہراول بٹالین سے ہرکارہ ہانپتا کانپتا آیا اور اطلاع دی : ”طوفان کی وجہ سے ہمارے بہت سے ساتھی کھڈ میں پناہ لینے پر مجبور ہو گئے ہیں -“ یہ سن کر ہم نے پڑاؤ ڈالنے کا حکم دے دیا -

شام ڈھلے آندھی کا زور قدرے مدھم پڑ گیا - ہم نے آگ جلا کر پانی ابالا اور زخمیوں کی پٹی وغیرہ تبدیل کی - گھوڑوں نے چارے کے لئے درختوں کی چھال پر منہ مارنا شروع کر دیا اور پھر سائیس ان کے لئے گھاس وغیرہ لے آئے - ہم نے دو گھوڑے ذبح کرکے گوشت زخمیوں کو کھلایا اور کھال اور ہڈیاں باقی لوگوں کے حصے میں آئیں - اناج ہم نے اگلے دن ناشتے کے لئے سنبھال چھوڑا تاکہ چوٹی پار کرنے میں توانائی برقرار رہے -

روانگی سے قبل ہم نے سنا تھا کہ اس پہاڑ پر آندھی کے بعد برف گرتی ہے اور واقعی اب شدید برف گرنے لگی تھی -

رات گئے سیاسی کمیسار اور میں نے سوئے ہوئے آدمیوں کی خیر و عافیت معلوم کرنے کے لئے راؤنڈ لگایا - برف کی موٹی تہہ جم چکی تھی اور درختوں سے لمبی لمبی برفانی قلمیں لٹک رہی تھیں - کئی

جگہ الاؤ بجھ گئے تھے اور کچھ ساتھی برف میں دب چکے تھے ۔ ہم نے ایک طرف تو زخمیوں کی خبر گیری کی اور دوسری طرف برف میں دبے ہوئے ساتھیوں کو باھر نکالا ۔

معائنہ کرنے کے بعد ہم اپنے تمبو میں لوٹ آئے ۔ سیاسی کمیسار کمزور سا انسان تھا ۔ اس وقت اس کی سانس پھولی ہوئی تھی اور مشقت کے باعث چہرے اور گردن کا رنگ سرخ ہو رہا تھا ۔ ستائیس سال تک کھیت مزدور کی حیثیت سے جان توڑ محنت کی وجہ سے اس کی کمر خمیدہ ہو چکی تھی ۔ میں نے اس کی پیٹھ سہلائی تو سانس قدرے معمول پر آ گئی ۔

" لاؤ وو ، " اس نے دم توڑتی آگ میں ایک ٹہنی پھینکتے ہوئے کہا ، " دنیا کا کوئی مصور برف کا یہ حسین منظر ھوبھو پیش نہیں کر سکتا ۔" اور ساتھ ھی ماضی کا ایک واقعہ سنانے لگا کہ ایک رات شدید برفباری ھو رھی تھی ۔ وہ اصطبل میں پڑا ٹھٹھر رھا تھا مگر زمیندار نے گھوڑوں کو رضائیاں اوڑھا رکھی تھیں ۔ " خیر یہ ماضی کی تلخ یادیں ھیں ۔" وہ بات کا رخ موڑتے ہوئے بولا ، " مگر آج ، آج اب تک پندرہ اسٹریچر بردار برفباری میں دم توڑ چکے ھیں اور کل جانے کیا ھوگا ۔"

" برف کی اس دبیز تہہ میں تو راستہ ڈھونڈنا ھی ممکن نہیں رھا ۔ اور آگے عمودی چڑھائی ھے ۔" ہم انہی سوچوں میں کھوئے ہوئے تھے کہ کسی کی پکار سنائی دی ۔ " ڈپارٹمنٹ چیف ! سیاسی کمیسار ! " ہم نے مڑ کر دیکھا تو پٹیوں میں لپٹا ایک شخص رینگتا ہوا ھماری طرف آ رھا تھا ۔ اس کا آدھا دھڑ تمبو کے باھر اور برف

سے ڈھکا ہوا تھا ۔ اس نے بمشکل سر اٹھایا تو آگ کی روشنی میں ہم نے پہچان لیا کہ وہ بٹالین کمانڈر چانگ تھا ۔

ہم نے لپک کر اسے اٹھایا اور آگ کے پاس لے آئے ۔

" آخر کون سی افتاد اسے اتنی رات گئے یہاں لے آئی ؟ " میں ابھی اسی ادھیڑبن میں تھا کہ اس نے دھنسی ہوئی آنکھوں سے باری باری ہمیں دیکھا اور کہنے لگا ، " میں نے آپ کی ساری باتیں سن لی ہیں ... صورت حال سے ہم سب بخوبی واقف ہیں ۔ میں نے بھی خوب غور کیا ہے اور میری رائے ہے کہ آپ ہمیں یہیں چھوڑ جائیں ! " ساتھ ہی اس خیال سے کہ ہم کوئی اعتراض نہ کر دیں اس نے فوراً بات آگے بڑھا دی ، " انقلاب کی خاطر ! "

" سرخ فوج کا ہر سپاہی انقلاب کے بیج کی مثل ہے ۔ جب تک ہمارے دم میں دم ہے ، آپ لوگوں کو ساتھ لے کر چلیں گے ! " سیاسی کمیسار نے کھانستے ہوئے جواب دیا ۔

" میں خوب سوچ بچار کر چکا ہوں ۔ انقلابی توانائی محفوظ رکھنے کی خاطر ... " شدت درد سے اس کے چہرے کا رنگ متغیر ہو گیا اور پسینے کے قطرے پھوٹ نکلے ۔ پھر اس نے ہانپتے ہوئے بات جاری رکھی ، " میں خوب سوچ بچار کر چکا ہوں ۔ ہمارے ساتھی سیچھوان سے یہاں تک ہمیں اٹھا کر لائے ہیں ۔ ہم نے اپنے ساتھیوں کو بہت تکلیف دے دی ہے ۔ اب تک جانے کتنے کامریڈ ہماری خاطر جانیں دے چکے ہیں ! میں محض اس باعث اپنے کامریڈوں کو مرتے نہیں دیکھ سکتا ۔ آپ لوگوں کو زندہ رہنا چاہیئے ... انقلاب کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کی خاطر ! " اور

اس کی آنکھیں دھیرے دھیرے بند ہو گئیں ۔

ہم نے اسے بار بار پکارا ، مگر وہ ہمیشہ کے لئے ہمارا ساتھ چھوڑ کر جا چکا تھا ۔

برف کے بڑے بڑے گالے ہنوز گر رہے تھے ۔ آگ دم توڑ چکی تھی ۔

طویل اندھیاری رات کا سویرا طلوع ہوا ۔ ہم نے مرنے والے کامریڈوں کو دفن کیا اور آگے روانہ ہو گئے ۔ سیاسی کمیسار سخت ناتوانی کے باوجود بدقت تمام رہنمائی کر رہا تھا ۔ ہم کسی عمودی چڑھائی یا خطرناک ڈھلان پر پہنچتے تو وہ آہستہ چلنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہتا ، "کامریڈو ، احتیاط سے قدم اٹھانا ! احتیاط بہت ضروری ہے ! " کھانسی کے دورے میں اکثر اس کی بات ادھوری رہ جاتی ۔

ہم ایک چوٹی کے دامن میں پہنچے جہاں ایک دن قبل ہمارے ہراول دستے نے پڑاؤ ڈالا تھا تو برف میں اکڑی ہوئی لاشیں ملیں ۔ ایک جگہ ہوا برف کو اڑا لے گئی تھی اور ایک کامریڈ کا بازو باہر نکل آیا تھا ۔ اس کی بند مٹھی میں پارٹی رکنیت کا کارڈ اور ایک نقرئی ڈالر تھا ۔ کارڈ پر لکھا تھا : "لیو چی ھائی ، رکن چینی کمیونسٹ پارٹی ۔ پارٹی میں شمولیت مارچ ۱۹۳۳ء " ۔

میں نے پارٹی رکنیت کا کارڈ اور نقرئی ڈالر سنبھال لئے اور سر جھکا کر زیر لب کہا ، "کامریڈ چی ھائی ، مطمئن رہو ! میں تمہارا کارڈ اور رکنیت کی آخری فیس پارٹی کے حوالے کر دوں گا ۔ "

کمیسار ایک طرف کھڑا زخمیوں کے اسٹریچر جاتے دیکھ رہا تھا ۔ زخمی سپاھیوں نے جب کمزور کمیسار کی حالت دیکھی تو ان کی

آنکھوں میں آنسو آ گئے - اسٹریچر بردار کہتے جا رہے تھے ، " کمیسار ، فکر نہ کریں - ہم اپنا مشن پورا کرکے دم لیں گے ! "

ہمارے سپاھی ایک لامتناھی قطار میں چل رہے تھے - کمیسار کو بار بار کھانسی اٹھ رہی تھی اور وہ اسی حالت میں ان کا حوصلہ بڑھا رہا تھا - الفاظ ٹوٹ ٹوٹ کر اس کے ھونٹوں سے نکل رہے تھے :

" کامریڈو ، آگے بڑھتے رھو ! آگے ! آ — گے ! "

اچانک اس کی آواز جواب دے گئی - وہ چکرا کر برف میں گر پڑا اور اس کا اردلی چیخ اٹھا : " کمیسار ! آنکھیں کھولیئے ! " اس نے دھیرے دھیرے آنکھیں کھولیں ، ارد گرد کھڑے اور آگے بڑھتے ھوئے سپاھیوں کو دیکھا - وہ بمشکل اٹھا اور چہرے پر ایک پھیکی مسکراھٹ لاتے ھوئے بولا ، " کامریڈو ، میرا وقت آن پہنچا . . . پورے چین کے عوام آپ کی راہ دیکھ رہے ھیں . . . " اور پھر یہ آواز ھمیشہ کے لئے ساکت ھو گئی -

ھم نے برف میں قبر کھود کر اسے دفن کر دیا - ھماری پلکوں پر آنسو لرز رہے تھے - میں نے اس کی چھوڑی ھوئی گھڑی کو چابی دی اور پھر ھم سب اپنے ساتھیوں کے نقوش پا پر قدم اٹھانے لگے -

ہمارے اسکواڈ کا "سیاسی کمیسار وانگ"

چاؤ لیئن چھنگ

۱۹۳۶ء کے اوائل میں میرا تبادلہ ۳۱ویں کور اسپتال میں بطور نرس کر دیا گیا ۔ میرے کامریڈوں کو پتہ چلا کہ مجھے سیکنڈ اسکواڈ میں بھیجا جا رہا ہے تو وہ رشک آمیز لہجے میں کہنے لگے ، "تم خوش نصیب ہو کہ سیاسی کمیسار وانگ کے اسکواڈ میں کام کروگے ۔ مبارک ہو ! " ہمارے اسکواڈ میں سیاسی کمیسار کہاں سے آ گیا ؟ میں ابھی اس شش و پنج میں تھا کہ لگ بھگ میرے ہی قد کاٹھ کے ایک کامریڈ نے بڑھ کر گرمجوشی سے میرا ھاتھ تھام لیا گویا برسوں کا شناسا تھا ۔

"تم بالکل ٹھیک وقت پر آئے ، " سیاسی انسٹرکٹر نے اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا ، "کامریڈ چاؤ تمہارے اسکواڈ میں کام کرے گا ۔ اسے ساتھ لے جاؤ ! "

"میں اسی کو لینے آیا ہوں ۔ " اس نے مسکراتے ہوئے جواب دیا ۔

مصور : فو لين

میں اس کے پیچھے پیچھے چلنے لگا تو سیاسی انسٹرکٹر نے پکار کر کہا ، ”کامریڈ وانگ چھائی شنگ ، اس کا اچھی طرح خیال رکھنا ۔ “ خوب تو اس کا نام وانگ تھا ۔ کہیں یہ ”سیاسی کمیسار وانگ “ تو نہیں ؟ میں نے متجسس نظروں سے اسے دیکھا ۔ وہ زیادہ سے زیادہ سترہ سال کا رہا ہوگا ۔ مجھ سے کچھ زیادہ عمر کا نہیں لگتا تھا ۔ اتنا جواں‌سال سیاسی کمیسار ؟ مجھے یقین نہیں آ رہا تھا ۔

ہم جائے رہائش پر پہنچے تو اس نے بستر وغیرہ لگانے میں میرا ہاتھ بٹاتے ہوئے کئی سوال پوچھ لئے ۔ مثلاً میں سرخ فوج میں کب شامل ہوا اور پہلے کیا کرتا تھا ۔ میں نے سب کچھ بتا دیا تو وہ کہنے لگا ، ”میں سرخ فوج میں شامل ہونے سے پہلے گڈریا تھا ۔ ہم دونوں غریب کنبوں سے تعلق رکھتے ہیں ۔ غریبوں کے لئے خوشیوں بھری زندگی پانے کا واحد راستہ یہ ہے کہ سرخ فوج میں شامل ہو جائیں ۔ مقامی جابروں سے لڑیں اور ان کی زمینیں بانٹ لیں ۔ “ اس نے قدرے توقف کے بعد فرش پر ایک خالی جگہ اشارہ کرتے ہوئے کہا ، ” ہم سب یہیں سوتے ہیں ۔ کسی چیز کی ضرورت ہو تو مجھے بتانا ۔ ہمارے پاس جو کچھ بھی ہے ، پورا اسکواڈ اس سے استفادہ کرتا ہے ۔ “

اس نے مجھے کام کے بارے میں بھی بتایا ۔ ”سرخ فوج میں نرس بننا ایک اعزاز ہے ۔ ہمیں اپنا کام بخوبی انجام دینا چاہیئے تاکہ زخمی بعجلت صحت‌یاب ہو جائیں ۔ یوں انقلاب جلد از جلد فتح سے ہمکنار ہو جائےگا ۔ “

وہ بےحد باتونی تھا اور مجھ سے کہیں زیادہ معلومات رکھتا تھا ۔ بعدازاں مجھے معلوم ہو گیا کہ وہی " سیاسی کمیسار وانگ " — ہمارا اسکواڈ لیڈر تھا اور " کمیسار " کا لقب اسے اسپتال کے دوسرے کارکنوں نے دے رکھا تھا ۔

جون میں ہم شمال مغربی سیچھوان کی کاؤنٹی لو ہو سے نکل کر دلدلی علاقے میں داخل ہو گئے ۔ یہ کیچڑ اور گلی سڑی گھاس سے ڈھکی دلدلیں تھیں ۔ ہمارے سفر کا یہ حصہ واقعی بےحد کٹھن تھا ۔ کامریڈ وانگ چھائی شنگ ہر وقت میرے ساتھ رہتا ۔ ہم پڑاؤ پر پہنچے تو میں تھکن سے بےحال ہو رہا تھا ، مگر کامریڈ وانگ نے آگ جلا کر کھانا پکایا ، پانی گرم کیا اور گیت گاتے ہوئے مجھ سے کہنے لگا ، " پاؤں دھوؤ تو گھٹنوں تک دھو ڈالو ، تب پاؤں کی سوزش جاتی رہےگی اور سفر آسان ہو جائےگا ۔ "

مجھے جب بھی بھوک لگتی ، خشک راشن کھانے پر جی مچلنے لگتا ۔ لیکن وہ ہر بار بڑے سجھاؤ سے سمجھاتا ، " بھئی انسٹرکٹر نے کہہ رکھا ہے نا کہ خشک راشن ہنگامی حالات کے لئے محفوظ رکھو ۔ " پھر بھی میں کسی کسی وقت لاچار ہو کر تھوڑا بہت کھا لیتا اور جلد ہی میرا تھیلا خالی ہونے کو آ گیا ۔ اب یہ ہونے لگا کہ وانگ خود تو بھوکا رہتا اور اپنا راشن مجھے دے دیتا ۔

کچھ دن بعد ہمارا راشن بالکل جواب دے گیا ۔ ہم جنگلی نباتات توڑ کر بیل کی کھال کے ساتھ ابالتے اور اسی سے پیٹ کی آگ بجھاتے ۔ کچھ نباتات زہریلی تھیں ، لہذا کھانے والوں کے جسم سوج گئے ۔

ایک دن وانگ پیچھے رہ گیا ۔ ایسا پہلے کبھی نہیں ہوا تھا ۔ مجھے خیال گزرا کہ ممکن ہے وہ بیمار ہو ، چنانچہ رک کر اس کا انتظار کرنے لگا اور جب وہ آیا تو میں بھونچکا رہ گیا ۔ اس کا چہرہ زرد ہو رہا تھا ، آنکھیں اندر کو دھنسی ہوئی تھیں اور کپکپی طاری تھی ۔

" تم نے اپنی اس حالت کا بتایا کیوں نہیں ؟ " میں بڑی اپنائیت کے ساتھ اسے سرزنش کی ۔

" فکر نہ کرو ۔ میں بالکل ٹھیک ہوں ۔ تم آگے جا کر میرا انتظار کرو ۔" اس نے بدقت تمام جواب دیا ، اور میں نے جب سہارا دینے کو ہاتھ بڑھایا تو اس نے میرا ہاتھ جھٹک دیا ۔

چلتے چلتے ہماری فوج ایک ایسے جنگل کے کنارے پہنچ گئی جہاں سے کبھی کسی انسان کا گزر نہیں ہوا تھا ۔ اس طویل و عریض جنگل نے پورے پہاڑ کو گھیر رکھا تھا ۔ کچھ درخت گر کر گل سڑ چکے تھے اور ان کے تنوں پر خاکستری پھپھوندی اگ آئی تھی ۔ زمین پر گرے ہوئے پتوں کی دبیز تہہ اور جگہ جگہ بدبودار پانی کے جوہڑ تھے ۔ ہم قدم اٹھاتے تو کیچڑ چھپ چھپ کی آواز نکلتی ۔ چار بجے سہ پہر ہی اندھیرا چھانے لگا ۔ گھنی جھاڑیاں دہشت زدہ کئے دے رہی تھیں ۔

ہم نے رات بھر کے لئے وہاں پڑاؤ ڈال دیا ۔ لرزے سے وانگ کے دانت بج رہے تھے مگر وہ ہر تکلیف سے بےنیاز ہو کر جڑی بوٹیاں تلاش کرنے نکل کھڑا ہوا ۔ اس نے کچھ خشک ٹہنیاں اکٹھی کرکے الاؤ روشن کر دیا ۔

" کچھ دیر سستا لو ، " میں نے اصرار کیا ، " ہر وقت دوسروں کی بھلائی تمہارے سر پر سوار رہتی ھے ، کبھی اپنا بھی خیال کر لیا کرو ۔ "

" ہلکا پھلکا کام کرنے سے میں ٹھیک ھو جاؤں گا ۔ " اس نے کمزور سی مسکراھٹ کے ساتھ جواب دیا ۔

ہم نے جنگلی بوٹیاں ابالیں مگر ساتھ ھی یہ خیال ذھن میں گردش کرنے لگا ، " کیا ہم بچی کھچی بیل کی کھال کھا لیں ؟ کیا ہم اس بےآباد ویرانے سے کبھی نکل بھی پائیں گے ؟ "

" مجھے تو یوں لگتا ھے ... گویا اس ویرانے سے کبھی نکل نہ پائیں گے ۔ کھال کا یہ بچا کھچا ٹکڑا کھا لیتے ھیں ۔ " میں زیر لب بڑبڑا اٹھا ۔

" دل چھوٹا کر رھے ھو ؟ نہیں ، ھمیں یہ ٹکڑا بچا کر رکھنا ھوگا ۔ راشن کے تھیلے الٹ پلٹ کر دیکھو شاید شوربا بنانے کو کچھ نکل آئے ۔ خالی جڑی بوٹیوں سے تو شوربا بہتر ھی رھےگا ۔ " اس نے بدقت تمام سر اٹھا کر کہا ۔

میں پہلے بھی کئی بار تھیلے جھاڑ چکا تھا ۔ اب ایک بار پھر جھاڑے تو حیرت کی بات یہ کہ شوربے کے لئے چھوٹی موٹی چیزیں نکل آئیں ۔

اچانک ایک جھکڑ اٹھا اور درختوں کی شاخیں ٹوٹ ٹوٹ کر گرنے لگیں ۔ آسمان تاریک ھو گیا ، اور بجلی کی کڑک سے پوری وادی گونج اٹھی ۔ میں نے برتن کو مضبوطی سے تھام رکھا تھا کہ کہیں الٹ نہ جائے ۔ مگر چند ثانیے نہ گزرے تھے کہ تڑاتڑ انڈے

برابر اولے گرنے لگے - میں اس خیال سے کہ وانگ زخمی نہ ہو جائے اسے سہارا دینے کو لپکا تو وہ میرا ہاتھ جھٹک کر چلا اٹھا ، " تم اپنے لئے پناہ گاہ ڈھونڈو - میں خود چل سکتا ہوں - "

میں جو اندھا دھند بھاگا تو باورچی لاؤ لی سے جا ٹکرایا - وہ بھی بڑے دیگچے کو چھوڑ کر پناہ گاہ کی تلاش میں ادھر ادھر دوڑتا پھر رہا تھا - میں نے دیگچہ اٹھایا اور الٹا کر سر پر رکھ لیا - اولے دیگچے پر یوں گر رہے تھے گویا نقارہ بج رہا ہو -

" دوست ، ادھر آ جاؤ - یہ بڑی محفوظ پناہ گاہ ہے - " میں نے باورچی کو آواز دی - اس نے مڑ کر دیکھا اور پھر لپک کر دیگچے کے نیچے آ گیا اور بولا ، " بھئی بڑے ہوشیار نکلے تم - یوں لگتا ہے موسیقی بج رہی ہو - "

میں خاموش رہا - مجھے رہ رہ کر اسکواڈ لیڈر کا خیال ستا رہا تھا - اتنے میں ژالہ باری تھم گئی - میں دوڑ کر واپس آیا تو وانگ کو سامان سمیٹتے پایا جو افراتفری میں الٹ پلٹ ہو گیا تھا - مجھے دیکھ کر اس نے پوچھا ، " زخمی تو نہیں ہوئے ؟ " اور پھر بڑی اداس سی مسکراہٹ کے ساتھ برتن کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بات جاری رکھی ، " دیکھو تو ، سب ضائع ہو گیا ! " میں نے دیکھا تو برتن الٹ چکا تھا ، آگ بجھ گئی تھی اور شوربا راکھ پر بکھر چکا تھا - میرا چہرہ اتر گیا - باورچی لی نے صورت حال دیکھ کر بڑی فراخ‌دلی سے کہا ، " گھبراؤ مت ، میرے پاس چھینگ کھہ جو کا ایک چھوٹا پیالہ ہے - وہی پکا کر کھا لیتے ہیں - "

" یہ کیسے ہو سکتا ہے ؟ جو سنبھال کر رکھو - ابھی ہمیں

لمبی مسافت طے کرنی ہے -" وانگ نے اسے منع کرتے ہوئے کہا -
"مگر آپ بےدم ہو رہے ہیں ،" لی نے ترنت جواب دیا ، "آپ اپنے راشن میں ہمیں حصہ‌دار بناتے رہے - اب میں یہ جو اکیلا کیونکر کھا سکتا ہوں ؟ " اس نے اپنا راشن کا تھیلا زور زور سے جھاڑا مگر کچھ بھی نہ نکلا - آخر تنگ آ کر اس نے تھیلا پھاڑ دیا تو پتہ چلا کہ جو پڑے پڑے پھوٹ نکلا تھا -
" اب جیسا بھی ہے ، ہے تو اناج ،" لی نے مایوسی کے لہجے میں کہا ، "اسے پکا لو -"
جو کی کونپلیں پکاتے پکاتے میرا دھیان کہیں اور جا نکلا - ہم دلدلی علاقے میں داخل ہو چکے تھے - ایک دن ہم نے پڑاؤ ڈالا تو وانگ کہیں غائب ہو گیا - تھوڑی دیر بعد وہ مسکراتا ہوا واپس آیا اور مجھے کھینچ کر ایک جگہ لے گیا جہاں بیل کی کھال کا ڈھیر پڑا تھا - ہمارا ہراول دستہ یہ ڈھیر وہاں چھوڑ گیا تھا - ہم نے ساری کھالیں سیاسی انسٹرکٹر کے حوالے کر دیں اور اس نے دو دو ٹکڑے سب میں بانٹ دیئے - ہم نے چھوٹے ٹکڑوں سے جوتے بنائے اور بڑے ٹکڑے ٹوپیوں میں لگا لئے - مگر اب وہ ٹوپیاں اور جوتے ہمارے معدوں میں غائب ہو چکے تھے -
کھانا پکاتے وقت میرے پیٹ میں چوہے کود رہے تھے اور وانگ گیلی ٹہنیوں سے ٹیک لگائے ہانپ رہا تھا - اس کا چہرہ ہلدی ہو رہا تھا اور نظریں آگ کے شعلوں پر جمی ہوئی تھیں - میں نے اس کا ماتھا چھو کر دیکھا تو وہ بری طرح تپ رہا تھا - اب کیا ہوگا ؟ میں اٹھ کر بےچینی سے ادھر ادھر ٹہلنے لگا تو اس نے اٹھ

کر بیٹھتے ہوئے کہا ، " گھبراؤ مت ، شیاؤ چاؤ ۔ میں جلد ھی ٹھیک ہو جاؤں گا ۔ "

میں نے جو کے دلیے کا پیالہ بھر کر اسے دیا تو اس نے انکار میں سر ہلاتے ہوئے دھیرے سے کہا ، " مجھے بھوک نہیں ھے ۔ "

" کوشش کرکے کچھ کھا لو ، " لی نے بھی اصرار کیا ، " پیٹ میں کچھ جائےگا تو طبیعت سنبھل جائے گی ۔ "

" تم انکار کروگے تو ہم بھی کچھ نہیں کھائیں گے ۔ " میں نے اس کا بازو تھام لیا اور میری آنکھوں میں آنسو امڈ آئے ۔

" اچھا ، میں کھائے لیتا ھوں ۔ " اس نے کانپتے ھاتھوں سے پیالہ تھام لیا ۔ مگر جو کی کونپلیں اس کے حلق سے اتر نہ پائیں ۔ " کاش اسے کہیں سے نوڈلوں کا شوربا مل جاتا ! " میں نے دل ھی دل میں سوچا ۔ مگر واحسرتا !

رات اتر آئی تھی ۔ ھم ایک بڑے درخت تلے سوکھے پتے بچھا کر سونے کی تیاری کرنے لگے ۔ وانگ کی نظریں یوں مجھ پر جمی ہوئی تھیں گویا پہلی بار دیکھ رھا ھو ۔ میں نے بڑے دکھی دل کے ساتھ اسے سونے کو کہا مگر وہ بےحس و حرکت پڑا رھا اور کچھ دیر بعد کہنے لگا ، " صبح اٹھ کر پکانے ریندھنے کا کام میں کروں گا ۔ آگے سفر بہت لمبا ھے ۔ تم جتنا ھو سکے آرام کر لو ۔ "

آدھی رات بیتے بارش شروع ھو گئی ۔ اس نے چپکے سے اپنی چادر مجھے اوڑھا دی ۔ جب میں نے اسے چھو کر دیکھا تو وہ خود اس کا جسم ادھ ڈھکا تھا ۔ اس کی ھمیشہ سے یہی عادت تھی اور بیماری کی حالت میں بھی اس نے یہ عادت ترک نہ کی تھی ۔

بارش تھم گئی - ادھر ادھر آگ جلی تو میں سمجھ گیا کہ پو پھٹنے کو تھی - میں چپکے سے اٹھا اور کھال کا شوربا تیار کرکے اس کے پاس لے گیا - میں نے اسے کئی آوازیں دیں مگر جواب ندارد - میرا دل بیٹھنے لگا - میں نے چادر ہٹا کر دیکھا تو اس کا جسم اکڑ چکا تھا اور آنکھیں کھلی ہوئی تھیں - پیالہ میرے ہاتھ سے چھوٹ کر پتوں پر گرا اور میں وانگ کے مردہ جسم سے لپٹ کر رونے لگا -

سیاسی انسٹرکٹر ، لاؤ لی اور دوسرے کامریڈ لپک کر آ گئے - انھوں نے مجھے اٹھایا - پھر ہم نے مل کر اسے چادر میں لپیٹا اور اوپر ٹہنیاں رکھ کر مٹی ڈال دی - یہ وانگ کی قبر تھی -

یوں ہمارے "سیاسی کمیسار وانگ" نے لانگ مارچ کے دوران جان دے دی - مگر اس کے پیار نے میرے دل میں جو جوت جگائی تھی وہ اس کٹھن سفر میں ایک قوت کا روپ دھار گئی -

پاؤ زو کا معرکہ

چھنگ شی چھائی

ماؤ کونگ کے مقام پر مرکزی سرخ فوج اور فورتھ فرنٹ آرمی کے ملاپ کے بعد ہم نے شمال کی سمت سفر جاری رکھنے سے قبل کچھ دن آرام کیا ۔ اس سے پیشتر کہ ہماری فوجیں ماؤ ار کائی پہنچتیں ، کومنتانگ کے جنرل ہو زونگ نان نے ہمارا راستہ روکنے کی خاطر ایک طرف تو چیو چی مندر اور پاؤ زو میں فوجیں تعینات کر دیں اور دوسری جانب ہماری فوجوں کو شمال یا مشرق کی سمت پیش قدمی سے روکنے کی غرض سے سونگ پھان سے اپنا ۹۴واں ڈویژن پاؤ زو منتقل کر دیا ۔

ان حالات میں ہماری اعلیٰ کمان نے ہمیں یعنی ۳۰ویں کور کو ۹۴ویں ڈویژن کا صفایا کرکے پاؤ زو پر قبضہ کرنے کا حکم دیا ۔ ہم اس مہم پر روانہ ہو گئے ۔ ماؤ ار کائی سے گزرتے ہوئے ، جہاں مرکزی ہیڈکوارٹرز واقع تھا ، ہم نے چیئرمین ماؤ اور دیگر لیڈروں سے ملاقات کی ۔

اس معرکہ کے کمانڈر شوی شیانگ چھیئن نے چیئرمین ماؤ سے

همارا تعارف کرایا اور چیئرمین ماؤ نے ہم سے ھاتھ ملایا ۔ انہوں نے معمولی سی خاکستری وردی اور ٹوپی پہن رکھی تھی ۔ ان کے ھاتھ میں ایک نقشہ تھا جس پر شمالی راستے کی نشاندھی کی گئی تھی ۔ یہ ملاقات ایک مندر میں ھوئی جہاں کوئی میز کرسی نہ تھی ، لہذا نقشہ فرش پر پھیلا دیا گیا اور سب ارد گرد اکٹھے ھو گئے ۔ کوئی لکڑی کے تختے پر بیٹھا تو کوئی محض آلتی پالتی مارے بیٹھا تھا ۔ چیئرمین ماؤ نے ھمارے یونٹ کے بارے میں بڑے تفصیلی سوال پوچھے ، مثلاً کتنے لوگ چھوڑ کر جا چکے ھیں ، ایک کمپنی میں کتنے سپاھی ھیں ، سپاھیوں کے حوصلے کیسے ھیں ، ان کے روزمرہ معمولات اور خوراک کی کیفیت کیا ھے ، وغیرہ وغیرہ ۔ بعدازاں انہوں نے لڑائی کے متعلق ھدایات دیں اور جاپان دشمن اڈوں کے علاقے قائم کرنے کا سوال دوبارہ اٹھایا ۔ انہوں نے صاف صاف الفاظ میں ھمیں بتایا کہ پورے ملک میں جاپان کی مزاحمت کی لہر پیدا ھونے کو تھی اور مجموعی صورت حال ھمارے لئے سازگار تھی ۔

چیئرمین ماؤ نے موجود صورت حال کا جس انداز میں تجزیہ کیا اور جانبازوں سے جو قربت اور اپنائیت ظاھر کی وہ ھمارے دلوں پر انمٹ نقوش ثابت ھوئے ۔

ھماری کور کے کمانڈر اور سپاھی عزم صمیم اور فتح پر غیرمتزلزل ایقان لئے پاؤ زو کی جانب روانہ ھو گئے ۔

ھو زونگ نان کے خودمختار بریگیڈ کی ایک رجمنٹ پاؤ زو کے دفاع پر متعین تھی ۔ اس کا ھیڈکوارٹرز ایک بڑی لاما خانقاہ میں تھا ۔ یہ خانقاہ پانچ چھ سو میٹر اونچی پہاڑی پر بنی ھوئی تھی اور سامنے

مصور : لو چهی کونی

چھوٹا سا دریا تھا ۔ دریا کا پاٹ گو صرف بیس فٹ رہا ہوگا مگر دلدلی علاقے میں برسات کا موسم ہونے کے سبب پانی گہرا اور متلاطم تھا ۔ یہ ایک قدرتی دفاعی رکاوٹ تھی ۔ دشمن اونچائی پر مورچہ بند تھا اور پہاڑی ڈھلان پر واقع جنگل میں اس نے چھ سات گڑھیاں تعمیر کر رکھی تھیں ۔

ہمارے ہراول دستے نے یورش کی تو دشمن اپنے محفوظ مورچوں سے گولیوں کی بوچھاڑ کرنے لگا ۔ ہمارے دستے کو پیش قدمی کے دوران چپے چپے پر بھاری قیمت ادا کرنی پڑی ۔ تاہم وہ کمال جرأت و بےجگری سے لڑے اور پہلے ہی دن دشمن کے کئی مورچوں پر قبضہ کرکے اس کی دو کمپنیوں کا صفایا کر دیا ۔

شام ڈھلے تک ہمارا جاسوس دستہ دشمن کی صورت حال جان چکا تھا ۔ ادھر جنگی قیدیوں نے بھی از خود خاصی اطلاعات فراہم کر دیں ۔ انہوں نے ان اطلاعات کی روشنی میں دشمن کی صف بندی اور کمک کے راستے کا واضح خاکہ مرتب کیا اور پھر یہ خاکہ اور تین جنگی قیدی — ایک پلاٹون اور دو اسکواڈ لیڈر کور ہیڈکوارٹرز میں بھیج دیئے ۔ تینوں قیدیوں کو جنگی قیدیوں کے بارے میں ہماری پالیسی کا علم تھا ، لہذا وہ کچھ زیادہ خوفزدہ نہ تھے ۔ ہم نے ان تینوں سے پوچھ گچھ کی ۔ ان کی فراہم کردہ معلومات اور ہمارے ہراول دستے کی اطلاعات سے دشمن کی صورت حال واضح تر ہو گئی ۔ ازاں بعد ہم نے جا کر خطے کا معائنہ کیا ۔ اگرچہ چاندنی چھٹکی ہوئی تھی ، لیکن دھند کی وجہ سے منظر صاف نہ تھا ۔ ہم کبھی گھوڑے پر سوار ہو جاتے اور کبھی پیدل چلنے لگتے ۔ پاؤ زو کے آس پاس خطے کا معائنہ

کرتے ہوئے ہم نے خاص طور پر یہ بھی اندازہ لگایا کہ دشمن کس راستے سے کمک بھیج سکتا تھا ۔

ہم جانتے تھے کہ کوئی بارہ ہزار کی نفری پر مشتمل ۹۴واں ڈویژن ہو زونگ نان کی اصل فوج کی حیثیت رکھتا تھا ۔ جبکہ ہماری اپنی کور برفپوش پہاڑ اور دلدلی علاقہ عبور کرنے کے دوران اناج ، نمک اور تیل نہ ہونے کے باعث سخت مصائب سے دوچار رہی تھی اور بے شمار جانیں بھی تلف ہوئی تھیں ۔ سپاھی بےحد لاغر ہو چکے تھے ۔ مزیدبرآں ، ہمارا ایک ڈویژن ہیڈکوارٹرز اور ایک رجمنٹ فرسٹ فرنٹ آرمی میں شامل کئے جا چکے تھے ۔ نتیجتاً ہماری نفری تیرہ ہزار سے کچھ زیادہ رہ گئی تھی ۔ اور اب بہتر اسلحے سے لیس اور عددی لحاظ سے برابر فوج کا صفایا کرنا حقیقتاً ایک کٹھن کام تھا ۔ یہ لڑائی جیتنے کا سارا دار و مدار درست فیصلوں اور محتاط منصوبہ بندی پر تھا ، لہذا اس رات ہم نے خطے کا معائنہ کرنے کے ساتھ ساتھ پوری سوچ بچار کے بعد لڑائی کا منصوبہ بھی تیار کیا ۔

اگلی صبح ، ماسوائے ایک رجمنٹ کے جسے پاؤ زو پر حملہ جاری رکھنا تھا ، ہماری اصل فوج مغربی پہاڑیوں میں اس راستے کے ساتھ ساتھ پھیل گئی جدھر سے دشمن کی کمک آنے والی تھی ۔ ہم نے مشرقی پہاڑیوں پر جو اسٹریٹجک اہمیت رکھتی تھیں ، قبضہ کرنے کے لئے بھی سپاھیوں کی ایک ٹکڑی روانہ کر دی ۔

جنگی قیدیوں سے حاصل شدہ معلومات کے مطابق دشمن کی کمک کو سہ پہر تک پہنچ جانا چاہیئے تھا ، مگر وہ نہ آئی ۔ ہمارے سپاھی مسلسل سفر اور پھر جنگی تیاریوں کے سبب تھکان سے چور

ھو چکے تھے ۔ افسروں کو بھی رات بھر کی جگار سے پلکیں کھلی رکھنا دوبھر ھو رھا تھا ۔ ھر کوئی ایک طرف تو متوقع لڑائی کے انتظار میں بےچین تھا تو دوسری جانب نیند اڑانے کا چارہ ڈھونڈ رھا تھا ۔ آخر ایک رات اور آدھا دن گزرے کہیں دشمن آتا دکھائی دیا ۔ سپاھیوں میں ھلچل مچ گئی اور انہوں نے اطمینان کی سانس لیتے ھوئے کہا ، ”آ گئے ، اب دھر لو انہیں !“

بارہ بجے طبل جنگ بج اٹھا ۔ ھم نے دشمن کا مکمل صفایا کرنے کی غرض سے فیصلہ کر رکھا تھا کہ جب تک اس کی اصل قوت ھمارے نرغے میں نہیں آئےگی ، حملہ نہیں کریںگے ۔ مگر دشمن بھی بڑا گھاگ تھا ۔ اس نے راستہ صاف کرنے کے لئے پہلے تھوڑی سی فوج آگے بھیجی ۔ اس فوج کا مقصد یہ تھا کہ ھمیں الجھا کر ٹیلوں پر قبضہ کر لے اور پھر اصل فوج آگے بڑھے ۔ ھم دشمن کی یہ چال بھانپ گئے اور پہاڑ پر اپنی اصل قوت کو حکم دیا کہ خود چھپی رھے اور صرف ایک رجمنٹ بھیج کر دشمن کو الجھا لے اور جس قدر ممکن ھو اسے جانی نقصان پہنچا کر پسپا ھو جائے ، تاکہ دشمن دور تک اندر گھستا چلا آئے ۔ پہاڑ پر بہت سی چھوٹی چھوٹی گپھائیں اور اونچے گھنے صنوبر تھے لہذا وھاں چھپے رھنا بہت آسان تھا ۔ مغرور دشمن ھماری صورت حال کا اندازہ نہ لگا سکا ۔ وہ پاؤ زو کی فوج کی مدد کرنے کے لئے بےچین تھا ، لہذا اندھے بھینسے کی طرح سیدھا ھمارے جال میں آن پھنسا ۔

ھماری فوج نے جگہ جگہ مزاحمت کرکے دشمن کو بھاری جانی نقصان ھی نہیں پہنچایا بلکہ بےدست و پا بھی کرکے رکھ دیا ۔

دشمن نے چھوٹی چھوٹی ٹکڑیوں (کمپنی اور پلاٹون) کی صورت میں لڑنے کی جو چال اپنائی اس میں خاصی لچک تھی اور یہ ٹکڑیاں جان توڑ کر لڑ رہی تھیں - دشمن کی گولہ باری بھی بڑی سخت تھی - بےشمار ہلکی اور بھاری مشین گنوں کے علاوہ ان کی مارٹر توپیں بھی متواتر گولے برسا رہی تھیں - مزیدبرآں ، چھوٹی توپوں اور دوسرے ہتھیاروں کے گولے ہمارے مورچوں پر اور عقب میں آ کر گر رہے تھے - ہمارا کمان ہیڈکوارٹرز بھی گولہ باری کی زد میں تھا - ہم نے اس صورت حال سے نمٹنے کے لئے یہ طریقہ اختیار کیا کہ منتشر ہو کر حملہ کیا جائے جبکہ گولہ باری صرف ایک مقام پر مرتکز رکھی جائے -

تین بجے سہ پہر کے لگ بھگ دشمن کی اصل فوج ہمارے گھیرے میں داخل ہوئی - ہمارا منصوبہ یہ تھا کہ جھٹ پٹے سے پہلے پہلے عام یلغار کر دی جائے ، کیونکہ بہتری اسی میں تھی - مگر اب دشمن کی اس کارروائی پر ہمیں حملے کا وقت تبدیل کرنا پڑ گیا - پانچ بجے ہائی کمان نے عام یلغار کا سگنل دیا تو پہاڑ پر چھپی ہماری فوج نے آگ برسانی شروع کر دی - فضا دھماکوں سے گونجنے لگی اور ساڑھے تین کلومیٹر لمبا محاذ جنگ شعلوں کے سمندر کا روپ دھار گیا -

جہاں تک خطے کا تعلق ہے ؛ ہم اونچائی پر تھے اور دشمن پر ہلہ بولنے کی قدرت رکھتے تھے مگر دشمن نے اپنے عقب میں دفاعی قلعہ بندیاں تعمیر کر رکھی تھیں اور کچھ چھوٹی پہاڑیوں پر بھی اس کا قبضہ تھا - صنوبر کے گھنے جھنڈوں اور جھاڑیوں کے

سبب ہمارے لئے دشمن کی نقل و حرکت پر نظر رکھنا ممکن نہ تھا ۔ ہم کسی سمت حملہ کرتے تو دشمن درختوں کے جھنڈوں ، کھڈوں اور کھائیوں میں چھپ کر شدید مزاحمت شروع کر دیتا ۔ ہم نے حملے میں شدت پیدا کرکے دشمن کو تین حصوں میں کاٹ دیا ۔ ہماری مارٹر توپیں وقتاًفوقتاً دشمن کے جمگھٹوں پر گولے برساتی رہیں ۔ سپاھی دستی بموں اور سنگینوں کی مدد سے دست بدست لڑائی میں مصروف تھے ۔ لڑائی میں ایک گرتا تو دوسرا اس کی جگہ لیتا ۔ دشمن ایک مورچے پر قبضہ کرتا تو ہم وہ دوبارہ اس سے چھین لیتے ۔

"ڈویژن اور رجمنٹ کے محفوظ دستے ، اسٹاف افسر ، پروپیگنڈا کارکن ، باورچی ، سائیس غرض ہر کوئی ھتھیار اٹھا کر میدان میں کود پڑا تھا ۔ ابتداً کمان ہیڈکوارٹرز نے ٹیلیفون پر رابطہ قائم کر رکھا تھا ، مگر لڑائی شدت پکڑ گئی تو ہیڈکوارٹرز والوں نے موقع پر آ کر حملے کی قیادت شروع کر دی ۔

۲۶۸ویں رجمنٹ نے جو دشمن کے پہلے حصے کو چیرتی ہوئی نکل گئی تھی ، بڑی جانفروشی کا مظاھرہ کیا ۔ اب دشمن دونوں طرف سے حملے پہ حملہ کر رہا تھا اور وہ فولادی خنجر کی مانند دائیں بائیں جوابی وار کر رہی تھی ، اس نے کئی بار دشمن کو پسپا کیا ۔ ہمارے ان جانبازوں کے خون سے زمین لالہ زار ہو گئی ۔ ایک جانباز کا بازو کٹ گیا تو اس نے دوسرے ھاتھ میں تلوار تھام لی ۔

سات آٹھ گھنٹے کی مسلسل لڑائی کے بعد ہماری فوج نے بالآخر دشمن کے تینوں حصوں کو ٹھکانے لگا دیا ۔ دشمن کا ڈویژن کمانڈر

وو چھنگ ژن شدید زخمی ہو کر دریا میں کود گیا ۔ ایک رجمنٹ کمانڈر اور ایک ڈپٹی رجمنٹ کمانڈر کو گرفتار کر لیا گیا ۔

اصل فوج کا صفایا ہوتے دیکھ کر دشمن کی محفوظ فوج افراتفری میں بھاگ نکلی اور ہم نے ایک یونٹ کو ان کے تعاقب میں روانہ کر دیا ۔ غلے اور اسلحے سے لدے ہوئے کوئی ۸۰۰ یاک اور گھوڑے مال غنیمت میں ہمارے ہاتھ لگے ۔

ہماری فوجوں نے قلعہ بند پاؤ زو پر یورش کے ساتھ ہی ساتھ لاما خانقاہ میں موجود دشمن پر بھی شدید حملہ کر دیا ۔ دو بجے رات کے قریب ہم نے دشمن کو تہس نہس کرکے رکھ دیا ۔ لگ بھگ دو سو دشمن سپاہی دھند اور تاریکی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے بھاگ نکلنے میں کامیاب ہو گئے اور جاتے جاتے خانقاہ میں اناج کے گودام کو نذر آتش کر گئے ۔ ہمارے سپاہیوں نے خانقاہ پر قبضہ کرکے فوراً آگ بجھا دی ۔ کچھ سپاہی لپک کر گودام میں گھس کر جلی ہوئی بوریاں باہر نکال لائے اور پھر جلے ہوئے اناج کے پھنکے مارنے لگے ۔ وہ دشمن کو ملیامیٹ کرنے کی خاطر بھوکے پیٹ لڑتے رہے تھے ۔

ہم نے خانقاہ کی عقبی پہاڑی پر تعینات دو سو سے زائد دشمن سپاہیوں کا محاصرہ کر لیا ۔ تاہم اپنے نقصانات کو کم سے کم رکھنے کی خاطر حملے سے گریز کیا ۔ ادھر ان سپاہیوں نے جب دیکھا کہ خانقاہ پر ہمارا قبضہ ہو گیا ہے تو ہتھیار ڈال دیئے ۔

ہم نے پاؤ زو کا معرکہ سر کر لیا تھا ۔ دشمن کی دس ہزار سے زائد نفری میں سے تقریباً چار ہزار ہلاک ہوئے ، کچھ بھاگ

گئے اور باقی گرفتار ہو گئے ۔

اس فتح نے فورتھ فرنٹ آرسی کی پرشکوہ حربی روایات میں ایک نئے باب کا اضافہ کیا ۔

معرکۂ چی لو چن

شوی ھائی تونگ

لانگ مارچ کے ختم ھوتے ھی ایک نئی صورت حال پیدا ھو گئی - مرکزی سرخ فوج اور شمال مغربی سرخ فوج نے معرکۂ چی لو چن میں برادرانہ اتحاد کے ساتھ لڑتے ھوئے شینشی - کانسو سرحدی علاقے کے خلاف وطن فروش چیانگ کائی شیک کی " محاصرے اور سرکوبی " کی مہم کے پرخچے اڑا دیئے اور اس طرح پارٹی کی مرکزی کمیٹی نے شمال مغربی چین میں انقلاب کا قومی ہیڈکوارٹرز قائم کرنے کا جو بیڑا اٹھایا تھا ، اس معرکے نے اس کا سنگ بنیاد رکھ دیا - (ماؤ زے تنگ : " جاپانی سامراج کے خلاف تدابیر کے بارے میں ")

نومبر ۱۹۳۵ء کے اواخر میں شمالی شینشی میں شدید سردی پڑ رھی تھی - اس وقت یہ نعرہ عام تھا : " لڑائی جیت کر مرکزی سرخ فوج کا خیر مقدم کرو ! " چنانچہ وھاں پندرھویں آرمی گروپ نے پہلے یئن آن کے جنوب مغرب میں چانگ چھون ای اور تونگ چھون

مصور : هوانگ چیا یو

پر قبضه کیا اور پھر قریب میں دو چھوٹے ٹھکانوں پر اپنا پرچم لہرا دیا ۔ اس لڑائی کے بعد ، چیئرمین ماؤ مرکزی سرخ فوج یعنی فرسٹ فرنٹ آرمی کی قیادت کرتے ہوئے تونگ چھون میں داخل ہوئے اور یه فوج پندرھویں آرمی گروپ سے مل گئی ۔ اس ملاپ کی وجه سے سب کو بڑی خوشی ہوئی ۔ شمالی شینشی تک سرخ فوج کے فاتحانه لانگ مارچ سے نه صرف چیانگ کائی شیک اور سامراجیوں کے وہ سارے منصوبے دھرے کے دھرے رہ گئے جن کا مقصد سرخ فوج کو صفحۂ ہستی سے نابود کرنا تھا ، بلکه چینی انقلاب میں ایک نیا ابھار بھی پیدا ہوا ۔ شمال مغرب میں چینی انقلاب کا مرکز قائم کرنے کی خاطر چیئرمین ماؤ نے شمالی شینشی پہنچتے ہی ایک بڑی استیصالی لڑائی کا منصوبه بنایا اور یه تھا چی لو چن کا معرکه ۔

اس وقت شمالی شینشی میں صورت حال کچھ یوں تھی : لاؤ شان کے مقام یوی لین چھیاؤ میں شمالی شینشی کی سرخ فوج کی فتح کے بعد دشمن کی پانچ ڈویژن فوج نے ہم پر حمله کر دیا تھا ۔ مشرق میں دشمن کا ایک ڈویژن لو چھوان ۔ فو شیئن شاہراہ کے ساتھ ساتھ شمال کی سمت بڑھ رہا تھا اور مغرب میں چار ڈویژن دریائے ہو لو کے کنارے کے ساتھ ساتھ صوبه کانسو میں واقع چھینگ یانگ اور حه شوئی سے شمالی شینشی کی فو شیئن کاؤنٹی کا رخ کئے ہوئے تھے ۔ چیئرمین ماؤ نے چانگ چھون ای کے شمال میں چی لو چن کے مقام پر دشمن کا صفایا کرنے کا منصوبه بنایا اور ہمیں وہاں جا کر علاقے کا سروے کرنے کا حکم ملا ۔

چیئرمین ماؤ کے حسب ہدایت مرکزی سرخ فوج اور پندرھویں

آرسی گروپ کے رجمنٹ سے اوپر کے تمام افسر چانگ چھون ای میں مل کر سروے کرنے کے لئے چی لو چن کی طرف روانہ ہو گئے ۔ ایک گھنٹے کے بعد ہم وہاں پہنچے ۔ چی لو چن تین اطراف سے پہاڑوں میں گھرا ہوا ایک چھوٹا سا قصبہ تھا وہاں تقریباً ایک سو کنبے آباد تھے ۔ ہم قصبے کے جنوب مغربی جانب ایک پہاڑی پر چڑھ کر ارد گرد کے علاقے کا جائزہ لینے لگے ۔ مغرب کی طرف سے ایک سفید فیتے جیسی سڑک قصبے کے وسط تک چلی گئی تھی ۔ اس کے مشرق میں ایک قدیم بستی تھی جس کے مکانات منہدم ہو چکے تھے مگر فصیل ہنوز قریب قریب صحیح سلامت تھی ۔ قصبے کے شمالی حصے سے ایک سست رفتار ندی بہتی تھی ۔ ہم نے اپنی دوربینوں کی مدد سے قرب و جوار کے تمام راستوں ، پہاڑیوں ، دیہاتوں ، ندیوں ، جھاڑیوں اور چھوٹے چھوٹے ٹیلوں تک کا جائزہ لیا ۔ لڑائی کے دوران کسی غیر متوقع مشکل سے بچنے میں یہ سب چیزیں بے حد اہمیت رکھتی تھیں ۔

" یہ خطہ ہمارے لئے بہت سازگار ہے ۔ " سب نے متفقہ رائے دے دی ۔

" دشمن نے چی لو چن کا رخ کیا تو پھندے میں پھنس کر رہ جائے گا ۔ "

ہم نے ایک ٹیلے سے دوسرے ٹیلے پر چڑھتے ہوئے بالآخر فیصلہ کر لیا : " دشمن کو چی لو چن کے اندر لا کر وہاں اس کا صفایا کیا جائے ۔ " کچھ مزید غور و خوض کے بعد یہ بھی طے ہو گیا کہ مشرقی جانب والی قدیم بستی کو مسمار کر دیا جائے تاکہ دشمن

اسے مورچے کے طور پر استعمال نہ کر سکے ۔ پندرھویں آرمی گروپ نے اس کام کے لئے اسی شام ایک بٹالین بھیجنے کا فیصلہ کیا ۔ اگرچہ ابھی تک کوئی احکامات جاری نہیں کئے گئے تھے پھر بھی ھمارے سپاھی سابقہ تجربوں کی بنا پر لڑائی کی بو سونگھ چکے تھے ۔ وہ جانتے تھے کہ لڑائی سے پہلے تھوڑا سا زیادہ پسینہ بہا کر خونریزی کو کم کیا جا سکتا ھے اس لئے انہوں نے تھکن سے بےنیاز ھو کر فصیل گرانے میں دن رات ایک کر دیا ۔ وہ سپاھی جو حال ھی میں جنگی قیدی بننے کے بعد فوج میں شامل ھوئے تھے ، دبے دبے لہجے میں پوچھتے ، "کیا دشمن واقعی آ رھا ھے ؟" "یقیناً ،" تجربہ‌کار سپاھی جواب دیتے ، "چیئرمین ماؤ اس کے بارے میں صحیح اندازہ لگا چکے ھیں ۔"

مرکزی سرخ فوج سے ملاپ کے بعد پندرھویں آرمی گروپ نے اولین فتح حاصل کرنے کی خاطر چی لو چن میں دشمن پر نظر رکھنے کے لئے صرف ایک پلاٹون چھوڑی اور اصل قوت چانگ چھون ای کے قریب اکٹھی کرکے لڑائی کی تیاریاں شروع کر دیں ۔ ان کے نعرے تھے : "فتح حاصل کرکے فوجوں کے ملاپ کا جشن مناؤ !"
"لڑائی میں فتح حاصل کرکے چیئرمین ماؤ کا خیر مقدم کرو !"
"لڑائی میں مرکزی سرخ فوج سے سیکھو !"

سرخ فوج بلند جذبوں کے ساتھ دشمن کا انتظار کرنے لگی ۔ تیسرے روز سہ‌پہر کو جب ھماری ساری جنگی تیاریاں مکمل ھو چکی تھیں ، دشمن کے ۱۰۹ویں ڈویژن کا کمانڈر نیو یوان فنگ چھ طیاروں کی حفاظت میں اپنی فوج لے کر چی لو چن پہنچ گیا ۔

اسی رات چیئرمین ماؤ نے شمال کی طرف سے مرکزی سرخ فوج اور جنوب کی سمت سے پندرھویں آرمی گروپ پو پھٹنے سے پہلے پہلے چی لو چن کا محاصرہ کرنے کا حکم دیا ۔ وہ اور نائب چیئرمین چو این لائی بذات خود حملے کی قیادت کرنے محاذ پر آ گئے ۔ لڑائی شروع ہونے سے پہلے چیئرمین ماؤ نے چی لو چن کے قریب ایک پہاڑی پر واقع اپنی کمانڈ پوسٹ سے تمام فوجی افسروں کو خصوصی ہدایات دیں کہ دشمن کا صفایا کر دیں ۔ لڑائی شروع ہوئی تو انہوں نے کہا ، " یہ ایک استیصالی لڑائی ثابت ہوگی ۔ "

پو پھٹتے ہی چی لو چن کے دونوں جانب پہاڑوں سے سرخ فوج کے دو یونٹ عقابوں کی مانند جھپٹ پڑے ۔ دشمن چوکس تو تھا مگر اسے یہ توقع نہ تھی کہ ہم اتنی عجلت میں اسے آ لیں گے ۔ جب اسے محاصرے کا احساس ہوا تو اطراف کے دونوں پہاڑوں پر ہمارا قبضہ ہو چکا تھا ۔ ہم جنوب سے گولیاں برساتے تو وہ شمال کو ہٹنے لگتا اور جب شمال سے ہماری رائفلیں گرجتیں تو پھر سمٹ کر جنوب کا رخ کر لیتے ۔ ہمارے اس دو طرفہ بھرپور حملے میں دشمن کا ۱۰۹واں ڈویژن پس کر رہ گیا اور بالآخر اس نے ہتھیار ڈال دیئے ۔ اس ڈویژن کا تعلق شمال مشرقی چین سے تھا اور یہ عرصے سے سرخ فوج کا " سپلائی یونٹ " * تھا ۔ اس کے بہت سے سپاہی اور افسر حراست میں لے لئے گئے ، اور جنہوں نے مزاحمت کی وہ گولیوں اور سنگینوں کا نشانہ بنے ۔

---

* دشمن کے ایسے یونٹ جو سرخ فوج کے سامنے ہتھیار چھوڑ کر بھاگ نکلتے تھے ۔

دو گھنٹے کے اندر اندر ہم نے قصبے پر قبضہ کر لیا ۔ تاہم نیو یوان فنگ بھاگ کر مشرقی سمت کی قدیم بستی میں سورچہ بند ہو گیا اور لگ بھگ ایک بٹالین کے ساتھ سخت مزاحمت کرنے لگا ۔

ہم اس بستی کو اگرچہ مسمار کر چکے تھے لیکن انہوں نے یہاں آنے کے بعد اسے خاصی حد تک پھر سے تعمیر کر لیا تھا ۔ یہ پیچیدہ خطہ دفاع کے لئے سازگار تھا ۔ سرخ فوج کے ایک چھوٹے سے دستے نے اس بستی پر حملہ کیا مگر ناکام رہا ۔ ہم دوسرے حملے کی تیاری کر رہے تھے کہ ایک ہرکارے نے پیغام لا کر دیا ، " نائب چیئرمین چو آ رہے ہیں ۔ "

سورج خاصا بلند ہو چکا تھا ۔ نائب چیئرمین چو این لائی اور متعدد دوسرے کامریڈ پہاڑی سے اترتے ہوئے دوربینوں سے دشمن کے سورچے کا جائزہ لے رہے تھے ۔ ہم لپک کر ان کی طرف بڑھے تو نائب چیئرمین نے ہم سے ہاتھ ملایا اور پہلے حملے کے بارے میں متعدد سوال پوچھنے کے بعد ہدایت دی ، " اگر فوری طور پر دشمن کا خاتمہ ممکن نہیں تو ہم اسے فی‌الوقت اس کے حال پر چھوڑ دیں گے ۔ اس کی حالت ناند کے کچھوے جیسی ہے ۔ اس بستی میں اناج اور پانی نہیں ہے ۔ وہ جلد ہی خوراک کی تلاش میں باہر نکلنے پر مجبور ہو جائیں گے اور تب ہم ان کی اینٹ سے اینٹ بجا دیں گے ۔ "

گولہ باری کی گھن گرج دم توڑ گئی ۔ پہاڑی کے دامن اور قصبے میں دشمن سے چھنے ہوئے اسلحے اور گولہ بارود کے ڈھیر لگ گئے ۔ جنگی قیدیوں کو بھی قصبے میں یکجا کر دیا گیا ۔ ہمارے

سپاھیوں کے دل فتح کی خوشی سے لبریز تھے ۔

ادھر نیو یوان فنگ اپنے اعلیٰ افسروں کو تار پہ تار بھیج کر کمک طلب کر رھا تھا ۔ مگر وہ اس حقیقت سے لاعلم تھا کہ ۱۰٦ واں ڈویژن جو اس کی کمک پر آ رھا تھا ، ھم اس پر راستے ھی میں حملہ کر چکے تھے اور ھئی شوئی مندر کے پاس اس کی ایک رجمنٹ کا صفایا کیا جا چکا تھا ۔

اسی شب نیو اور اس کے باقی‌ماندہ ساتھی کمک سے مایوس ھو کر مغرب کی سمت بھاگ نکلے ۔ ھمارے ۰۷ویں ڈویژن نے ان کا تعاقب شروع کر دیا ۔ ھمارے سپاھی نعرے لگاتے جا رھے تھے ، " ھم نیو کو ' بیل ' کی طرح گھسیٹتے ھوئے واپس لائیں‌گے ۔ " * اور آخرکار کوئی بارہ کلومیٹر دور نیو اور اس کے ساتھی دھر لئے گئے ۔

ایسی لڑائی جس میں دشمن کی صفوں میں بھگدڑ مچ جائے ، اس حالت میں بنیادی طور پر فیصلہ‌کن نہیں ھوتی جب کہ نہایت طاقتور دشمن سے مقابلہ ھو ۔ اس کے برعکس استیصالی لڑائی کا ھر دشمن پر شدید اور فوری اثر پڑتا ھے ۔ اگر کسی شخص کی دسوں انگلیوں کو زخمی کر دیا جائے تو اس کا اتنا اثر نہیں ھوتا ، جتنا کہ اس کی ایک انگلی کو کاٹ دینے سے ھوتا ھے ۔ اگر دشمن کے دس ڈویژنوں میں بھگدڑ مچا دی جائے تو اس کا اتنا اثر نہیں ھوتا ، جتنا کہ ان میں سے ایک ڈویژن کو نیست و نابود کر دینے سے ھوتا ھے ۔

* چینی زبان میں نیو کا مطلب بیل ھوتا ھے ۔

معرکۂ چی لو چن نے ایک بار پھر ثابت کر دیا کہ چیئرمین ماؤ کے فوجی افکار شاندار اور درست تھے - پورے ۱۰۹ویں ڈویژن اور ۱۰۶ویں ڈویژن کی ایک رجمنٹ کی بیخ کنی سے دشمن کا وہ سارا منصوبہ خاک میں مل گیا جو اس نے شمالی شینشی پر حملے کے لئے بنا رکھا تھا - ۱۰۸واں اور ۱۱۱واں ڈویژن واپس کانسو کی طرف اور ۱۱۷واں ڈویژن فو شیئن سے پسپا ہو گئے - شمالی شینشی کے انقلابی علاقے کو حیات نو مل گئی -

ہم مال غنیمت اور قیدیوں کو لے کر چی لو چن سے لوٹے تو اس گاؤں سے گزر ہوا جہاں چیئرمین ماؤ مقیم تھے - ان کے غار نما کمرے میں چراغ جل رہا تھا - " پچھلے چند دنوں میں وہ خاصے تھک گئے ہوں گے - اتنی رات گئے آخر چراغ کیوں جل رہا ہے ؟ " میں نے سوچا اور دروازے پر جا کر محافظ سے پوچھا ، " چیئرمین ابھی سوئے نہیں کیا ؟ "

" نہیں ، وہ رات میں کبھی نہیں سوتے - " یہ کہتے ہوئے محافظ مجھے اندر لے گیا -

چیئرمین ماؤ پرانا نیلا کوٹ کندھوں پر ڈالے کام میں مصروف تھے - ان کے سامنے میز پر نقشہ پھیلا ہوا تھا -

چیئرمین نے پنسل رکھ دی اور مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے مسکرا کر بولے ، " تم بہت تھک گئے ہوگے ؟ "

" آپ اتنی رات گئے تک کیوں جاگ رہے ہیں ؟ " میں نے پوچھ ہی لیا -

" میں تو یوں جاگنے کا عادی ہوں - کیا ہماری ساری فوج

لوٹ آئی ہے ؟ "

انہوں نے مجھے اس فتح کی اہمیت اور دشمن کی صورت حال کے بارے میں مختصراً بتایا - پھر ہلاک اور زخمی ہونے والوں کے بارے میں استفسار کیا اور پوچھا کہ زخمیوں کو کہاں رکھا گیا ہے - آخر میں یہ ہدایت کی کہ سپاہیوں کے آرام کا خیال رکھوں اور یہ ضرور دیکھ لوں کہ انہوں نے پاؤں اچھی طرح دھوئے ہیں یا نہیں - سپاہیوں کے بارے میں چیئرمین ماؤ کا یہ اظہار اپنائیت اور عرق‌ریزی سے کام میرے ذہن پر انمٹ نقوش چھوڑ گیا -

بہت دیر گئے میں چیئرمین ماؤ کے ہاں سے رخصت ہوا - کافی دور جانے کے بعد میں نے مڑ کر دیکھا تو ان کا چراغ ہنوز روشن تھا -

فوج نے یانگ چھوان یوان کے قریب پڑاؤ ڈالا اور فتح کا جشن منایا - مرکزی سرخ فوج اور پندرھویں آرمی گروپ نے اپنے اپنے وفد بھیجے -

۳۰ نومبر کو تونگ چھون میں کادروں کی ایک میٹنگ ہوئی جس میں چیئرمین ماؤ نے اپنی رپورٹ " معرکۂ چی لو چن اور موجودہ صورت حال اور ہمارے فرائض " پیش کی - لڑائی کی اہمیت کا ذکر کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ اس فتح نے شمالی شینشی پر دشمن کے تین حملوں کو تہس نہس کر دیا ہے ، پارٹی کی مرکزی کمیٹی اور سرخ فوج کے لئے شمال مغرب میں وسیع‌تر انقلابی علاقہ قائم کرنے کی راہ ہموار کی ہے اور جاپان کے خلاف ملک گیر مزاحمت کو مہمیز لگائی ہے - چیئرمین ماؤ نے ان عناصر کا بھی تذکرہ کیا جو فتح کا سبب بنے : (۱) دونوں فوجیں باہم مربوط ہو چکی تھیں

(یہ بنیادی عنصر تھا) ؛ (۲) اس معرکے کے کلیدی مراکز (دریائے ھو لو اور چی لو چن) پر قبضہ کیا جا چکا تھا ؛ (۳) لڑائی کی پوری تیاریاں کی گئی تھیں اور (۴) ہم عوام کے ساتھ یکجان تھے ۔

اس پر ہم نے کہا کہ ہم ایک عنصر کا اضافہ کرنا چاہتے ہیں ۔ وہ یہ کہ چیئرمین ماؤ کے درست فوجی افکار اور دانشمندانہ قیادت نے حصول فتح میں انتہائی اہم کردار ادا کیا ۔

چیئرمین ماؤ نے اپنی رپورٹ میں بین‌الاقوامی اور ملکی صورت حال کا بھی تفصیلی تجزیہ کیا ۔ انہوں نے کہا کہ اس وقت جاپانی سامراجی پورے ملک کو ہڑپ کرنے کی آس میں شمالی چین پر حملہ آور تھے ، جبکہ کومنتانگ نانچنگ میں وطن فروشانہ کانفرنس منعقد کر رہی تھی ۔ ہماری اس فتح نے جاپانی سامراجیوں پر عیاں کر دیا کہ ہم انہیں شمالی چین پر قبضہ کرنے اور پورا ملک ہڑپ کرنے کی اجازت نہیں دیں‌گے ۔ ہماری فتح نے کومنتانگ پر بھی واضح کر دیا کہ ہم اسے وطن فروشی کی اجازت نہیں دیں‌گے ۔ سرخ فوج نے خون کا نذرانہ دے کر جاپانی سامراجیوں کو شکست دینے کی خاطر پوری قوم کے ساتھ متحد ہونے کا عہد کیا . . .

چیئرمین ماؤ کی گونجدار آواز اور واشگاف الفاظ نے سرخ فوج کے کادروں کے دل گرما دیئے ۔ ان کی آواز سارے وطن کی آواز تھی ۔ یہ سرخ فوج کے ہر جانباز کی اس خواہش کی غماز تھی کہ وہ جاپان کی مزاحمت کریں‌گے ، وطن کو بچائیں‌گے ۔

تین فوجوں کا ملاپ

پرجوش خیرمقدم

ہو پو لینگ

۱۹۳۶ء میں اوائل ستمبر کی ایک صبح فرسٹ فرنٹ آرمی کے ۷۳ویں ڈویژن کی نویں رجمنٹ شمالی کانسو کے مقام ھئی چینگ سے ہوئی نینگ کی طرف روانہ ہوئی ، جہاں اسے شمال کی سمت رواں سیکنڈ اور فورتھ فرنٹ آرمی سے جا ملنا تھا ۔ ہماری فوجوں کا یہ ملاپ ، جس کے ہم مدت سے منتظر تھے ، اب ہونے کو تھا ۔ ہمیں بڑا پرشکوہ فریضہ سونپا گیا تھا ! اس خوشی میں ہم اپنی ساری کلفت بھول گئے ۔

اگلی رات ہم ھائی یوان کاؤنٹی کی طرف جانے والی شاہراہ کے ساتھ ساتھ چلتے رہے ۔ نیم خوابیدہ دھرتی پر ستارے مدھم مدھم روشنی بکھیر رہے تھے ۔ اس عالم سکوت میں ہمیں ایک دوسرے کی سانسوں کی آواز تک سنائی دے رہی تھی ۔ ہمارے دل بےتاب

مصور : تونگ چهن شنگ

تھے - جلد ہی ھائی یوان کی فصیل نظر آنے لگی اور جوں جوں ہم آگے بڑھتے گئے اس کی بلندی واضح ہوتی گئی -

کاؤنٹی قصبے کے شمال میں ایک چھوٹے سے گاؤں سے آگے خاصی دور تک کھلی شاھراہ چلی گئی تھی - اچانک آگے سے حکم آیا : "خاموشی سے چلتے رہو اور رائفلیں تیار رکھو !" ہم چوکس اور لڑائی کے لئے تیار ہو گئے -

ہم لمبے لمبے ڈگ بھرتے چل رہے تھے - تھوڑی ہی دیر میں اندرون شہر سے دشمن سپاھیوں کا شور غوغا سنائی دینے لگا - ہماری خفیہ اطلاعات کے مطابق یہاں باقاعدہ فوج متعین نہ تھی اور ہمیں یقین تھا کہ یہ بےقاعدہ سپاھی ہماری راہ روکنے کی ہمت نہیں کریں گے - ہمارے لیڈروں نے لڑنے کی بجائے ان سے بچ کر نکل جانے کا فیصلہ کیا تاکہ ہم جلدی سے ہوئی نینگ پہنچ کر سیکنڈ اور فورتھ آرمی سے جا ملیں - ہمیں صرف حملے کی صورت میں جوابی وار کرنے کا حکم ملا تو ہم سینے تان کر قطار در قطار دشمن کے عین سامنے سے نکل گئے - توقع کے عین مطابق وہ ہماری قوت دیکھ کر مرعوب ہو گئے تھے - انہیں فائرنگ یا تعاقب کرنے کی جرأت نہ ہوئی - بس چپ چاپ ہمیں جاتے دیکھتے رہے -

ھائی یوان کے بعد ہم تا لا چھی اور کو چھنگ سے گزرے - تا لا چھی بڑی خوبصورت جگہ تھی - یہاں شاداب پہاڑیوں کے بیچوں بیچ ایک جھیل ھلکورے لے رہی تھی - پہاڑیوں پر چرتے ہوئے کمیت گھوڑوں کے گلے یوں لگ رہے تھے گویا طلوع آفتاب سے قبل کے قرمزی ابر پارے - ڈھلانوں پر جابجا بھیڑوں کے گلے

سفید بادلوں کی مانند دکھائی دے رہے تھے ۔ کھیتوں میں بڑے بڑے رسیلے تربوز ، درختوں پر سرخ سیب اور رس‌دار ناشپاتیاں ۔ واقعی بڑا سہانا منظر تھا ۔

ہمیں تا لا چھی میں رک کر سیکنڈ اور فورتھ فرنٹ آرمی کا انتظار کرنا تھا ۔ چنانچہ پڑاؤ ڈالتے ہی ہم مقامی لوگوں کو متحرک و منظم کرنے میں مصروف ہو گئے ۔ ہماری چوتھی کمپنی رجمنٹ کے سیاسی کمیسار لی کو ہو کی قیادت میں ہونگ پاؤ زی چلی گئی جو تا لا چھی اور کو چھنگ کے درمیان چھوٹا سا گاؤں تھا ۔ ایک دن اطلاع ملی کہ دشمن کی ایک رجمنٹ ہماری فوجوں کا ملاپ روکنے کے لئے ہونگ پاؤ زی کی طرف بڑھ رہی ہے ۔

اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ہم سب نے عزم کیا کہ دشمن پر فتح حاصل کرکے اپنی سیکنڈ اور فورتھ فرنٹ آرمی کا سواگت کریں گے ۔ سیاسی کمیسار لی نے فوراً پیچھے ہٹنے کا حکم دے دیا اور ہم نے ابھی گھات کی تیاریاں مکمل کی تھیں کہ دشمن آن پہنچا ۔ رسالے کے پیچھے پیدل فوج تھی اور وہ سب بےحد مغرور دکھائی دے رہے تھے ۔ ان کا رخ گاؤں کی طرف تھا اور ہم گھات لگائے ان کے قریب آنے کا انتظار کر رہے تھے ۔ اور پھر ہم نے مشین گنوں سمیت فائر کھول دیا ۔

مغرور گھڑسوار دم دبا کر بھاگ نکلے ، مگر ہماری گولیوں نے ان کا پیچھا کیا اور دیکھتے ہی دیکھتے بنا سوار گھوڑوں نے افراتفری پیدا کر دی ۔ رسالے میں بھگدڑ مچی تو پیدل فوج کی صفیں بھی منتشر ہو گئیں ۔

۶ اکتوبر کی رات کو ہماری اصل فوج پہنچی تو ہم نے دونوں طرف سے حملہ کرکے دشمن کا صفایا کر دیا۔

ایک رات ہم گہری نیند سو رہے تھے کہ اچانک بگل کی آواز نے سکوت توڑ دیا۔ ہم رائفلیں اٹھائے لپک کر باھر نکلے اور ہوئی نینگ کی طرف کوچ شروع ہو گیا۔ راستے میں ایک جگہ پروپیگنڈا ٹیم کے ایک رکن نے چلا کر اعلان کیا:

"کامریڈو، ساتویں رجمنٹ نے ہوئی نینگ پر قبضہ کر لیا ھے۔ مگر دشمن نے شہر کو دوبارہ کنٹرول میں لینے کے لئے دو بریگیڈ روانہ کر دیئے ھیں۔ جلدی جلدی قدم اٹھاؤ اور آگے بڑھ کر انہیں تہس نہس کر دو!"

ابھی اس اعلان کی بازگشت نہ تھمی تھی کہ ایک اور آواز بلند ہوئی: "کامریڈو، ہوئی نینگ میں گولہ باری کی دھمک سنائی دے رھی ھے۔ آؤ، اس لڑائی میں فتح حاصل کرکے تینوں فوجوں کے ملاپ کا جشن منائیں..."

ہم لمبے لمبے ڈگ بھرتے آگے بڑھ رہے تھے کہ حکم ملا:

"اپنا بھاری سامان سڑک کے دائیں کنارے پر چھوڑ دو۔"

بوجھ ہلکا ہوا تو ہماری رفتار دونی ہو گئی اور پو پھٹے تک ہم شہر کے قریب شمالی ڈھلان پر جا پہنچے۔ بیچ میں ایک دریا تھا۔ ہماری فوج دشمن کو شکست دے چکی تھی۔ قرب و جوار کی پہاڑیوں پر کھڑے کامریڈوں نے نعرے لگانے شروع کر دیئے:

"سرخ فوج کے دستوں کا ملاپ زندہ باد!"

سیکنڈ اور فورتھ فرنٹ آرمی کے ہراول دستے سرخ پرچم لہراتے

هوئے جنوب مشرق کی سمت سے شہر کی طرف بڑھ رہے تھے ۔ اتنے میں شہر کے دروازے پر بھی سرخ پرچم لہرانے لگے اور فرسٹ فرنٹ آرمی کی ساتویں رجمنٹ کا سرخ جھنڈا اٹھائے خیر مقدمی جلوس شہر سے باھر آ گیا ۔

یہ خوش کن منظر دیکھ کر ھمارے دل زور زور سے دھڑکنے لگے ۔ اور ھم بھی اپنے کامریڈوں سے ملنے کے لئے دوڑ پڑے ۔

شمال کی جانب

لیو ژن سونگ

فورتھ فرنٹ آرمی کی فورتھ کور صوبہ کانسو میں منزلیں مارتی ھوئی ایک شام وی یوان پہنچی ۔ ھم نے ابھی پڑاؤ ڈالا تھا کہ ھیڈکوارٹرز سے پیغام آ گیا : ھو زونگ نان نے اپنی ساری فوج ھمارے تعاقب پر لگا دی ، جبکہ لو تا چھانگ اور ماؤ پینگ ون کی زیر کمان دو کومنتانگ ڈویژن لانچو سے روانہ ھو چکے ھیں ۔ وہ وی یوان میں ھم پر مہلک ضرب لگانے اور فرسٹ فرنٹ آرمی سے ھمارے ملاپ کو روکنے کے لئے پیش قدمی کر رھے ھیں ۔

دشمن سے بچنے کے لئے ھم فوراً وھاں سے روانگی کو تیار ھو گئے ۔ ھمارے ڈویژن کے سیاسی کمیسار یبھ نے کہا ، "کامریڈو ،

دشمن ہماری شمال کی طرف پیش قدمی میں رخنہ ڈالنے کی تگ و دو کر رہا ہے - وہ سمجھتا ہے کہ اس طرح ہمیں فرسٹ فرنٹ آرمی کے ساتھ جا ملنے سے روک دےگا - وہ خیالی پلاؤ پکا رہا ہے - آج ہمیں وہی جذبہ اور حوصلہ دکھانا ہے جس کا اظہار ہم برفپوش پہاڑوں اور دلدلی علاقوں میں کر چکے ہیں - ہم دشمن کو غچہ دے کر فرسٹ فرنٹ آرمی کے اپنے بھائیوں سے جا ملیں‌گے . . . "

فرسٹ فرنٹ آرمی سے ملاپ کی خبر سن کر ہمارے حوصلے جوان ہو گئے اور ہم تاروں کی چھاؤں میں آگے بڑھنے لگے -

ہم نے ۲۴ گھنٹے میں ۱۱۰ کلومیٹر کا فاصلہ طے کرکے دشمن کو جل دے دیا ، مگر بھوک سے ہمارا دم نکلا جا رہا تھا - ارد گرد زرد مٹی کی پہاڑیاں پھیلی ہوئی تھیں جن پر صرف کڑوی گھاس اگتی تھی - اور دور دور تک آبادی کا نشان تک نہ تھا - اتفاق سے بارش شروع ہو گئی - ہم نے بارش کا پانی اکٹھا کیا اور اس میں جو ملا کر پیٹ کی آگ بجھا لی -

تاہم اگلے دو روز تک پانی کا ایک قطرہ نہ گرا - پیاس سے ہمارے حلق میں کانٹے پڑنے لگے اور رفتار سست ہو گئی -

"کامریڈو ، جلدی جلدی قدم اٹھاؤ ! " کسی نے آگے سے پکار کر کہا ، " ہم جلد ہی اپنے بھائیوں سے جا ملیں‌گے - انہوں نے ہمارے لئے کوئی اچھی چیز پکا رکھی ہے - "

ہم بخوبی جانتے تھے کہ ابھی کئی روز کی مسافت باقی ہے - پھر بھی بھائیوں سے ملنے کی خواہش غالب تھی اور جی چاہتا تھا اڑ کر وہاں پہنچ جائیں - کچھ دیر بعد دور ایک گاؤں دکھائی

دیا تو ہماری ہمتیں بندھ گئیں ، مگر پتہ چلا کہ وہاں دشمن کی ایک بٹالین مقیم تھی ۔ شدید جھڑپ کے بعد ہم نے گاؤں پر قبضہ کر لیا ، مگر پانی کا ایک قطرہ نہ ملا اور ہم خشک ہونٹوں پر زبانیں پھیرتے ہوئے آگے بڑھنے لگے ۔

ایک ڈھلان پر چھوٹی سی کٹیا دیکھ کر ہمارے قدم تھم گئے ۔ میں دو ہرکاروں کو ساتھ لے کر کسی آدمی یا پانی کی تلاش میں ادھر گیا تو ایک حیران پریشان سی بوڑھی عورت باہر نکل آئی ۔ ہم نے اسے تسلی دی کہ ہم سرخ فوج کے سپاہی ہیں اور جاپانیوں سے لڑنے کے لئے شمال کی طرف جا رہے ہیں ۔ ہم نے چار دن اور چار راتوں سے پانی نہیں پیا ۔

بوڑھی عورت شاید سرخ فوج سے واقف تھی ۔ وہ سر سے پاؤں تک ہمارا جائزہ لینے کے بعد بولی ، " تم اچھے لوگ کتنی کٹھن زندگی گزار رہے ہو ! بارش نہ ہو تو یہاں دور دور تک پانی کا نشان نہیں ملتا ۔ خیر میرے پاس ایک بالٹی پانی ہے ۔ وہ تم لے جاؤ ۔ " اور اس نے پانی کی بالٹی ہمارے حوالے کر دی ۔

ہمیں پانی لینے میں کچھ ہچکچاہٹ محسوس ہوئی ، اگرچہ پیاس کے مارے ہمارے حلق جل رہے تھے ۔

" دادی ماں ، " ایک ہرکارے نے کہا ، " تم کیا کرو گی؟ ... "

" فکر نہ کرو ، " اس نے جواب دیا ، " یہاں سے تھوڑی دور ایک چھوٹا سا چشمہ ہے ۔ دن بھر میں آدھی بالٹی پانی جمع ہو جاتا ہے ۔ وہ میرے کنبے کے تین افراد کے لئے کافی ہوگا ۔ " اس کے ساتھ ہی اس نے شہد کا چھوٹا سا مرتبان مجھے دیتے ہوئے کہا ،

"اسے پانی میں ملا لینا ۔"

مارے تشکر کے ہماری زبانیں گنگ ہو گئیں ۔ میں نے مرتبان لے لیا اور پھر اسے زبردستی دو نقرئی ڈالر تھما دیئے ۔

میں نے شہد بالٹی میں انڈیلا اور ہم پانی لے کر بٹالین میں واپس آ گئے ۔ انسٹرکٹر لی تینگ شیوئے نے سب سے پہلے آدھا پیالہ پانی ایک زخمی سپاہی کے لئے نکالا اور پھر تھوڑا سا خود لے کر پیالہ بلند کرتے ہوئے کہا ، "کامریڈو ، آؤ ، اس میٹھے پانی سے حلق تر کر لو ۔ دشوارترین سفر بیت گیا ۔ اب ہم جلد ہی فرسٹ فرنٹ آرمی سے جا ملیں گے ۔"

پانچ دن اور پانچ راتوں کی مزید مسافت کے بعد ہم بالآخر اپنے کامریڈوں سے جا ملے ۔ ہمارے دلوں میں وہی مٹھاس بھر گئی جو شہد ملا پانی پینے سے پیدا ہوئی تھی ۔

منزل مراد

چو چیا شنگ

ہزاروں کلومیٹر کا کٹھن سفر کرنے کے بعد ہماری سیکنڈ فرنٹ آرمی آخرکار شمالی شینشی پہنچ گئی ۔

کئی دن بیت گئے اور دشمن سے کوئی جھڑپ نہ ہوئی تو

ہم سوچنے لگے کہ شاید انقلابی علاقے میں داخل ہو چکے ہیں ۔ لیکن ایک دن اور رات کی مسلسل مسافت کچھ اور ہی نتیجہ اخذ کرنے پر مجبور کر رہی تھی ۔ ۳٦ گھنٹے متواتر چلنے کے بعد ہم تھکان سے بےحال ہو گئے ۔

آدھی رات کے وقت جب ہمارے قدم ڈگمگا رہے تھے ، اچانک ایک پیغام آ پہنچا : ”کامریڈو ، سستی نہ دکھاؤ ۔ ہم جلد ہی فرسٹ فرنٹ آرمی سے جا ملیں گے ! “ اور یہ پیغام سن کر ہماری رگوں میں بجلی سی دوڑ گئی ۔ ہر کسی کا چہرہ کھل اٹھا اور نعرے بلند ہونے لگے : ” ہم جلد ہی منزل پر پہنچنے والے ہیں ! آخر منزل آ ہی گئی ! “ ” ہم چیئرمین ماؤ کا دیدار کریں گے ! “ ” فرسٹ فرنٹ آرمی زیادہ دور نہیں ! “

ہمارے جسموں میں جانے کہاں سے بلا کی چستی عود آئی تھی ۔ قدموں میں پھرکیاں سی لگ گئیں ۔ میں عقب میں جنرل افیئرز ڈپارٹمنٹ کے ٹرانسپورٹ اسکواڈ کے ساتھ تھا ۔ گزشتہ لڑائیوں کے سبب ہمارے ساتھیوں کی تعداد کم ہو چکی تھی اور ہر کوئی دگنا بوجھ اٹھائے ہوئے تھا ۔ لہذا باوجود کوشش کے ہم پیچھے رہے جا رہے تھے ۔ ہم اس خیال سے دل مسوس کر رہ جاتے کہ چیئرمین ماؤ کو دیکھنے اور فرسٹ فرنٹ آرمی سے ملاپ میں پیچھے رہ جائیں گے ۔ اجالا پھیلنے سے قبل ہم ایک کھلے علاقے میں پہنچے تو دور ایک روشنی دکھائی دی ۔

” ارے ، ادھر دیکھو ، روشنی ہو رہی ہے ! “ ہم سب بیک آواز چلا اٹھے ۔

اسکواڈ لیڈر شوی نے روشنی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بڑے جذباتی لہجے میں کہا ، " انقلاب کی شاہراہ روشن اور وسیع تر ہوتی جا رہی ہے - کامریڈو ، ہمارا ہراول دستہ غالباً فرسٹ فرنٹ آرمی تک پہنچ چکا ہے - جلدی جلدی قدم اٹھاؤ - "

ہم ایک نئے ولولے کے ساتھ روشنی کی سمت بڑھنے لگے - اور پھر آگے کسی نے گیت چھیڑ دیا :

آ یا لی ،
چیئرمین ماؤ کی اسٹریٹجی دانائی کا مرقع ہیں ،
دشمن تھک ہار کر بیٹھ گیا -
آ یا لی ،
. . . . . .

چیانگشی کے انقلابی علاقے کا یہ مقبول گیت ہم نے سال بھر نہیں سنا تھا - ہمارے گلے جذبات کے مارے رندھے جا رہے تھے - اچانک کچھ ساتھی پکار اٹھے : "کامریڈو ! کامریڈو ! "

ہم نے ایک جگہ الاؤ کے گرد چھ آدمیوں کو بیٹھے دیکھا - ان میں سے چند ایک گا رہے تھے اور کچھ الاؤ سے کوئی چیزیں نکال رہے تھے - پکار سن کر وہ اٹھے اور دوڑتے ہوئے ہماری طرف آ گئے - "کامریڈو ، تم لوگ بہت تھک گئے ہوگے - تمہارا تعلق سیکنڈ فرنٹ آرمی سے ہے ؟ "

" ہاں ! اور تم لوگ فرسٹ فرنٹ آرمی سے ہو نا ؟ "

” ھاں ! “

کچھ ساتھیوں نے سامان رکھ دیا ۔ سب بڑی بےتابی کے ساتھ ایک دوسرے سے بغل گیر ہو رہے تھے ، ھاتھ ملا رہے تھے ۔ ھمارے دل بری طرح دھڑک رہے تھے ۔

انہوں نے ھمیں الاؤ کے قریب لےجا کر بٹھایا اور بھنے ھوئے آلو دیتے ھوئے بڑے معذرت آمیز لہجے میں کہنے لگے ، ”آگے آپ کے لئے کھانا وغیرہ تیار ھے ۔ ھم یہاں صرف آپ کا خیر مقدم کرنے آئے ھیں ۔ یہ معمولی سے آلو ھیں ، تاھم بھوکے پیٹ برے نہیں ۔ “

آگ کی حدت بڑی خوش کن تھی ۔ ”آخر ھم اپنے گھر آ پہنچے ! “ ھم نے جذبات سے مغلوب آواز میں کہا ۔

پھر ھم نے ان سے رخصت لی اور آگے روانہ ھو گئے ۔ دن چڑھے دور پہاڑیوں کے دامن میں دھویں کے مرغولے اٹھتے نظر آنے لگے اور تھوڑی دیر بعد کچھ مکان دکھائی دیئے جو پہاڑیوں کو کھود کر بنائے گئے تھے ۔ یہ ایک گاؤں تھا ۔ ایک جگہ ایک شخص نے ھمیں غور سے دیکھا اور پھر جا کر دو اور آدمیوں کو بلا لایا ۔

” تم لوگ کس یونٹ سے ھو ؟ “ ایک ایپرن والے شخص نے فو چیئن کے بھاری لہجے میں پوچھا ۔

”سیکنڈ فرنٹ آرمی کے سکستھ آرمی گروپ کے سیاسی شعبے سے ۔ “ اسکواڈ لیڈر شوی نے جواب دیا ۔

” تم لوگ بہت تھکے ماندے ھو ، تھوڑی دیر آرام کر لو ۔ “ یہ کہتے ھوئے وہ تینوں ھمیں ایک مکان لے گئے جہاں میز پر

درجن بھر پیالے بڑی ترتیب سے رکھے ہوئے تھے - وہ پہلے گرم پانی لائے اور اس کے بعد ابلے ہوئے باجرے اور دم پخت آلو گوشت کے پیالے پر پیالے لانے لگے - " خوب پیٹ بھر کے کھاؤ - " انہوں نے اصرار کرتے ہوئے کہا - کھانا بڑا اشتہا انگیز تھا ، مگر ہم نے اسے ہاتھ تک نہ لگایا کیونکہ ہم جلد از جلد اپنے ساتھیوں تک پہنچنا چاہتے تھے -

ہمارا ایک ساتھی کھڑا ہو گیا اور بولا ، " ڈپارٹمنٹ چیف ، چلو چلیں - "

اس پر ہمارے میزبان پریشان ہو گئے اور آخر ان میں سے ایک پکار اٹھا ، " اسکواڈ لیڈر ، سیکنڈ فرنٹ آرمی کے یہ کامریڈ جا رہے ہیں ! "

یہ سن کر اسی ایپرن والے شخص نے ہمارا راستہ روک لیا اور ڈپٹ کر کہنے لگا ، " کامریڈو ، اب تم اپنے گھر پہنچ چکے ہو - ایسی بھی کیا جلدی ہے ؟ تم لوگوں نے اتنا بوجھ اٹھا کر لمبا سفر کیا ہے - ہم یہاں سے تمہیں خالی پیٹ جانے کی اجازت کیسے دے سکتے ہیں ؟ اگر تم لوگوں نے کھانے سے انکار کیا تو ہمارا سیاسی انسٹرکٹر ہم پر تنقید کرے گا - "

اور ہمارے پاس بیٹھنے کے سوا کوئی چارہ نہ رہا -

یہ کامریڈ فرسٹ فرنٹ آرمی کے میس اسکواڈ سے تعلق رکھتے تھے - ہم نے بڑی رغبت کے ساتھ کھانا شروع کیا تو ان کا اسکواڈ لیڈر مسکرا دیا اور باتیں کرنے لگا -

" آج تڑکے ہی یہاں سے سیکنڈ فرنٹ آرمی کے بہت سے کامریڈ

گزرے ھیں ۔ ھمیں معلوم ھوا کہ تم لوگ بھی آنے والے ھو تو ھم انتظار میں کھڑے ھو گئے ۔ ھم نے تم لوگوں کے لئے موزے ، تولیے ، دانت صاف کرنے کے برش اور ٹوتھ پیسٹ آگے روانہ کر دیئے اور یہاں کھانا تیار رکھا ۔ " اس نے میز کی طرف اشارہ کرتے ھوئے بات جاری رکھی ، " یہ سب ختم کر دو ۔ کچھ باقی نہ چھوڑنا ۔ " اس پر ھم سب کے قہقہے چھوٹ گئے ۔

ھم کھانا کھا رھے تھے اور ھنس بول رھے تھے کہ اس نے اچانک میری طرف دیکھا اور نیلے کپڑے کا ایک ٹکڑا اٹھا لایا ۔ وہ کبھی کپڑے کو اور کبھی میری طرف دیکھتا ۔ میں بھی الجھن میں پڑ گیا کہ معاملہ کیا ھے ؟

ایک باورچی اس کا مفہوم پا گیا اور جلدی سے کالے کپڑے کا ایک پیکٹ اٹھاتے ھوئے بولا ، " اسکواڈ لیڈر میرے پاس کچھ کپڑا ھے ۔ " اس نے پیکٹ سے اناج نکالا اور مسکراتے ھوئے خالی تھیلا اسکواڈ لیڈر کے ھاتھ میں دے کر کہا ، " دریائے زرد عبور کرنے کے دوران کوارٹر ماسٹر نے مجھے یہ کپڑا دیا تھا ۔ "

اب میں بھی صورت حال سمجھ چکا تھا ۔ اس نے میری پھٹی ھوئی جیکٹ دیکھ لی تھی ۔ اسکواڈ لیڈر کپڑا لے کر میرے پاس آ گیا اور کہنے لگا ، " اس سے اپنی جیکٹ کی مرمت کر لینا ۔ تمہیں چیئرمین ماؤ سے ملنا ھے ۔ ڈھنگ کے کپڑے تو ھونے چاھئیں ۔ "

میں وہ جیکٹ دو سال سے پہنے ھوئے تھا اور اب ناقابل مرمت ھو چکی تھی ۔ تاھم میں کپڑا لینے سے انکار نہ کر سکا کہ اسکواڈ لیڈر کی یہ پیش کش طبقاتی اتحاد ، دوستی اور بھائی چارے کی مظہر تھی ۔

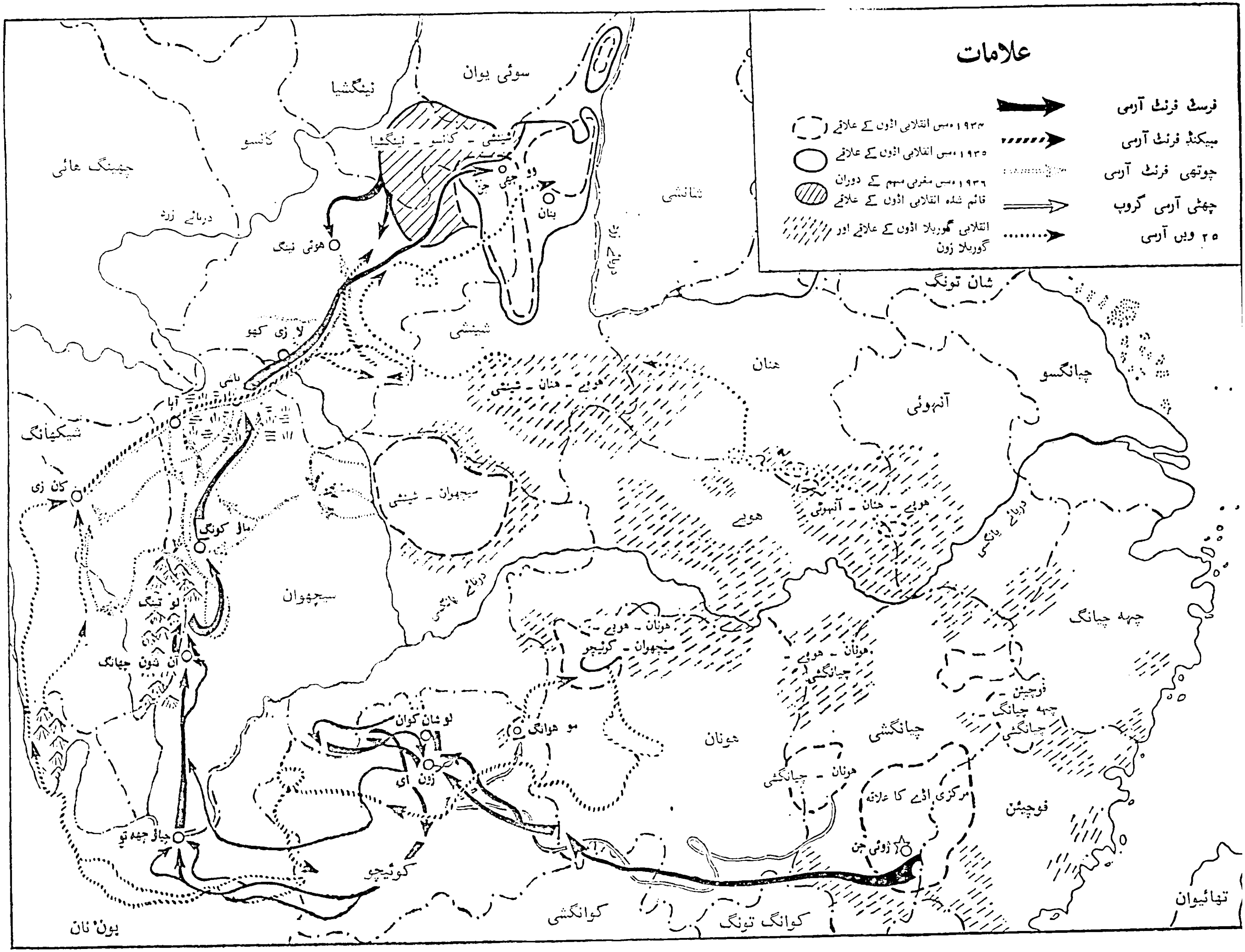
علامات
فرسٹ فرنٹ آرمی
سیکنڈ فرنٹ آرمی
چوتھی فرنٹ آرمی
چھٹی آرمی گروپ
۲۵ ویں آرمی
۱۹۳۴ء میں انقلابی اڈوں کے علاقے
۱۹۳۵ء میں انقلابی اڈوں کے علاقے
۱۹۳۶ء میں مغربی مہم کے دوران قائم شدہ انقلابی اڈوں کے علاقے
انقلابی گوریلا اڈوں کے علاقے اور گوریلا زون
سوئی یوان
نینگشیا
کانسو
چھنگ ہائی
دریائے زرد
شانشی
شینشی
ہونان
شان تونگ
چیانگسو
آنہوئی
ہوپے
سیچھوان
کوئیچو
ہونان
چیانگشی
فوچین
چہہ چیانگ
کوانگشی
کوانگ تونگ
یون نان
شیکیانگ
تھائیوان
مرکزی اڈے کا علاقہ
زوئی جن
زون ای
لو شان کوان
مو ہوانگ
آن شون چیانگ
لو تنگ
ماؤ کونگ
کان زی
آبا
لا زی کھو
ہوئی نینگ
یینان
وو چی جن
شینشی - کانسو - نینگشیا
سیچھوان - شینشی
ہوپے - ہونان - آنہوئی
ہوپے - ہونان - شینشی
ہونان - ہوپے - سیچھوان - کوئیچو
ہونان - ہوپے - چیانگشی
ہونان - چیانگشی
فوچین - چہہ چیانگ - چیانگشی
دریائے یانگسی
دریائے زرد